بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحفۃ الجمعۃ

قرآن وسنت کی روشنی میں جمعۃ المبارک کے فضائل و برکات، احکام ومسائل، خطیب کے لیے اہم ہدایات پر مشتمل منفرد کتاب، برکاتِ درود شریف، قبولیت اعمال کی شرائط، 50 سے زائد صحابہ، تابعین، ائمہ اور علماء کے مختصر سوانح بھی زیب قرطاس ہیں۔

مؤلف

استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ

بانی دار الحدیث (الجامعۃ الکمالیۃ) راجووال

مکتبہ دار الحدیث

(الجامعۃ الکمالیۃ) راجووال، اوکاڑہ

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

نام کتابچہ .... تحفۃ الجمعہ

کاوش .... استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف ﷫

بانی دارالحدیث (الجامعۃ الکمالیہ) راجووال

باہتمام .... حاجی احمد دین محمود کھڈیاں خاص۔ فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد

فاضل الجامعۃ الکمالیہ راجووال

مشیر خاص .... مولانا عنایت اللہ امین خطیب بٹر کھائی و مدرس دارالحدیث راجووال

==== .... مولانا ابراہیم خلیل خطیب حجرہ شاہ مقیم وفاضل دارالحدیث راجووال

ناشر .... پروفیسر عبیدالرحمٰن محسن و مرکزی جمعیت اہلحدیث راجووال

سنہ اشاعت 2010ء/1431ھ

کمپوزنگ .... حافظ عدیل اشرف خاں فاضل دارالعلوم المحمدیہ لوکو ورکشاپ لاہور،

لائبریری انچارج دارالحدیث راجووال 0300-8048860

تحفہ ھذا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بعد عزیزم مولانا محمد رفیق زاہد آف الہ آباد فاضل جامعہ رحمانیہ لاہور، فاضل جامعۃ الملک سعود الریاض، مدرس و مدیر التعلیم دارالحدیث راجووال اور پروفیسر عبیدالرحمٰن محسن مہتمم دارالحدیث ان دو ہیروں کی لیل ونہار محنت سے پایہ تکمیل کو پہنچا۔ میری دلی دعا ہے کہ ان دونوں بھائیوں کو اللہ تعالیٰ اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے اور ان کو ہمیشہ اپنی توفیق خاص میں اتفاق واتحاد سے رکھے آمین یارب العالمین

رجسٹرڈ

دارالحدیث الجامعۃ الکمالیہ راجووال

www.KitaboSunnat.com
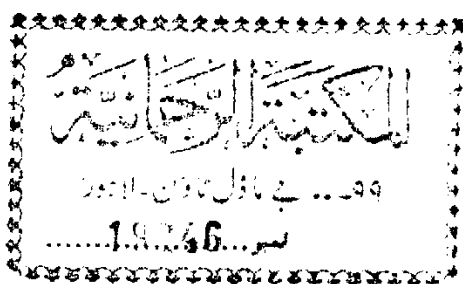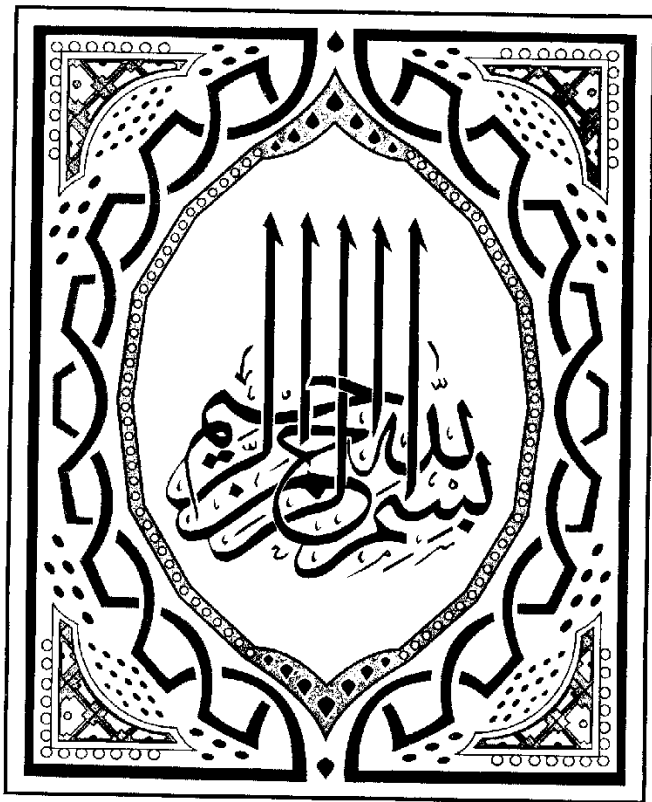
بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللھم صل علی محمد
وعلی آل محمد کما صلیت علی
ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک
حمید مجید اللھم بارک علی محمد و
علی آل محمد کما بارکت علی
ابراھیم وعلی آل ابراھیم
انک حمید مجید
(صحیح بخاری: الانبیاء: حدیث ۳۳۷۰)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹

اَلْجُمُعَة ٦٢

”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔“

باسمہ تعالیٰ

انتساب

ان چند سطور کی نسبت میں اپنے خالق ومالک کی طرف کرتا ہوں جس نے مجھے یہ چند سطریں لکھنے کی توفیق نصیب فرمائی۔

قارئین ذی وقار کی خدمت عالیہ میں التماس کرتا ہوں کہ میرے لیے، عملہ دارالحدیث. مقامی جماعت اور بیرونی مخلص احباب کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو ہمارے لیے صدقہ جاریہ اور نجات کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

(الشکر للہ العظیم)

فہرست مضامین

مقدمہ

خطباء اہل حدیث

فرضیت جمعہ

فضائل جمعہ

☆☆☆

خصوصیات جمعہ

اذان جمعہ

خطیب کے لیے چند ہدایات

فضائل درود شریف

جُمعہ سے پہلے مسائل و آداب

دوران خطبہ مسائل وآداب

جمعہ کے بعد مسائل وآداب

قبولیت اعمال صالحہ کی شرائط

1۔ اخلاص نیت

2۔ صحت عقیدہ

3۔ اتباع سنت

مسدس حالی سے حضرت شیخ الحدیث کا خصوصی انتخاب

تراجم مُحدّثین کرام

مصنفین برصغیر

حالات راویان حدیث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سخن ہائے گفتن

الحمد لله رب العالمين خالق السموات والارض و جاعل الظلمات والنور وصلى الله تعالىٰ على خطيب النبيين سيدنا محمد خاتم الانبياء وعلى اله وصحبه وأزواجه امهات المؤمنين و ذريته ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين۔ برحمتك يا ارحم الراحمين۔

یہ چند حروف لکھتے ہوئے مجھے اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا پورا پورا احساس ہے مزید برآں کبرسنی میں ہوں اور بڑھاپے کی وجہ سے مختلف عوارض کا شکار ہوں۔ تاہم اللہ رب العزت کی بلند و بالا ذات پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے عامۃ الناس کی خیر خواہی کے جذبہ سے اس امید پر کہ شاید کسی مسلمان بھائی اور بہن کو اس سے فائدہ حاصل ہو اور میری اخروی نجات کا ذریعہ بن جائے یہ مختصر رسالہ قلمبند کیا ہے۔ میں اپنے رفقاء کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اس رسالہ کی تیاری میں میرے ساتھ کسی بھی قسم کا تعاون فرمایا، بالعموم دارالحدیث راجووال کے نہایت قابل قدر اساتذہ کرام کا اور بالخصوص مولانا رفیق زاہد مدرس و مدیر التعلیم کا جنہوں نے مجھے اس کام پر ابھارا، بھرپور تعاون کیا، میں املاء کرواتا رہا اور وہ سب ترتیب دیتے رہے اور حوالہ جات میری راہنمائی میں رقم کرتے رہے۔ اسی طرح اپنے عزیز القدر فرزند ارجمند نور چشم پروفیسر عبیدالرحمٰن محسن کا جنہوں نے اپنی تعلیمی اور انتظامی مصروفیات کے ہجوم کے باوجود میرا ہر قسم کا خیال رکھا اور میرے لیے مطلوبہ کتب مہیا کیں اگرچہ اندرون پاکستان یا بیرون ملک سے ملیں۔ اسی طرح برخوردار حافظ عدیل اشرف خان کا ،عزیزم نے کمپوزنگ سے طباعت تک کے مراحل ذاتی لگن سے سرانجام دیئے۔

میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ان تمام روحانی اور خونی بیٹوں کو عزت سے نوازے اوران کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے۔اور فلاح دارین کی کامیابیاں اور کامرانیاں صرف اپنے فضل سے نصیب فرمائے۔(آمین)

بفضلہٖ تعالیٰ رسالہ ہذا میں 20 سے زائد صحابہ کرام وتابعین عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مختصر حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔اوراسی طرح 30 سے زائد محدثین ومفسرین، مصنفین ،علماء کرام اور خطباء عظام کا ذکر نوک قلم پر لایا گیا ہے۔تقریباً 150 سے زائد احادیث کے ساتھ اس رسالہ کو مزین کیا گیا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین محدثین ومفسرین رحمۃ اللہ علیہم اور علماء کرام کے تراجم اور حالات صرف اس غرض سے ذکر کیے ہیں۔کہ:عند ذکر الصالحین تنزل الرحمه

نیز حدیث:المرء مع من أحبّ

اللہ تعالیٰ ان نفوس قدسیہ کے نقوش پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہمیں بھی ان کی شفاعت اور رفاقت نصیب ہو سکے گو ہم اس لائق تو نہیں ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ سے مایوسی بھی نہیں ہے کہ ہمیں پاک باز شخصیات کا ساتھ نصیب ہو۔

قارئین ذی وقار سے نہایت ادباً گذارش ہے کہ اگر عبارت یا کسی مسئلہ میں کسی قسم کا سقم یا کمزوری نظر آئے تو مجھے ضرور مطلع فرمائیں کیونکہ بتقاضائے بشریت ایسا ہونا عین ممکن ہے ہم فرض نماز ہمیشہ پڑھتے ہیں اس کے باوجود سہو اور بھول ہو جاتی ہے اسی طرح سجدہ سہو ضرور کرونگا۔اگر کسی میں صحت ہے تو صرف یہ کائنات کے خالق کا فضل ورحمت ہے نہ کہ میرا علم۔

طالب الدعوات

احقر العباد الفقیر الی اللہ محمد یوسف حفظہ اللہ

خادم دارالحدیث راجووال (اوکاڑہ)

(۱)

آفتاب جماعت اہلحدیث

شہید ملت حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ

قائد اہل حدیث علامہ احسان الٰہی ظہیر سیالکوٹ کے محلّہ احمد پور میں 1940 میں پیدا ہوئے والد گرامی قدر کا نام حاجی ظہور الٰہی تھا جو پکے موحد تھے۔ توحید ان کے رگ و ریشے میں رچی بسی تھی۔

حاجی صاحب مرحوم نے اپنی اولاد کی تربیت بڑے ہی احسن انداز میں کی حاجی صاحب کے تمام بیٹے دین سے پوری طرح واقف ہیں۔

قائد اہلحدیث نے ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں حاصل کی نو سال کی عمر میں مکمل قرآن مجید حفظ کیا، دینی تعلیم کے حصول کے لیے جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ اور جامعہ سلفیہ کا رخ کیا۔ جامعہ سلفیہ سے فراغت کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے مدینۃ الرسول کا رخ کیا، عالمی یونیورسٹی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں مفکر اہلحدیث کو خاص مقام حاصل تھا۔

مدینہ یونیورسٹی سے فراغت کے بعد قائد ملت رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور کو اپنا تبلیغی مرکز بنایا۔

قائد ملت نے کئی ممالک کے تبلیغی دورے کیے آپ بیک وقت انقلابی خطیب بھی تھے اور سیاسی لیڈر بھی، آپ تاجر بھی تھے اور بہترین مصنف بھی، فرق باطلہ پر خوب لکھا ہے بلکہ مرزائیت اور بریلویت وغیرہ کی تردید عرب دنیا میں آپ ہی کی کتب سے ہی ممکن ہوئی ہے۔

فن خطابت میں اپنی مثال آپ تھے نڈر اور بے باک خطیب تھے، حکمرانوں کو خوب للکارتے تھے۔ شہید اہلحدیث کی بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ کسی بھی اسٹیج پر خطاب فرماتے

اپنے مسلک کی ترجمانی ضرور کرتے۔

23 مارچ 1987ء کو قلعہ چھمن سنگ کے جلسہ عام میں حضرت علامہ کے خطاب کے دوران بم دھماکہ ہوا جس سے آپ شدید زخمی ہوئے، ابتدائی طبی امداد کے لیے فوری آپ کو منیو ہسپتال میں منتقل کیا گیا۔

سعودی حکومت نے سپیشل طیارہ کے ذریعہ ریاض کے سرکاری ہسپتال میں منتقل کیا۔ لیکن ہوتا وہی ہے جو اللہ کو منظور ہو، آخر 30 مارچ 1987 کو شدید زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جام شہادت نوش فرمائے گے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ مرحوم آف گوجرانوالہ نے منڈی مریدکے میں اپنے خطاب میں خوب فرمایا ہے۔ کہ یہ آفتاب پاکستان میں طلوع ہوا اور مدینہ منورہ میں جا کر غروب ہوا۔

آج شہید ملت امام مالک کے پہلو میں اور اصحاب رسول کے پڑوس میں جنت البقیع میں محو استراحت ہیں۔ اللہ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆☆

۲

سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 1920 کو کمیر پور ضلع امرتسر میں ولادت ہوئی۔

خدمات: مناظر اسلام حضرت حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات دینیہ کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ حضرت حافظ صاحب صرف مناظر ہی نہ تھے بلکہ مقرر واعظ و مبلغ ہونے کے ساتھ ساتھ حرکت و عمل میں بھی اپنا ایک مقام رکھتے تھے سیاسیات سے ان کو کوئی خاص دلچسپی

نہیں تھی۔ فرق باطلہ سے آپ نے کئی مناظرے کیے جن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح سے ہمکنار فرمایا۔ آپ کا خاندان علمی خاندان ہے بے شمار حفاظ قرآن آپ کے خاندان میں پیدا ہوئے۔ دور دراز علاقوں میں تبلیغ دین کے لیے سفر کیے تکلفات سے بالکل پاک طبیعت تھی۔ جہاں جاتے جم کر وعظ فرماتے۔

وفات: 6 دسمبر 1999ء 27 شعبان 1420ھ اتوار کے دن شام کے قریب علم وعمل کا آفتاب لاہور میں غروب ہوگیا۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

اپنے تایا اور بھائی حافظ اسماعیل روپڑی کے پڑوس میں مدفون ہیں۔

☆☆☆☆

(۳)

ہر اہلحدیث کی آنکھوں کا تارا

شیخ القرآن حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

1918 میں حویلیاں کلاں تحصیل اجنالہ راجپوت خاندان کے چوہدری بلند خان کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں میں حاصل کی بعد ازاں مولانا غلام نبی صاحب کے مشورہ سے کمیر پور کے مدرسہ میں داخل کرا دیا گیا۔ اور کچھ دیر روپڑ میں بھی تعلیم حاصل کی۔ حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ حافظ عبدالرحمٰن کمیر پوری رحمۃ اللہ علیہ مولانا نور محمد اور مولانا نذیر احمد جیسے اساتذہ کرام سے فیض حاصل کیا۔

دینی تعلیم کے حصول کے بعد میدان خطابت میں قدم رکھا آپ کی خطابت کو خوب پذیرائی حاصل ہوئی۔ جب اپنی تقاریر میں تلاوت کرتے تو سماں بندھ ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لحن داؤدی عطا فرمایا تھا۔

(۴)

گوجرانوالہ کا بے تاج بادشاہ

استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ 18 مارچ 1920 چک نمبر 16 جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ علوم دینیہ کے حصول کے لیے شیخ الکل حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کیے۔ مزید سلسلہ تعلیم کو خوب سے خوب تر بنانے کے لے حضرت سلفی رحمہ اللہ کی وساطت سے لکھنو کا سفر کیا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا نے میدان خطابت میں محنت کی آپ کے خطبہ کو سننے کے لیے ارباب ذوق کھینچے چلے آئے۔

موصوف کے اندر خالق ارض وسماء نے بے شمار خوبیاں پیدا فرمائی یقیناً حضرت شیخ الحدیث زادہ بسطۃ فی العلم والجسم کے صحیح مصداق تھے، تبحر عالم تھے۔ حوالہ جات اس قدر مستحضر اور از بر تھے کہ کبار علماء بھی حضرت کی موجودگی میں زبان کھونے سے گھبراتے تھے۔

بحث ومباحثہ اور مجادلہ ومناظرہ کے وقت مدمقابل کے دلائل کو غور سے سنتے اور اس کے کمزور پہلوؤں پر ایسی گرفت فرمائے کہ فریق مخالف کا ہر سقم وضعف آشکارا ہو جاتا اور ڈھول کا پول کھول کر رکھ دیتے۔ حضرت شیخ الحدیث مخزن العلوم تھے۔

صاحب بصیرت اور جہاندیدہ شخصیت کے مالک تھے شب، زندہ دار، قناعت پسند اور خودار بھی تھے۔ حضرت شیخ الحدیث بہترین مدرس وخطیب بھی تھے اور سیاسی لیڈر بھی سیاست سے بڑی دلچسپی تھی آپ ملکی سیاست پر بھی بڑی وسیع نظر رکھتے تھے فقہی مسائل میں آپ کو منفرد مقام حاصل تھا۔ جماعت اہلحدیث کی قیادت کے لیے شہید ملت رحمہ اللہ نے

حضرت شیخ الحدیث کا انتخاب فرمایا۔ جو انتہائی مناسب تھا آپ کا دور امارت نہایت کامیاب تھا جس سے جماعت اہل حدیث کو ایک نئی زندگی نصیب ہوئی۔ گویا کہ حضرت شیخ الحدیث سیرت و کردار تعلیم و تدریس فکر و نظر نظم و ضبط تقریر و تذکیر کے لحاظ سے منفرد اور مثالی شخصیت کے حامل تھے۔

آخر علم و عمل عقل و بصیرت فہم و ادراک اور استقامت و استقلال کا مجسمہ 28 اپریل 2001ء بروز ہفتہ اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔

☆☆☆☆

هٰؤُلَاءِ آبَائِي فَجِئْنِي بِمِثْلِهِم
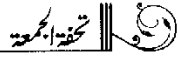
فرضیت اور وجوب جمعۃ المبارک

((اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ)) (الحدیث)

فرضیت و وجوب جمعۃ المبارک:

جمعہ اور نماز جمعہ فرض عین ہے جس کا انکاری دائرہ اسلام سے خارج ہے کیونکہ یہ فریضۂ دلائل قطعیہ سے ثابت ہے جو کہ ایک مستقل فریضہ ہے نماز ظہر کا بدل نہیں بلکہ نماز جمعہ افضل الصلوات ہے اور یوم جمعہ افضل الایام ہے۔ طلوع شمس کے اعتبار سے خیر الایام ہے۔ اس دن میں سات لاکھ افراد کو جہنم سے آزادی کا پروانہ ملتا ہے۔ صحیح عقیدہ کے حامل کی موت اجر شہید کے حصول کا سبب ہے اور فتنہ قبر سے نجات ملتی ہے مرفوع احادیث اس دن کی فضیلت پر دلالت کناں ہیں۔ جو کہ سید الایام ہونے کے ساتھ ساتھ یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ سے بھی افضل ہے۔

وجوب جمعہ کی شرائط:

جمہور اہل علم کے نزدیک جمعہ کے وجوب کی تین شرطیں ہیں۔

(1) مسلم (2) بالغ (3) عاقل

مالکیہ کے ہاں وجوب جمعہ کی دس شرطیں ہیں۔

(1) مسلم (2) بالغ (3) عاقل (4) عورت کا حیض و نفاس سے پاک ہونا۔ (4) جمعہ کے وقت کا داخل ہونا۔ (6) بیداری (7) بھول نہ ہو۔ (8) مجبور نہ ہو۔ (9) وضوء کے لیے پانی یا مٹی کا وجود۔ (10) جمعہ کو ادا کرنے کی پوری قدرت ہو۔

جمعہ ہر مسلمان مرد عاقل بالغ تندرست مقیم پر ادا کرنا فرض ہے۔

فرض دو طرح کا ہوتا ہے۔ (2) فرض عین (1) فرض کفایہ

(1) فرض عین:

ایسا فریضہ جس کا ادا کرنا ہر ایک مسلمان پر لازمی اور ضروری ہو اور اس کا تارک گنہگار ہو جیسا کہ دن اور رات میں پانچ فرض نمازیں ہیں۔ اسی طرح پورے ہفتہ میں جمعۃ المبارک کا دن ہے جس میں جمعہ ادا کرنا فرض عین ہے جو کہ کوئی کسی دوسرے کی طرف سے ادا نہیں کر سکتا۔

(2) فرض کفایہ:

ایسا فرض کہ بستی کے چند افراد اگر ادا کر لیں تو باقی سب سبکدوش ہو جائیں لیکن ثواب اور اجر کے مستحق صرف وہ ہونگے جو اس فرض کو ادا کریں گے جیسے نماز جنازہ۔

قبل از ہجرت مکہ مکرمہ میں جمعہ فرض ہو چکا تھا۔ جیسا کہ دارقطنی میں اس کی صراحت موجود ہے۔

تاریخ جمعہ:

1۔ ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اُذِنَ لِلنَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم فِی الْجُمُعَةِ قَبْلَ أَنْ يُهَاجِرَ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُجَمِّعَ بِمَكَّةَ فَكَتَبَ اِلَی مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ رضی اللہ عنہ۔))

اَمَّا بَعْدُ: ((فَانْظُرْ اِلَی الْيَوْمِ الَّذِی تَجْهَرُ فِيهِ الْيَهُوْدُ بِالزَّبُوْرِ لِسَبْتِهِمْ فَاجْمَعُوْا نِسَائَكُمْ وَاَبْنَائَكُمْ فَاِذَا مَالَ النَّهَارُ عَنْ شَطْرِهِ عِنْدَ الزَّوَالِ مِنَ الْجُمُعَةِ فَتَقَرَّبُوْا اِلَی اللّٰهِ بِرَكْعَتَيْنِ۔))

''سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت سے پہلے جمعہ کا حکم مل چکا تھا لیکن مکہ مکرمہ میں جمعہ کا قیام مشکل تھا تو آپ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا دیکھیں یہود ہفتہ کا دن مناتے ہیں اور آپ لوگ جمعہ کے دن اپنی عورتوں اور بچوں کو

جمع کریں اور نصف النہار کے بعد جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لیے دو رکعت پڑھیں۔

نوٹ: پہلا جمعہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے پڑھایا یہاں تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔ اسعد بن زرارہ لوگوں کو جمع کرتے سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ان کے مہمان تھے اور ان کو نماز پڑھاتے اور ان کو قرآن کی تعلیم دیتے اور احکام و مسائل سے اگاہ فرماتے۔

سیدنا حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی لمبی روایت میں درج ذیل الفاظ منقول ہیں۔

((كَانَ اَسْعَدُ اَوَّلَ مَنْ جَمَّعَ بِنَا فِي الْمَدِينَةِ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔))

(سنن ابی داؤد، 1069، سنن الکبریٰ للبیہقی ج۳، ص 177، ابن ماجہ، حدیث نمبر1072)

''سیدنا حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ آمد سے پہلے جمعہ پڑھایا۔''

2۔ اور مصنف عبدالرزاق کی روایت کے مطابق:

((قَالَ اَبْعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُصْعَبَ بْنَ عُمَيْرَ بْنِ هَاشِمٍ اِلَى اَهْلِ الْمَدِينَةِ لِيُقْرِئَهُمُ الْقُرْآنَ فَاسْتَأْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُجَمِّعَ لَهُمْ فَأَذِنَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔))(مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر5146)

''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا مصعب بن عمیر بن ہاشم کو مدینہ والوں کی طرف (معلم مقرر کر کے) بھیجا تا کہ ان کو قرآن پڑھائیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو جمعہ پڑھانے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جمعہ پڑھانے کی اجازت مرحمت فرما دی سب سے پہلا جمعہ کس نے پڑھایا؟ ان دونوں روائتوں میں تطبیق محدثین کرام رحمہم اللہ نے

اس طرح دی ہے کہ نماز جمعہ کی امامت کے فرائض تو سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ انجام دیتے تھے چونکہ سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ سیدنا اسعد بن زرارہ کے مہمان تھے ان کے گھر میں قیام پذیر تھے تو سیدنا اسعد ہی لوگوں کو دعوت دے کر جمع کرنے والے تھے تو مجازی طور پر نسبت ان کی طرف ہے۔ دوسری تطبیق اس طرح بھی دی جاتی ہے کہ سیدنا اسعد حکم نبوی ملنے سے پہلے مدینہ میں جمعہ پڑھاتے رہے۔ اور سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ نے اجازت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے جمعہ شروع کیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ سیدنا اسعد کی امامت صحابہ کی رائے اور اجتہاد سے تھی اور سیدنا مصعب کی امامت جمعہ کا حکم نازل ہونے کے بعد ہو۔''

3۔ امیر المومنین فی الحدیث سیدنا امام بخاری علیہ السلام نے فرضیت اور وجوب جمعہ پر یوں دلیل قائم فرمائی ہے۔

((بَابُ فَرْضِ الْجُمُعَةِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلَاةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ۔))

''بیان ہے جمعہ کی فرضیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق کہ جب تمہیں جمعہ کے دن نماز کے لیے بلایا جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے جلدی آؤ اور کاروبار چھوڑ دو۔''

اس تبویب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ سیدنا حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل فرماتے کہ:

((اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا هٰذَا یَوْمُهُمُ الَّذِیْ فُرِضَ عَلَیْهِمْ فَاخْتَلَفُوْا فِیْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهٗ فَالنَّاسُ لَنَا تَبَعٌ الْیَهُوْدُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ۔))

امام المحدثین سیدنا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس تبویب اور اس کے تحت آیۃ کریمہ اور

حدیث لا کر ثابت کر دیا ہے کہ جمعہ فرض عین ہے اور علامہ ابن منذر نے اس پر اجماع نقل فرمایا ہے۔

مذکورہ دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ جمعہ فرض عین ہے۔

ملا علی قاری نے مرقاۃ المفاتیح میں ابن ہمام کا قول نقل کیا ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ جمعہ کی فرضیت کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

((قَالَ ابْنُ الْهَمَّامِ: اَلْجُمُعَةُ فَرِيضَةٌ مُحْكَمَةٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ وَقَدْ صَرَّحَ أَصْحَابُنَا بِأَنَّهُ فَرْضٌ آكَدُ مِنَ الظُّهْرِ وَ يُكَفَّرُ جَاحِدُهَا، وَقَالَ فِي كِتَابِ الرَّحْمَةِ فِي اخْتِلَافِ الْأُمَّةِ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّ الْجُمُعَةَ فَرْضٌ عَلَى الْأَعْيَانِ وَغَلَطُوا مَنْ قَالَ هِيَ فَرْضُ كِفَايَةٍ۔)) (مرقاۃ کتاب الصلاۃ باب الجمعۃ: 285/1)

''جمعہ فرض ہے اور قرآن کریم کی آیۃ اور بے شمار احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے اس لیے اس کا منکر کافر ہے اور بلا عذر اس کو چھوڑنے والا فاسق ہے۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے جمعہ فرض عین ہے جو کہتا ہے کہ فرض کفایہ ہے وہ غلط کہتا ہے۔''

فرضیت اور وجوب جمعہ کے سنت سے دلائل:

4۔ امام کائنات کا ارشاد گرامی ہے:

((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ من الْغَافِلِينَ۔))

(صحیح مسلم حدیث 865، سنن نسائی حدیث 1370، سنن ابن ماجہ حدیث، 794)

''لوگوں کو جمعہ ترک کرنے سے باز آ جانا چاہیے ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر ان کا حشر غافلوں میں ہوگا۔''

5۔ ((عَنْ اَبِی الْجَعْدِ الضَّمْرِی رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قَلْبِہٖ۔))

(ابو داؤد حدیث نمبر 1052، جامع ترمذی حدیث نمبر 1571)

''سیدنا حضرت ابو جعد ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص سستی سے مسلسل تین جمعہ ترک کردے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں۔''

نوٹ:

اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوا کہ جمعہ نہ پڑھنے والوں سے جہالت غفلت اور نفاق سے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے جس طرح مردہ پر وعظ و نصیحت اثر نہیں کرتے اسی طرح تارک جمعہ کی کیفیت ہوتی ہے۔

راوی حدیث: سیدنا ابی الجعد الضمری رضی اللہ عنہ:

سیدنا ابی الجعد رضی اللہ عنہ کے نام کے بارہ میں اختلاف ہے وہب اور ادرع اور جنادہ وغیرہ نام کتب سیر میں ملتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ کنیت ہی ان کا اصل نام ہے ضمرہ بکر بن عبد مناۃ کی طرف ان کی نسبت ہے۔ ان کی کل 4 روایات ہیں۔

جنگ جمل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے اور جمل ہی میں شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔

تارک جمعہ کے بارے میں ابن عباس کا فتویٰ:

6۔ ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّہٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ وَلَا يَشْهَدُ الْجَمَاعَةَ وَلَا الْجُمُعَةَ قَالَ هُوَ فِی النَّارِ۔))

(الترغیب والترھیب 512/1)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص کے بارہ میں استفسار کیا گیا کہ وہ دن کو روزہ اور

رات کو قیام کرتا ہے لیکن جماعت اور جمعہ کا تارک ہے تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ جہنمی ہے۔"

7۔ ((عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ اِلَّا عَلَى اَرْبَعَةٍ عَبْدٍ مَمْلُوْكٍ اَوْ اِمْرَأَةٍ اَوْ صَبِيٍّ اَوْ مَرِيْضٍ۔))

(ابو داؤد، حدیث 1067، دارقطنی، باب من یجب علیه الجمعة)

"سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام کائنات نے فرمایا جمعہ ہر مسلمان پر حق اور واجب ہے سوائے چار قسم کے افراد کے غلام، عورت، بچہ اور بیمار۔"

مندرجہ بالا احادیث سے یقیناً واضح ہوتا ہے کہ جمعہ ہر مسلمان پر فرض عین ہے ماسوائے پانچ قسم کے افراد کے اور وہ ہیں غلام، عورت، نابالغ، بچہ، بیمار اور مسافر ان میں سے اگر کوئی آدمی جمعہ ادا کر لے تو اس کے لیے بہتر اور اولیٰ ہے ورنہ جمعہ ان پر فرض نہیں۔ البتہ مسافر جو کسی جگہ پر ٹھہرا ہوا ہے تو اس پر جمعہ فرض ہے دوران سفر مسافر کو رخصت ہے۔

راوی حدیث: سیدنا طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ یہ بجلی کوفی ہیں۔ اور زمانہ جاہلیت میں موجود تھے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دیکھا ہے لیکن سماع ثابت نہیں انہوں نے سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں 33 جنگوں میں حصہ لیا اور سن 82 ہجری میں انتقال ہوا۔

8 ((عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلَى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ۔)) (صحیح مسلم، حدیث 254-652)

''سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ امام الھدی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان لوگوں کے لیے جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں یقیناً میں نے ارادہ کیا کہ میں کسی آدمی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور پھر جمعہ سے پیچھے رہ جانے والوں کے گھروں کو آگ سے جلا دوں۔''

جس گھر کو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جلانے کا ارادہ فرمائیں وہ شفاعت کے مستحق کیسے ہو سکتے ہیں۔!

مذکورہ بالا حدیث بھی جمعہ کے فرض عین ہونے پر دلالت کرتی ہے۔اور جمعہ نہ پڑھنے والوں کے لیے وعید شدید ہے۔(فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولُوا الْأَبْصَارِ)

9۔ ((وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَعَلَيْهِ الْجُمُعَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا مَرِيْضٌ اَوْ مُسَافِرٌ اَوْ اِمْرَأَةٌ اَوْ صَبِيٌّ اَوْ مَمْلُوْكٌ فَمَنِ اسْتَغْنٰى بِلَهْوٍ اَوْ تِجَارَةٍ اِسْتَغْنَى اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ۔)) (دارقطنی باب من تجب علیه الجمعة)

''سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن نماز جمعہ ادا کرنا فرض ہے ما سوائے بیمار۔مسافر،عورت،بچہ اور غلام کے اس دن جو شخص کھیل یا تجارت کی وجہ سے بے نیازی کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے نیاز ہو جائے گا۔اور اللہ تعالیٰ بے نیاز تعریف والا ہے۔''

نوٹ: ایسا بدنصیب بندہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت اور فضل سے محروم ہے الا یہ کہ توبہ کر لے۔

10۔ ((عَنْ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ

جُمَعٍ مُتَوَالِيَاتٍ فَقَدْ نَبَذَ الْإِسْلَامَ وَرَاءَ ظَهْرِهِ۔)) (رواہ ابو یعلیٰ برجال الصحیح بحوالہ جائزہ الاحوذی، ص 511، حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ)

جس شخص نے تین جمعے مسلسل ترک کر دیے اس نے اسلام کو اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دیا۔

مذکورہ بالا تمام احادیث سے جمعہ المبارک کی فرضیت واضح ہوتی ہے کہ یہ ایک مستقل فریضہ ہے ظہر نہیں اگر چہ یہ ظہر کے وقت میں ادا کیا جاتا ہے ظہر کا بدل نہیں ہے جیسا کہ خلیفہ ثانی امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

11۔ ((اَلْجُمُعَةُ رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ كَسْرٍ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ۔)) (رواۃ احمد بحوالہ الفقہ الاسلامی ص 261، ج۲)

"جمعہ دو رکعت مکمل نماز ہے قصر نہیں جیسا کہ فرمان اقدس ہے جھوٹا ناکام ہوتا ہے۔"

وجوب جمعہ کے لیے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ:

12۔ ((سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما رَجُلٌ يَصُومُ النَّهَارَ وَ يَقُومُ اللَّيْلَ لَا يَشْهَدُ جَمَاعَةً وَلَا جُمُعَةً أَيْنَ هُوَ؟ قَالَ فِي النَّارِ ثُمَّ جَاءَ الْغَدِ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ هُوَ فِي النَّارِ فَاخْتَلَفَ إِلَيْهِ قَرِيبًا مِنْ شَهْرٍ يَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ وَ يَقُولُ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ فِي النَّارِ۔)) (مصنف عبدالرزاق حدیث 1990)

"ایک آدمی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا اور کہا کہ ایک آدمی دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے لیکن جماعت کے ساتھ نماز ادا نہیں کرتا اور جمعہ بھی ادا نہیں کرتا وہ شخص کہاں ہوگا؟ سیدنا ابن عباس نے فرمایا کہ وہ شخص جہنم میں ہوگا پھر اگلے دن وہ آدمی آیا اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہی سوال کیا تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ جہنم میں ہے اور سائل تقریباً مہینہ تک یہی سوال کرتا رہا۔ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کو یہی جواب دیتے رہتے کہ وہ جہنمی ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ جو شخص جماعت اور جمعہ سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے اور اس سے سستی اختیار کرتا ہے وہ اس گناہ کے سبب سزا پانے کے لیے جہنم میں داخل ہوا اور اگر خدا نخواستہ جمعہ کا انکار یا اس کی توہین وتحقیر ہی دل میں ہو تو پھر یہ کفر میں داخل ہے جس کے نتیجہ میں جہنمی ہوگا۔ (درس ترمذی، ص 471)

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

13۔ ((اُحْضُرُوا الْجُمُعَةَ وَادْنُوا مِنَ الْإِمَامِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَخَلَّفُ عَنِ الْجُمُعَةِ حَتّٰى إِنَّهُ لَيَتَخَلَّفُ عَنِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِهَا۔)).

(مسند احمد حدیث نمبر 19253)

''جمعہ کے لیے آیا کرو اور امام کے قریب بیٹھا کرو اس لیے کہ ایک شخص جمعہ سے پیچھے رہتا ہے یہاں تک کہ وہ (اس کی وجہ سے) جنت سے بھی پیچھے رہ جاتا ہے۔ جب کہ وہ جنت کا اہل ہوتا ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ اس کے بعض اعمال اس قابل ہوتے ہیں کہ اس کو جنت کا مستحق بنا دیں لیکن جمعہ چھوڑتے رہنے کی وجہ سے اس کی یہ اہلیت اور استحقاق ضائع ہو جاتا ہے۔

☆☆☆

یوم الجمعۃ کے فضائل

یوم الجمعۃ کے نام:

كَثْرَةُ الْمَبَانِي تَدُلُّ عَلَى كَثْرَةِ الْمَعَانِي:

کثرت الفاظ کثرت مقاصد پر دلالت کرتے ہیں:

جس کے نام زیادہ ہوں اس کا شرف اور بزرگی بھی زیادہ ہوا کرتی ہے۔ جمعۃ المبارک کا دن اسلام میں بڑی اہمیت کا حامل ہے بے شمار فضائل و برکات کا مرکب ہے اس کا ایک شرف و امتیاز یہ بھی ہے کہ اس کے متعدد صفاتی نام ہیں اور ہر نام مسمی کے شرف پر دلالت کناں ہے ہفتہ کے دنوں میں صرف یہ خصوصیت جمعۃ المبارک کو حاصل ہے ہفتہ کے بقیہ ایام کے اتنے نام نہیں جتنے جمعۃ المبارک کے ہیں۔

یوم الجمعۃ کے نام درج ذیل ہیں:

1۔ دور جاہلیت میں اس دن کا نام ''عروبہ'' تھا۔

2۔ اسعد بن زرارہ اور ان کے ساتھیوں نے مسلمانوں کے اجتماع کی بنا پر اس کا نام جمعۃ المبارک رکھا جس کی تائید کتاب و سنت کے دلائل سے ہوتی ہے اور اس کا مستقل نام جمعہ ہی پڑ گیا۔

3۔ مختلف احادیث نبویہ میں اس کا نام یوم العید بھی ہے۔

4۔ یوم الزیادہ بھی کہا جاتا ہے۔

5۔ یوم البشارہ بھی حدیث سے ثابت ہے۔

6۔ یوم المغفرہ بھی وارد ہے۔

7۔ یوم العتیق بھی کہا جاتا ہے۔

8۔ یوم الشاہد بھی ثابت ہے۔

9۔ یوم المشہود بھی ہے۔

10۔ یوم الازھر بھی حدیث میں آیا ہے۔

11۔ یوم المزید بھی کتب حدیث میں موجود ہے۔

12۔ سید الایام بھی کہا گیا ہے۔

13۔ فضل الایام بھی ہے۔

14۔ سلامۃ الایام بھی ہے۔

15۔ اور یہ یوم الحساب بھی ہے۔

جمعۃ کی وجہ تسمیہ:

یوم الجمعۃ کو جمعۃ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس دن میں بڑے بڑے امور کا ظہور ہوا علی سبیل المثال

① اس دن میں زمین کے ہر خطہ سے مٹی جمع کی گئی جس سے ابو البشر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کا پتلہ تیار ہوا۔

② اسی دن میں قیامت کا نفخہ اور صعقہ ہوگا۔

③ یہی وہ دن ہے جس میں نفخہ بعثہ ہوگا۔(یعنی دوبارہ جی اٹھنا ہوگا)

④ اسی دن میں بعثہ ہوگا۔

⑤ یوم الجمعۃ ہی کو سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا۔

⑥ ابو البشر سیدنا آدم علیہ السلام اسی دن دنیا فانی سے فوت ہوئے۔

⑦ قیامت بھی اسی یوم الجمعۃ کو برپا ہوگی۔

⑧ یوم الجمعۃ ہی وہ دن ہے جس میں دربار الٰہی کا قیام ہوگا۔

⑨ یہی وہ مبارک دن ہے جس میں جنت میں جنتی لوگوں کا اجتماع ہوگا۔

⑩ یہی وہ بابرکت دن ہوگا کہ خالق کائنات جنتیوں کو اپنا دیدار کروائیں گے۔

(تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ)

بایں وجہ زیادہ مناسب تھا کہ اس مبارک دن کا نام جمعۃ المبارک ہی رکھا جائے۔

جمعۃ المبارک کا نام جمعہ رکھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے عرب میں کعب بن لوی نامی ایک بزرگ شخص نے اس دن کا نام جمعہ رکھا۔ اور قریش مکہ اس دن جمع ہوئے تھے اور کعب بن لوی خطبہ دیتے تھے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے تقریباً پانچ سو ساٹھ سال پہلے کا ہے کعب بن لوی آنحضرت ﷺ کے اجداد میں سے ہیں ان کو حق تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت میں بھی بت پرستی سے بچایا اور توحید کی توفیق عطا فرمائی تھی انہوں نے نبی کریم ﷺ کی بعثت کی خوش خبری بھی لوگوں کو سنائی تھی قریش میں ان کی عظمت کا عالم یہ تھا کہ ان کی وفات جو رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے تقریباً پانچ سو ساٹھ سال پہلے ہوئی عرب کے لوگ اسی وفات سے اپنی تاریخ شمار کرنے لگے عرب کی تاریخ ابتداء میں کعبہ کی تعمیر سے لی جاتی تھی کعب بن لوئی کی وفات کے بعد اس سے تاریخ جاری کی گئی پھر جب واقعہ فیل آنحضرت ﷺ کی ولادت کے سال پیش آیا تو اس واقعہ سے عرب کی تاریخ کا سلسلہ جاری ہوگیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جمعہ کا اہتمام عرب میں اسلام سے پہلے کعب بن لوی کے زمانہ میں ہو چکا تھا مگر جمعہ کی خاص شان بعد میں اس امت کو عطا کی گئی۔

(ماخوذ از معارف القرآن مفتی محمد شفیع عثمانی۔ جلد 8، صفحہ 440)

فضائل جمعۃ المبارک:

کتب احادیث جمعۃ المبارک کے فضائل سے بھری پڑی ہیں حدیث کی ہر کتاب میں

جمعہ کا ایک مستقل باب ہے۔ قارئین ذی وقار کی دلچسپی کے لیے چند احادیث ملاحظہ فرما کر اپنے ایمان کو تازگی بخشیں، اور روح پرور نظارے حاصل کریں۔

حدیث نمبر 1

یوم الجمعۃ امت اسلامیہ پر خصوصی عنایت

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم:

((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بَیْدَ اَنَّھُمْ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِیْنَاہُ مِنْ بَعْدِھِمْ ثُمَّ ھٰذَا یَوْمُھُمُ الَّذِی فُرِضَ عَلَیْھِمْ، اَعْنِی یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاخْتَلَفُوْا فِیْہِ فَھَدَانَا اللّٰہُ لَہٗ وَالنَّاسُ لَنَا فِیْہِ تَبَعٌ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی بَعْدَ غَدٍ۔))

(صحیح بخاری حدیث نمبر 876 دارالسلام، صحیح مسلم، حدیث نمبر 99-855، دارالسلام، سنن نسائی حدیث نمبر، 1376، مشکوۃ المصابیح 1354، مطبع بیروت)

''سیدنا حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہم آخر میں آنے والی امت ہیں قیامت کے دن سب امتوں سے آگے ہونگے جب کہ کتاب ان لوگوں کو پہلے دی گئی اور ہمیں کتاب ان کے بعد دی گئی۔ پھر یہ جمعہ کا دن ان پر فرض کیا گیا تو انہوں نے اس میں اختلاف کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بارہ میں ہماری راہنمائی فرمائی اور تمام لوگ اس میں ہمارے پیچھے ہیں یہودی کل اور عیسائی پرسوں''

حدیث نمبر 2

جمعہ میں شمولیت سے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزوں اور تہجد کا ثواب

عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

((مَنْ غَسَّلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَاغْتَسَلَ وَ بَکَّرَ وَابْتَکَرَ وَ مَشٰی وَلَمْ یَرْکَبْ

وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ مِنْ كُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا۔))

(ابو داؤد حدیث نمبر 345، جامع الترمذی حدیث نمبر، 496، سنن نسائی حدیث نمبر 1384، ابن ماجہ حدیث نمبر 1087)

''سیدنا حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے امام اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن کسی کو غسل کرائے اور خود بھی غسل کرے اور جمعہ کے لیے جلدی آئے اور ابتداء خطبہ میں شمولیت کرے اور پیدل چل کر آئے سوار ہو کر نہ آئے اور امام کے قریب ہو کر خطبہ سنے اور لغو کام نہ کرے تو اس کے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزے اور رات کا قیام کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔''

حکم الحدیث:

یہ حدیث حسن درجہ کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہیں۔

راوی حدیث:

سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ: سیدنا حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ ثقفی ہیں عمرو بن اوس کے والد ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو الاشعث سمعانی اور ان کے بیٹے عمرو وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 3

ایک جمعے میں حاضری سے دس دنوں کے گناہوں کی معافی

۳ ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلَّى مَا قُدِّرَ لَهُ ثُمَّ أَنْصَتَ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهِ ثُمَّ يُصَلِّي مَعَهُ غُفِرَلَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى وَفَضْلُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔)) (صحیح مسلم حدیث:26-857)

''سیدنا حضرت ابی ہریرہ عبدالرحمٰن بن صخر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے شاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے غسل کیا اور جمعہ ادا کرنے کے لیے آیا اور اس نے نوافل ادا کیے جتنے اس کے مقدر میں تھے پھر خاموش رہا یہاں تک کہ خطبہ سے فارغ ہو گیا پھر امام کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی اس کے اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے درمیانے وقفہ کے گناہ معاف کر دیئے جائیں کہ بلکہ مزید تین دن کے اور بھی گناہ معاف کر دے جائیں گے۔''

اہم نوٹ: تین دن کا اضافہ اس لیے ہے کہ ہر نیکی کا اجر دس گناہ ہے اس لیے دوسرے جمعہ تک سات دن بنتے ہیں تین دین مزید اس میں شامل کیے تا کہ پورا عشرہ ہو جائے۔

حدیث نمبر 4

خصوصی فہرست میں اندراج اور قربانی کا ثواب

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا كَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَىٰ بَابِ الْمَسْجِدِ یَكْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِیْ یُهْدِیْ بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِیْ یُهْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَیْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَ یَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ۔

(صحیح بخاری حدیث نمبر 929، صحیح مسلم، صحیح مسلم حدیث نمبر 24-840، ابو داؤد حدیث نمبر 351، جامع الترمذی حدیث نمبر 499، سنن نسائی، 1385، سنن ابن ماجه، 102)

''سیدنا حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب جمعۃ المبارک کا دن ہوتا ہے ملائکۃ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں ہر آنے والے کا نام لکھتے ہیں جلدی اور پہلے آنے والے کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کسی نے اونٹ قربان کیا

پھر جو اس کے بعد آئے ایسے ہے جیسے اس نے گائے قربان کی پھر مینڈھا پھر مرغی پھر انڈا قربان کیا ہو جب امام خطبہ کے لیے آتا ہے۔ تو فرشتے اپنے رجسٹر بند کر لیتے ہیں اور خطبہ سننے کے لیے شریک ہو جاتے ہیں۔"

فائدہ:

اس حدیث رسول ﷺ سے بالکل واضح ہو رہا ہے کہ جب امام خطبہ کے لیے مسجد میں تشریف لے آتا ہے امام کے منبر پر بیٹھ جانے کے بعد آنے والوں کو قربانی کے فضائل نصیب نہیں ہوتے صرف فرضیت ادا ہوتی۔

خالق کائنات نے کل مخلوق سے اٹھارہ گناہ زیادہ فرشتے پیدا فرمائے ہیں۔ کتاب الملائکۃ میں یہ تعداد لکھی ہوئی ہے جو کہ ابوداؤد کے حاشیہ پر ہے۔

جمعۃ المبارک کا ثواب لکھنے والے فرشتے پیش ہوتے ہیں جو کہ صرف جمعۃ المبارک ہی کا ثواب لکھتے ہیں بقیہ اعمال کا ثواب لکھنے کے لیے فرشتے الگ ہوتے ہیں۔

((اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ))

جب امام گھر سے خطبہ دینے کے نکلتا ہے تو وہ مخصوص ملائکہ اپنے مخصوص رجسٹرڈ بند کر دیتے ہیں امام کا خطبہ سننے کے لیے شریک ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ امام کے منبر پر بیٹھ جانے کے بعد مسجد میں آتے ہیں وہ اس اجر عظیم سے محروم رہ جاتے ہیں ان کا صرف فرض ہی ادا ہوتا ہے۔ مزید فضائل اور اجر سے محرومی ہے کس قدر افسوس کی بات ہے کہ دنیا کی خاطر آپ نے آخرت کا کس قدر نقصان اٹھایا اونٹ کی قربانی سے محروم رہے جس کی قیمت آج کل کم و بیش 50 ہزار روپے ہوگی گویا کہ 50 ہزار روپے کی قربانی سے محروم رہا۔

خطباء حضرات سے ادبا گذارش ہے کہ جمعۃ المبارک کا خطبہ بنسبت دوسرے خطبات کے مختصر کریں۔

سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((إِنَّ طُولَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَ قِصَرَ خُطْبَتِهِ مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ))

(رواۃ مسلم حدیث نمبر:47-829)

نماز لمبی اور خطبہ مختصر ہونا یہ خطیب کے فقیہ ہونے کی نشانی ہے۔

دین اسلام کی تکمیل جمعہ کے دن ہوئی۔

حدیث نمبر 5

یوم الجمعۃ کی اولیت کا سبب

((عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَضَلَّ اللّٰهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا فَكَانَ لِلْيَهُودِ يَوْمُ السَّبْتِ وَكَانَ لِلنَّصَارَى يَوْمُ الْأَحَدِ فَجَاءَ اللّٰهُ بِنَا فَهَدَانَا اللّٰهُ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ فَجَعَلَ الْجُمُعَةَ وَالسَّبْتَ وَالْأَحَدَ وَكَذٰلِكَ هُمْ تَبَعٌ لَنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَحْنُ الْآخِرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ۔))

(رواہ مسلم، حدیث نمبر:856)

"سیدنا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے لوگوں کو جمعہ سے محروم رکھا چنانچہ یہودیوں کے لیے ہفتہ اور نصاریٰ کے لیے اتوار کا دن تھا پھر اللہ تعالیٰ ہمیں لے آئے اور اللہ تعالیٰ نے ہماری یوم الجمعۃ کی طرف راہنمائی فرمائی اور اس نے (ایام کی ترتیب اس طرح بنائی کہ) کے پہلے جمعہ پھر ہفتہ اور اس کے بعد اتوار اور اسی طرح وہ قیامت کے دن بھی ہمارے پیچھے ہی ہونگے ہم دنیا میں آئے تو آخر میں ہیں لیکن قیامت کے روز ہم پہلے ہونگے اور تمام امتوں میں سب سے پہلے ہمارے درمان فیصلہ کیا جائے گا۔"

جمعۃ المبارک کا امتیازی شان کے ساتھ عطا کیا جانا صرف اس امت کے ساتھ مخصوص ہے۔اسی مناسبت سے دین سلام کی تکمیل بھی اسی دن میں ہوئی۔

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔﴾ (سورۃ المائدۃ آیت 3)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان میدان عرفات میں 9 ہجری میں جمعہ کے دن نازل ہوا۔

دین مکمل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آج دین کے تمام احکام آداب اور حدود وفرائض مکمل کر دیے ہیں اب اس میں کمی کا احتمال ہے نہ اضافہ کی ضرورت باقی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد اسلامی احکام میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا جو چند آیات اس کے بعد نازل ہوئی ہیں وہ ترغیب وترھیب پر مشتمل ہیں یا پھر ان ہی احکام کی تاکید بیان کی گئی ہے جو پہلے نازل ہو چکے تھے۔(معارف القرآن جلد 3،ص 36)

سیدنا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ:

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے ان کے والد حسیل ہیں دونوں باپ بیٹا اکھٹے مسلمان ہوئے۔بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شرکت کی جنگ بدر میں بھی شرکت کے لیے نکلے لیکن قریش کے نرغے میں آ گئے اور شرکت سے محروم رہے۔جس کا ملال پورزندگی رہا۔

انہی کے بارہ میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔حذیفہ رضی اللہ عنہ تجھے یہ حق حاصل ہے کہ اپنے آپ کو مہاجر کہلاؤ یا انصاری۔

تو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انصاری کہلانا پسند فرمایا: یہی وہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو صاحب سر رسول اللہ کا لقب ملا مدائن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو والی مقرر کیا شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے 40 دن بعد سن 36 ہجری خلافت علی رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے سیدنا حذیفہ ایک

سو حدیث کے راوی ہیں 12 احادیث متفق علیہ ہیں 6 احادیث میں امام بخاری منفرد ہیں اور 7 احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔

حدیث نمبر 6

یوم الجمعۃ سید الایام وافضل ایام۔

﴿عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِیْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِیْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةِ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ۔﴾

(رواۃ مسلم، حدیث نمبر 854، جامع ترمذی حدیث نمبر 488)

"امام المحدثین سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے رؤف رحیم رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے بہترین دن جن کا سورج طلوع ہوا جمعہ کا دن ہے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی میں انہیں جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن انہیں جنت سے نکالا گیا اور قیامت بھی جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔"

کہ حضرت حسن سے مروی ہے کہ

﴿عَنْ سَمُرَةَ قَالَ نَزَلَتْ: اَلْیَوْمَ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ یَوْمِ عَرَفَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ......الخ﴾ (المعجم الکبیر للطبرانی ج،6۔ صفحہ 361، حدیث نمبر: 6773، مجمع الزوائد جلد 7 حدیث نمبر، 10966)

﴿اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ...... الخ﴾ عرفہ کے دن 9 ذی الحجہ کو نازل ہوئی اس وقت امام

کائنات میدان عرفات میں جمعہ کے دن موجود تھے۔

حدیث نمبر 8

یوم جمعہ: یوم تکمیل دین

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بارہ احادیث میں یہ قصہ مذکور ہے۔ کہ

﴿اِنَّہُ قَرَاءَ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الایۃ: وَعِنْدَہٗ یَھُوْدِیٌّ قَالَ لَوْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَۃُ عَلَیْنَا لَا تَخُذْنَا عِیْدًا فَقَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ فَاِنَّھَا نَزَلَتْ فِیْ یَوْمِ عَیْدَیْنِ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ وَ یَوْمِ عَرَفَۃَ۔﴾ (رواۃ الترمذی)

”سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک دن یہ آیۃ کریمہ تلاوت کی (اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ...... الخ) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یہودی بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کہ اگر یہ آیت ہمارے ہاں نازل ہوتی تو ہم اس کو (یعنی اس دن کو) عید قرار دیتے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیت دو عیدوں کے دن جمعہ اور عرفہ کے دن نازل ہوئی ہے۔“

حدیث نمبر 9

یوم الجمعہ: یوم عید

اور صحیح بخاری میں طارق بن شھاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ((قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْیَھُوْدِ لِعُمَرَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَوْ اِنَّ عَلَیْنَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَۃَ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ...... الخ لَا تَخَذْنَا ذٰلِكَ الْیَوْمَ عِیْداً فَقَالَ عُمَرُ اِنِّیْ لَا عَلَمُ اَیَّ یَوْمٍ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَۃَ نَزَلَتْ یَوْمَ عَرَفَۃَ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ۔)) (صحیح بخاری حدیث نمبر 6726)

ایک یہودی نے سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے امیر المومنین اگر یہ آیۃ کریمہ ہمارے اوپر نازل ہوتی تو ہم اسے عید کا دن قرار دیتے تو جواباً خلیفہ ثانی سیدنا عمر بن

خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں جانتا ہوں کہ یہ سورت کس دن نازل ہوئی۔ یہ آیۃ کریمہ عرفہ میں جمعہ کے دن نازل ہوئی سیدنا ابن عباس اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دونوں قصوں سے جمعہ کے دن کا عید ہونا ثابت ہوتا ہے۔

فائدہ: بڑے بڑے کام جمعہ کے دن واقع ہوئے اور کچھ مستقبل میں ہونگے خواہ ان میں کوئی فضیلت ہو یا نہ ہو ان کا تذکرہ اس لیے فرمایا ہے تاکہ عمل صالح کے لیے اور رحمت الٰہی کے حصول کے لیے ہمہ وقت تیار رہیں۔

حدیث نمبر 10

جمعہ عید سے بھی افضل ہے

((عَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ بْنِ الْمُنْذِرِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ سَیِّدُ الْاَیَّامِ وَاَعْظَمُهَا عِنْدَاللّٰهِ وَهُوَ اَعْظَمُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ فِیْهِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللّٰهُ فِیْهِ اٰدَمَ وَاَهْبَطَ اللّٰهُ فِیْهِ اٰدَمَ اِلَی الْاَرْضِ وَفِیْهِ تَوَفَّی اللّٰهُ اٰدَمَ وَفِیْهِ سَاعَةٌ لَا یَسْاَلُ الْعَبْدُ فِیْهَا شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ مَالَمْ یَسْاَلْ حَرَاماً وَفِیْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ مَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَااَرْضٍ وَلَا رِیَاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ اِلَّا هُوَ مُشْفِقٌ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ۔)) (رواۃ ابن ماجه حدیث نمبر 1084)

''سیدنا لبابہ بن منذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والا ہے۔ اور اللہ کے نزدیک یہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے بھی زیادہ تعظیم کے لائق ہے اس میں پانچ خصوصیات ہیں۔ (1) اللہ تعالیٰ نے اس دن میں آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا (2) اسی دن سیدنا آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا (3) اسی دن میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فوت فرمایا (4) اور اسی

دن میں ایک مبارک گھڑی ہے کہ اس میں انسان اللہ تعالیٰ سے جو خیر کی دعا کرے اللہ تعالیٰ اسے ضروری قبول فرماتے ہیں بشرطیکہ وہ چیز ناجائز سوال نہ ہو اور اسی دن قیامت برپا ہوگی کوئی مقرب فرشتہ اور آسمان و زمین ہوائیں پہاڑ اور سمندر سب جمعہ کے دن (قیامت کے برپا ہونے) سے کانپتے ہیں۔''

فائدہ: یہ عظمت اور فضیلت اس لیے ہے کہ جمعہ کا دن صرف عبادت کے لیے خاص ہے جب کہ عیدین میں عبادت کے ساتھ ساتھ کھیل اور خوشیاں وغیرہ بھی ہوتی ہیں اور کھانے پینے کا بھی خاص اہتمام ہوتا ہے۔

سیدنا حضرت لبابۃ بن منذر رضی اللہ عنہ:

سیدنا لبابۃ رضی اللہ عنہ کا نام رفاعۃ تھا ان کے باپ کا نام عبدالمنذر رہے اور قبیلہ اوس میں سے ہیں۔ (اور نقیب رسول تھے بیعت عقبہ اور غزوہ بدر اور اس کے بعد دوسرے غزوات میں حاضر تھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں انتقال فرمایا ان سے سیدنا نافع اور سیدنا ابن عمر وغیرہ نے روایت کیا ہے۔)

حدیث نمبر 11

یوم الجمعہ: یوم عید و یوم طہارت

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ هٰذَا يَوْمُ عِيْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ فَمَنْ جَاءَ اِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ وَاِنْ كَانَ طِيْبٌ فَلْيَمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ۔)) (ابن ماجه حديث 1098 و صححه الالبانی)

''سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک یہ عید کا دن ہے جسے اللہ تعالیٰ نے صرف اہل اسلام کے لیے بنایا ہے لہٰذا جو شخص

نماز جمعہ کے لیے آئے وہ غسل کرے اور خوشبو موجود ہو تو ضرور لگائے اور تمہارے اوپر مسواک کرنا لازم ہے۔"

حدیث نمبر 12

جمعہ خیر و برکت کا خصوصی تحفہ

((عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ عُرِضَتِ الْجُمُعَةُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَاءَهُ بِهَا جِبْرِيْلُ علیہ السلام فِيْ كَفِّهِ كَالْمِرْآةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ وَسَطِهَا كَالنُّكْتَةِ السَّوْدَاءِ فَقَالَ مَاهٰذِهٖ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذِهِ الْجُمُعَةُ يَعْرِضُهَا عَلَيْكَ رَبُّكَ لِتَكُوْنَ لَكَ عِيْدًا وَلِقَوْمِكَ مِنْ بَعْدِكَ وَلَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ۔))

(الترغیب والترھیب ص489، جلد/1)

"خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ پیش کیا گیا جبریل لے کر آئے اپنے ہاتھ میں ایک سفید شیشہ کی مانند جس کے درمیان میں ایک سیاہ نکتہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا جبریل علیہ السلام یہ کیا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ جمعۃ المبارک ہے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے آپ کو عطا فرمایا ہے تاکہ آپ کے لیے اور آپ کی امت کے لیے عید ہو اور تمہارے لیے اس میں بھلائی ہے۔"

حدیث نمبر 13

جمعۃ ادا کرنے والوں کا قیامت کے دن مقام و مرتبہ

((عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تُحْشَرُ الْاَيَّامُ عَلٰى هَيْئَتِهَا وَتُحْشَرُ الْجُمُعَةُ زَهْرَاءَ مُنِيْرَةً اَهْلُهَا يَحُفُّوْنَ بِهَا كَالْعُرُوْسِ تُهْدٰى اِلٰى خِدْرِهَا تُضِيْءُ لَهُمْ يَمْشُوْنَ فِيْ ضَوْئِهَا اَلْوَانُهُمْ كَالثَّلْجِ بَيَاضًا وَرِيْحُهُمْ كَالْمِسْكِ يَخُوْضُوْنَ فِيْ جِبَالِ الْكَافُوْرِ يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ

الثَّقَلَانُ لَا يَطْرُفُوْنَ تَعَجُّباً حَتّٰى يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ لَا يُخَالِطُهُمْ اَحَدٌ اِلَّا الْمُؤَذِّنُوْنَ الْمُحْتَسِبُوْنَ۔))

(المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح جلد 1/، حدیث 418)

''سیدنا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمام دنوں کو (قیامت کے دن) لایا جائے گا جب کہ جمعہ سنہری چمک دار شکل میں لایا جائے گا۔ جمعہ والے اس کے ساتھ ایسے لپٹے ہوں گے جیسے دلہن کو اس کی پالکی کی طرف لایا جاتا ہے (جمعہ) ان کے لیے روشنی کرے گا جس میں وہ چلیں گے ان کے رنگ برف کی طرح سفید اور جو خوشبو کستوری جیسی ہوگی وہ کافور کے پہاڑ میں داخل ہو جائیں گے۔ جن وانس ان کی طرف دیکھتے رہ جائیں گے پلکیں بھی نہیں جھپکیں گے اور وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے ان کے ساتھ ثواب کی خاطر اذان کہنے والوں کے علاوہ کوئی شخص شامل نہیں ہوگا۔''

ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ:

''سیدنا ابوموسیٰ کا نام عبداللہ ہے اور ان کے والد کا نام قیس ہے مکۃ میں آ کر سلام قبول کیا۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی خیبر کے سال اصحاب سفینہ کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لائے۔ سن 20 ہجری میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا اور خلافت عثمانی کے ابتدائی دور تک کوفہ میں حاکم رہے۔ بعد ازاں کوفہ منتقل ہو گئے۔ شہادت عثمان تک کوفہ کے گورنر رہے سن 50 ہجری میں وفات پائی۔''

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی 760 احادیث کتب حدیث کی زینت ہیں، جن میں 50 متفق علیہ ہیں 4 احادیث میں امام بخاری منفرد ہیں 25 احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔

حدیث نمبر 14

جمعہ کے لیے چل کر جانا عمل جہاد کی طرح ہے

۱۳۔ ((قَالَ عَبَایَۃُ بْنُ رِفَاعَۃَ اَدْرَکَنِی اَبُوْ عَبْسٍ وَاَنَا اَذْھَبُ اِلَی الْجُمُعَۃِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ اِغْبَرَّتْ قَدَمَاہُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَرَّمَہُ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ۔))

"سیدنا حضرت عبایۃ بن رفاعۃ بیان کرتے ہیں کہ میں جمعہ کے لیے جارہا تھا تو راستہ میں مجھے ابوعبس رضی اللہ عنہ ملے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کے دونوں قدم اللہ کے راستہ میں خاک سے آلودہ ہوئے اللہ تعالیٰ ان کو جہنم کی آگ پر حرام کردے گا۔" (صحیح بخاری حدیث نمبر 907، دارالسلام)

حدیث نمبر 15

جمعہ گناہوں کے کفارہ کا سبب ہے

۱۴۔ ((عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَۃُ اِلَی الْجُمُعَۃِ وَرَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ مُکَفِّرَاتٌ لِمَا بَیْنَھُنَّ اِذَا اُجْتُنِبَتِ الْکَبَائِرُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَلْجُمُعَۃُ کَفَّارَۃٌ لِمَا بَیْنَھَا وَبَیْنَ الْجُمُعَۃِ الَّتِیْ تَلِیْھَا وَزِیَادَۃٍ لِثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ وَذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ (مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہُ عَشْرُ اَمْثَالِھَا))

(صحیح الترغیب والترھیب حدیث نمبر 684، مطبع المعارف الریاض)

"سیدنا ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ سے روایت کرتے ہیں پانچ نمازیں ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ ایک رمضان سے دوسرا رمضان گناہوں کا کفارہ ہوتے ہیں اگر کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے اور ایک دوسری روایت میں ہے۔"

”جمعہ کفارہ ہوتا ہے پہلے جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیانہ وقفہ کے لیے اور مزید تین دن کا (یعنی گیارہ دنوں کا کفارہ ہوتا ہے)۔ مالک کائنات کا فرمان ہے جو ایک نیکی کرے اس کی مثال دس نیکوں کے ساتھ ہے۔“

حدیث نمبر 16

جمعہ جنت میں داخلہ کا سبب

((عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَمْسٌ مَنْ عَمِلَهُنَّ فِی یَوْمٍ کَتَبَهُ اللّٰهُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْ عَادَ مَرِیْضاً وَشَهِدَ جَنَازَةً وَصَامَ یَوْماً وَرَاحَ اِلَى الْجُمُعَةِ وَاَعْتَقَ رَقَبَةً۔)) (صحیح الترغیب والترهیب حدیث 686)

”سیدنا ابی سعید بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جو شخص ایک دن میں پانچ کام کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنتیوں میں لکھ دیتے ہیں۔“

① جس نے مریض کی عیادت کی۔

② اور جنازہ میں شرکت کی۔

③ روزہ رکھا۔

④ جمعہ کے لیے پیدل چل کر گیا۔

⑤ اور کسی اسیر کو آزاد کرادیا۔

حدیث نمبر 17

جمعہ میں تاخیر سے آنے والا جنت میں تاخیر سے جائے گا۔

((عَنْ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُحْضُرُوا الْجُمُعَةَ وَادْنُوْا مِنَ الْاِمَامِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَكُوْنُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَیَتَاَخَّرُ فَیُؤَخَّرُ عَنِ الْجَنَّةِ وَاِنَّهٗ

لِمنْ اَھْلِھَا۔)) (صحیح الترغیب و الترھیب حدیث نمبر713)

''سیدنا سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ میں حاضری دو اور امام کے قریب بیٹھو یقیناً ایسا آدمی اہل جنت سے ہوگا اور جو شخص جمعہ سے لیٹ ہوتا ہے جنت میں بھی پیچھے رہتا ہے۔''

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ:

سیدنا سمرۃ بن جندب الفزاری رضی اللہ عنہ یہ قبیلہ انصاری کے حریف تھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سن 58 ہجری بصرہ میں وفات پائی۔

123 احادیث کے راوی ہیں: جن میں دو حدیثیں متفق علیہ ہیں 2 حدیثوں میں امام بخاری منفرد ہیں اور 4 حدیثوں میں امام مسلم منفرد ہیں۔

حدیث نمبر 18

جمعہ کی رات یا دن میں سورۃ کہف تلاوت کی فضیلت

((عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ قَرَاءَ سُوْرَۃَ الْکَھْفِ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ أَضَاءَ لَہٗ مِنَ النُّوْرِ مَا بَیْنَ الْجُمُعَتَیْنِ))

(سنن نسائی، بیھقی، مستدرك حاكم بحواله صحیح الترغیب و الترھیب للالبانی، حدیث نمبر: 736 جلد 1۔صفحہ 455)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رؤف الرحیم امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن سورۃ کہف کی تلاوت کی اس کے لیے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک نور پھوٹے گا۔

ایک روایت میں ہے حضرت ابوسعید سے موقوفاً مروی ہے:

((وَفِی رِوَایَۃِ مَنْ قَرَاءَ سُوْرَۃَ الْکَھْفِ لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ أَضَاءَ لَہٗ مِنَ النُّوْرِ مَا

بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْبَيْتِ الْعَتِيقِ۔))

(مسند دارمی حوالہ مذکورہ صحیح الترغیب والترھیب)

کہ جس نے جمعہ کی رات سورہ کہف کی تلاوت کی اس کے لیے بیت العتیق تک نور ہوگا۔"

اور یہ بھی وارد ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورہ الکہف کی تلاوت کرتا ہے تو اس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور تین دن کے مزید اس کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں اور اس کو نور عطا کیا جاتا ہے جو آسمان تک پہنچتا ہے۔ اور اس کو دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔

حدیث نمبر 19: جو شخص جمعہ کی رات کو سورۃ البقرہ اور آل عمران کی تلاوت کرے گا اس کو ساتویں زمین سے لے کر ساتویں آسمان تک اجر بھرپور ملتا ہے۔ (رواہ الاصبھانی)

حدیث نمبر 20: ایک روایت میں ہے کہ جس نے جمعہ کے دن سورۃ ال عمران کی تلاوت کی تو شام تک اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کا نزول عام فرماتے ہیں اور فرشتے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں۔ (طبرانی)

حدیث نمبر 21: ایک حدیث میں ہے کہ سید الانبیاء نے فرمایا کہ جمعہ کے دن سورۃ ہود کی تلاوت کرو۔

حدیث نمبر 22: الاصبہانی کی روایت ہے کہ جس نے جمعہ کی رات سورہ یٰسین پڑھی وہ بخشا جائے گا۔ (الاصبہانی)

حدیث نمبر 23: سیدنا عمار بن یاسر ہر جمعہ کو سورہ یاسین پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر 24: ابن ابی شیبہ میں ہے سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے جمعہ کی رات سورۃ الفاتحہ الاخلاص او معوذتین سات سات بار پڑھیں وہ آئندہ جمعہ تک گناہوں

سے محفوظ رکھا جائے گا۔ (جمعہ والے دن سورۃ کہف کے علاوہ باقی سورتوں کے بارے وارد احادیث ضعیف ہیں۔ (دیکھیے :ضعیف الترغیب، البانی جلد 1 ص 232، 233 واللہ اعلم از مرتب)

حدیث نمبر 25

جمعہ میں حاضری سے قربانی کا ثواب

((عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ۔))

(صحیح بخاری، حدیث نمبر 881، صحیح مسلم، 850، مؤطا امام مالک۔ 84-85، مطبع نور اصح المطابع کراچی)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت جیسا غسل کیا پھر نماز جمعہ کے لیے مسجد میں چلا گیا تو اس نے گویا ایک اونٹ کی قربانی کی اور جو آدمی دوسری ساعۃ میں گیا اس نے گویا کہ ایک گائے قربان کی اور جو تیسری گھڑی میں پہنچا اس نے گویا سینگوں والا ایک مینڈھا قربان کیا اور جو چوتھی گھڑی میں گیا اس نے گویا ایک مرغی قربان کی اور جو پانچویں گھڑی میں گیا اس نے گویا کہ ایک انڈا صدقہ کیا پھر جب امام منبر کی طرف چل نکلے تو فرشتے (مسجد میں) حاضر ہو کر ذکر (خطبہ) سنتے ہیں۔''

فائدہ:

نیکی کے حصول میں ایک دوسرے سے سبقت کرنی چاہیے لہٰذا ہمیں بھی اونٹ کی قربانی کا اجر حاصل کرنے کے لیے اول وقت میں جمعہ کے لیے مسجد میں پہنچنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے تا کہ فرشتوں سے دعائیں حاصل کر سکیں۔

الحاصل: جمعۃ المبارک کی پہلی فضیلت کیا کچھ کم ہے! کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پوری ایک سورۃ ''سورۃ الجمعۃ'' کے نام سے نازل فرمائی ہے جو اٹھائیسویں پارہ کا حصہ ہے۔ جو اس دن کی عظمت اور شان کا پتہ دیتی ہے۔

حدیث نمبر 26

جمعہ اول وقت پر پڑھنے والے کستوری کے ٹیلوں پر ہونگے

اللہ تعالیٰ کی جمعہ کے روز جنت میں زیارت سے متعلق امام آجری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَرَوْنَ رَبَّهُمْ تَعَالىٰ فِي كُلِّ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي رِمَالِ الْكَافُوْرِ وَاَقْرَبُهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا اَسْرَعُهُمْ اِلَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاَبْكَرُهُمْ غُدُواً۔)) (الابانة الكبرىٰ لابن بطة حديث 2479، و حديث 614)

''جنتی اپنے رب تبارک وتعالیٰ کی ہر جمعہ کے دن کافور کے ٹیلے پر زیارت کریں گے اور ان میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے جو جمعہ کے دن جمعہ کے لیے جلدی کرتے تھے اور صبح سے ہی جمعہ کے لیے پہنچ جاتے تھے۔''

حدیث نمبر 27

جمعہ کے دن جنت میں دیدار الٰہی

اللہ تعالیٰ کے قول (ولدینا مزید) یعنی ہمارے پاس ایسی نعمتیں بھی ہیں جن کی طرف انسان کا وہم و خیال بھی نہیں ہو سکتا اس سے مراد یہ ہے کہ ہر جمعہ کے روز اللہ تعالیٰ کی زیارت کی نعمت حاصل ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کی زیارت سب نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔

(معارف القرآن جلد4، صفحہ نمبر530)

حدیث نمبر 28

جمعہ کے دن اعمال کی پیشی

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ بھی وارد ہیں۔

((اِنَّ الْاَعْمَالُ تُعْرَضُ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيَغْفِرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا رَجُلَيْنِ فَاِنَّهُ يَقُوْلُ اَخِّرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا۔))

(کنز العمال جلد 3، صفحہ465، حدیث نمبر7456)

''جمعرات اور جمعہ کے دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور ہر ایسے مومن بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا مگر دو (نزاع رکھنے والے) آدمیوں کی مغفرت نہیں کی جاتی اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ انہیں رہنے دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔''

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ○

☆☆☆
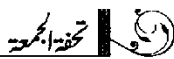
خصوصیات جمعۃ المبارک

رسول مکرم ﷺ جمعۃ المبارک کے شرف مقام اور خصوصیات وعظمت کا بھرپور تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ جمعۃ المبارک کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

1۔ جمعہ المبارک کے دن نماز فجر میں امام کائنات ﷺ سورۃ السجدہ اور سورۃ الدھر پڑھا کرتے تھے جو کہ جمعۃ کے خواص میں سے ایک خاصہ ہے۔

2۔ جمعۃ المبارک کے دن کثرت سے درود شریف پڑھنا مستحب عمل ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان((اَكْثِرُوْ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاللَّيْلَةِ الْجُمُعَةِ))
''کہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر کثرت سے درود بھیجو۔''

چونکہ رسول اللہ ﷺ تمام جہانوں کے سردار ہیں اور جمعہ تمام ایام کا سردار دن ہے اس دن درود کا اس سے خصوصی تعلق ہے۔ جو باقی ایام سے نہیں ہوسکتا۔

3۔ فرائض اسلام میں سب سے اہم فریضہ نماز جمعہ ہے اور اجتماعاتِ اسلامیہ میں بڑا ہی عظیم اجتماع ہے جو کہ حج کے دن اجتماع کے بعد سب سے عظیم اور اہمیت کا حامل اجتماع ہے۔

رسول کریم ﷺ کا فرمان گرامی ہے۔((مَنْ تَرَكَهَا تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ))

4۔ **غسل جمعہ کا حکم:** جمعہ کے دن غسل کرنا تاکیدی سنت ہے۔

5۔ **خوشبو لگانا:** جمعۃ المبارک کے دن خوشبو لگانا مستحسن عمل ہے۔ اور وہ خوشبو بھی ہفتہ کے باقی ایام سے عمدہ قسم کی ہو۔

6۔ **مسواک کرنا:** جمعہ کے دن مسواک کرنا جمعہ کی اہم خصوصیات میں شامل ہے۔ (جب کہ مسواک کی بذات خود ایک بڑی اہمیت ہے۔)

7۔ **نماز کے لیے تکبیر کہنا:** یہ بھی جمعۃ کی اہم خصوصیات میں سے ایک ہے۔

8۔ **ہر نمازی کا نماز اذکار اور تلاوت قرآن میں مشغول رہنا:** یہاں تک کہ خطبہ شروع ہو جائے۔

9۔ **خطبہ جمعۃ مکمل خاموشی سے سننا:** صحیح بات تو یہ ہے کہ خاموش رہنا واجب ہے۔اگر سامع خاموشی اختیار نہ کرے گا تو گویا وہ لغو کا مرتکب ہوا ہے۔اور جس نے لغو کام کیا اس کا جمعہ نہیں ہے۔

10۔ **جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت کرنا:** (اور سورۃ ہود کی تلاوت)

((مَنْ قَرَاءَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سُطِعَ لَهُ نُوْرٌ مِنْ تَحْتِ قَدَمِهِ اِلَى عَنَانِ السَّمَاءِ يَضِئُى بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَغُفِرَلَهُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ۔))

(اخرجه حاكم والبيهقي حديث صحيح)

”جو بھی جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت کرے گا تو اس کے پاؤں سے لے کر آسمان تک اس کے لیے ایک نور اور روشنی ہوگی اور دو جمعوں کے درمیانے وقفہ کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

11۔ **جمعہ والے دن زوال نہیں:** امام شافعی اور ان کے اصحاب کے نزدیک جمعہ کے دن نماز کے لیے مکروہ وقت نہیں ہے اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی اس کے قائل ہیں۔اور یہی موقف صحیح ہے۔

12۔ **نماز جمعہ مسنون قرأت:** جمعہ کا یہ بھی عظیم خاصہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں سورۃ جمعہ، منافقین، اعلیٰ اور غاشیہ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

(لیکن یاد رہے کہ سورتوں کے اجزاء پڑھنا سنت کے خلاف ہے۔

13۔ **ہفتہ کی مکرر عید:** کیونکہ یہ ہر ہفتہ میں آنے والی عید ہے۔ابن ماجہ میں ابی لبابۃ بن

عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

((اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ سَیِّدِ الْاَیَامِ وَاَعْظَمِهَا عِنْدَاللّٰهِ وَهُوَ اَعْظَمُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَ یَوْمَ الْفِطْرِ۔)) (اخرجه ابن ماجه باب فضل الجمعة)

''جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی عظمت کا حامل ہے۔ قربانی اور عید الفطر سے بھی زیادہ شان والا ہے۔''

14۔ **صاف لباس پہننا:** جمعہ کے دن جو سب سے اچھا لباس میسر ہو پہننا مستحب ہے۔

15۔ **جمعہ کے دن سفر نہ کرنا:** جس پر جمعہ فرض ہے وہ جمعہ کے دن سفر نہ کرے۔

16۔ **اجر عظیم کی بشارت:** جمعہ کے لیے جانے والے کے لیے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے اعمال کا اجر عظیم لکھا جاتا ہے۔

17۔ **گناہوں کے کفارہ کا دن ہے:** وقت پر جمعہ ادا کرنے صاف لباس اور خوشبو میسر ہو تو استعمال کرنا اور امام کے قریب بیٹھ کر خطبہ سننے سے گیارہ دن کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

18۔ **جمعہ کے علاوہ ہر روز جہنم کو دہکایا جاتا ہے:**

کیونکہ افضل الایام ہے اس میں عام دنوں کی بنسبت وطاعات وعبادات دعائیں اور تسبیحات اوراذکار جو جہنم کے تیز ہونے میں رکاوٹ بنتی ہیں اسی وجہ سے اہل ایمان کے گناہ دوسرے ایام کی بنسبت بہت کم ہوتے ہیں۔

19۔ **جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی:** اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے کی ہوئی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔

20۔ **جمعہ کے لیے مسجد میں لوگوں کا جمع ہونا:**

21۔ نماز جمعہ: جمعہ کے دن کی بڑی اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں نماز جمعہ ہوتی ہے: جو تمام نمازوں سے ممتاز ہے جس کی چند خصوصیات ہیں مثلاً رکعات کی مخصوص تعداد، جمعہ کا اجتماع جہری قراءۃ نماز عصر کے بعد جتنی تاکید نماز جمعہ کی ہے کسی نماز کی نہیں۔ جیسا کہ سنن اربعہ میں ابو جعد ضمری رضی اللہ عنہ کی روایت سے تاکید ثابت ہوتی ہے۔

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ۔))

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تین جمعے سستی سے چھوڑ دیے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں۔''

22۔ خطبہ جمعۃ: جمعۃ المبارک کا ایک عظیم الشان خاصہ یہ بھی ہے: کہ اس میں خطبہ ہوتا ہے جس میں اللہ رب العزت کی حمد و ثنا ہوتی ہے۔

اور توحید و رسالت کی گواہی ہوتی ہے اور اس میں تذکیر با ایام اللہ ہوتی اور اس سے اللہ تعالیٰ کے عذاب اور انجام آخرت کا خوف دلایا جاتا ہے۔ اس میں اللہ کے قرب اور حصول جنت کے اعمال کی ترغیب ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور دخول جہنم کا سبب بننے والے اعمال سے روکا جاتا ہے۔

23۔ عبادت کے لیے فراغت: جمعۃ المبارک ہی ایسا دن ہے جس میں عبادت کے لیے فراغت مستحب ہے: باقی ایام کی نسبت اس دن کو مستحب اور واجب عبادات کی وجہ سے فوقیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر امت کے لیے ایک دن خاص کر رکھا ہے کہ اس دن میں تمام دنیاوی امور سے فراغت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکیں۔ اہل اسلام کے لیے جمعہ کا دن خاص کیا گیا ہے۔ دنوں میں جمعہ کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے مہینوں میں رمضان کو فضیلت حاصل ہے۔ اور قبولیت کی گھڑی کی مثال ایسے ہی ہے جیسے رمضان میں

لیلۃ القدر کو فضیلت حاصل ہے۔ اس لیے جس کا جمعہ سلامت رہا اس کے ہفتہ کے تمام دن سلامت رہیں گے اور جس کا رمضان سلامت رہا اس کا پورا سال پر امن اور سلامت رہے گا۔ اور جس کا حج صحیح رہا اس کی پوری عمر ہی صحیح اور سلامت گذرے گی۔

24۔ جمعۃ المبارک کی حیثیت ہفتہ کے دنوں میں اس طرح ہے۔ جس طرح پورے سال کے ایام میں عید کے دن کی اہمیت ہے کیونکہ عید، نماز اور قربانی پر مشتمل ہوتی ہے۔ اور جمعہ کا دن نماز کا دن ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے لیے جلدی آنے کو قربانی کا قائم مقام بنا دیا ہے۔ گویا کہ قربانی اور نماز کو جمع کر دیا ہے۔

25۔ **صدقہ کی خصوصی اہمیت:** جمعہ کے دن صدقہ کرنا باقی دنوں کی نسبت زیادہ فضیلت اور اجر کا باعث ہے۔ جمعہ کے دن صدقہ دینا ایسے ہی ہے جیسے تمام مہینوں میں سے رمضان میں صدقہ کرنا افضل ہوتا ہے۔ (شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ جمعہ کو پوشیدہ صدقہ کرتے تھے۔)

26۔ **یوم دیدار الٰہی:** جمعہ والے دن جنت میں دیدار الٰہی نصیب ہوگا۔ جمعہ کے دن اللہ رب العزت اپنے مومن بندوں کو جنت میں اپنی زیارت کرائے گا۔

جمعہ کے لیے جتنا کوئی امام کے قریب ہو کر جمعہ ادا کرے گا اتنا ہی زیادہ وہ اپنے رب کے قریب ہوگا اور جتنا وہ جمعہ کے لیے جلد آئے گا اپنے رب کا دیدار بھی جلد حاصل کرے گا۔

27۔ **یوم شاہد:** جمعہ کا دن یوم شاہد ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یوم موعود قیامت کے دن کو کہا جاتا ہے۔ اور یوم مشہود یوم عرفہ ہے اور جمعہ کو یوم شاہد کہا جاتا ہے۔ جمعہ کے دن سے کوئی دن بھی افضل نہیں جس میں سورج طلوع ہوا ہو یا غروب ہوا ہو اس دن میں ایک ایسی گھڑی اس میں مومن اپنے رب سے جو بھی بھلائی کی دعا

کرتا ہے تو ضرور قبول ہوتی یا کسی شر سے پناہ مانگتا ہے تو اس کو پناہ مل جاتی ہے۔

28۔ یوم الفزع: جن وانس کے علاوہ تمام مخلوقات جمعہ کے دن گھبراہٹ کے عالم میں ہوتی ہیں۔ کیونکہ قیامت اسی دن قائم ہوگی تمام جہانوں کو لپیٹا جائے گا۔ اس دن لوگوں کو ان کی منزلوں (یعنی جنت اور جہنم) میں بھیجا جائے گا۔

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ وَلَا تَغْرُبُ عَلٰی یَوْمٍ اَفْضَلَ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا وَهِیَ تَفْزَعُ لِیَوْمِ الْجُمُعَةِ اِلَّا هٰذَیْنِ الثَّقَلَیْنِ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ۔)) (زاد المعاد)

29۔ جمعہ کے دن مسلمانوں کے اجتماع کا دن ہے:

امت مسلمہ کے لیے اللہ تعالیٰ اس دن کو اجتماع کے لیے بنایا ہے۔ اور اہل کتاب کو گمراہ کر دیا جیسا کہ صحیح حدیث ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلٰی یَوْمٍ خَیْرٍ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ هَدَانَا اللّٰهُ لَهُ وَضَلَّ النَّاسَ عَنْهُ فَالنَّاسُ لَنَا فِیْهِ تَبَعٌ هُوَ لَنَا وَلِلْیَهُوْدِ یَوْمُ السَّبْتِ وَلِلنَّصَارٰی یَوْمُ الْاَحَدِ۔))

''جمعۃ المبارک سے زیادہ فضیلت والا دن جس میں سورج طلوع وغروب ہوتا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں راہنمائی فرمائی اور لوگ اس سے گمراہ ہوگئے اسی طرح یہ لوگ بعد میں ہیں کیونکہ جمعۃ المبارک ہمارے لیے ہے اور یہودیوں کے لیے ہفتہ اور عسائیوں کے لیے اتوار کا دن ہے۔

30۔ جمعہ کا انتخاب اللہ نے فرمایا: ہفتہ کے دنوں میں جمعہ کا انتخاب ہمارے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس طرح سال کے مہینوں میں سے رمضان کا انتخاب فرمایا اور راتوں میں لیلۃ القدر کا انتخاب فرمایا اور زمین کے حصوں میں سے مکۃ المکرّمہ کا انتخاب فرمایا اور اپنی

مخلوقات میں سیدنا حضرت محمد ﷺ کا انتخاب فرمایا۔

31۔ جمعہ کے دن کا روزہ: جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ بعض اہل علم کے ہاں مباح ہے۔

صحیحین میں ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ:

((سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَا يَصُوْمَنَّ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا اَنْ يَصُوْمَ يَوْمًا قَبْلَهُ اَوْ يَوْمًا بَعْدَهُ ـ))

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے امام الانبیاء ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں سے کوئی ایک صرف جمعہ کا روزہ نہ رکھے البتہ اس سے پہلے یا بعد میں روزہ رکھ رہا ہو۔''

جمعرات اور جمعہ کو شب بیداری کے لیے خاص کرنا بھی منع ہے۔

صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((قَالَ لَا تَخْتَصُّوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِيْ وَلَا تَخُصُّوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ سَائِرِ الْاَيَّامِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ فِيْ صَوْمٍ يَصُوْمُهُ اَحَدُكُمْ ـ))

''امام کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا جمعہ کی رات کو قیام کے لیے خاص نہ کرو اور جمعہ کے دن کو روزہ کے لیے خاص نہ کرو۔ البتہ تم میں سے کوئی روزہ رکھ رہا ہو اور (جمعہ) درمیان میں آجائے۔''

(درج بالا خصوصیات کی تفصیل وتوضیح کے لیے دیکھیے: زاد المعاد، ابن قیم، ص149 تا 172)

☆☆☆

اذان جمعہ

جمعۃ المبارک کی صرف ایک ہی اذان ہے:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّنَ۔ (الحدیث)

جمعۃ المبارک کی صرف ایک ہی اذان ہے۔

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○﴾ (سورة الجمعة آية 9پارہ 28)

''جب جمعۃ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑے چلے آؤ۔''

اذان کا مطلب ہے مخصوص الفاظ کے ساتھ نماز کے وقت کے داخل ہونے کی اطلاع دینا۔

اذان اور مؤذن کی رسولِ امین کے ارشادات عالیہ میں بہت زیادہ فضیلت اور عظمت بیان ہوئی ہے۔

کہیں ارشاد ہے کہ مؤذن کی گردن قیامت کے دن سب سے لمبی ہوگی۔ کہیں فرمان گرامی ہے صف اول اور مؤذن کے لیے فرشتے دعاءِ رحمت کرتے ہیں تو کسی جگہ فرمایا کہ اگر تمہیں صف اول اور اذان کے اجر کا پتہ چل جائے۔ (تو تم اس اجر کو حاصل کرنے کے لیے) قرعہ اندازی کرو۔

تو کسی موقعہ پر زبان نبوت سے مؤذن کے لیے دعاء مغفرت نکلتی ہے۔

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِيْنَ اَوْ كَمَا قَالَ۔))

تفصیلات کے لیے کتب حدیث کی طرف رجوع فرمائیں یہ عظیم عمل مدینہ منورہ میں سن ہجری کے پہلے ہی سال مشروع ہوا جس کی مشروعیت کا سبب صحیح احادیث میں بیان ہوا ہے۔ اور اس کی کیفیت اور الفاظ بھی صحیح احادیث میں وارد ہیں۔ جس میں کمی بیشی کا کسی کو کوئی اختیار نہیں۔ کیونکہ اذان ایک شرعی مسئلہ ہے اور شریعت خاتم الانبیاء پر مکمل ہو چکی ہے کیونکہ خالق کائنات نے بذریعہ وحی مطلع فرما دیا ہے۔

((اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔))

جس کا اعلان عام پیغمبر اعظم نے صحابہ کرام کے مجمعہ عام میں فرما دیا تھا اور قیامت تک قرآن الکریم کی یہ شہادت لوگوں کی زبانوں پر جاری و ساری رہے گی۔ جس میں تبدیلی کی کوئی گنجائش موجود نہیں۔

سیرت طیبہ سے بالکل واضح ہے کہ ہر فرضی نماز کے لیے ایک ہی اذان مشروع ہے کسی بھی نماز کے لیے دو اذانیں صاحب شریعت سے ثابت نہیں تو اسی طرح جمعۃ المبارک کی نماز بھی ایک مستقل فرض نماز ہے جس کے لیے ایک ہی اذان مشروع ہے۔ جس کی وضاحت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس طرح فرمائی۔

بَابُ الْاَذَانِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ:

1۔ ((عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النِّدَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوَّلُهُ اِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ اَبِىْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ وَ كَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَاءِ۔))

(صحیح بخاری حدیث 912، مکتبہ دار السلام)

''سیدنا حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں امام کائنات اور (خلیفہ اول) سیدنا حضرت ابوبکر صدیق اور (خلیفہ ثانی) سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مبارک

ادوار میں جمعہ کی اذان اس وقت ہوتی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا۔ لیکن دور عثمانی رضی اللہ عنہ میں اہل اسلام کی کثرت کی وجہ سے مقام زوراء پر ایک اذان کا اضافہ کر دیا گیا۔"

راوی حدیث:

سیدنا سائب بن یزید کی کنیت ابو یزید کندی ہے ان کی ولادت سن 2 ہجری میں ہوئی حجۃ الوداع میں اپنے والد کے ہمراہ آئے اس وقت ان کی عمر سات سال تھی۔ ان سے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن یوسف روایت کرتے ہیں سن 91 ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ سب سے آخری صحابی ہیں جو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔

ان کی احادیث بہت کم ہیں ایک حدیث متفق علیہ ہے پانچ احادیث میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ منفرد ہیں۔

((قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ الزَّوْرَاءِ مَوْضِعٌ بِالسُّوْقِ الْمَدِيْنَةِ۔))

امام المحدثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں زوراء بازار مدینہ کی ایک جگہ کا نام ہے۔

مذکورہ حدیث سے مسئلہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ سید البشر اور شیخین کریمین کے مبارک ادوار میں جمعۃ المبارک کی ایک ہی اذان ہوا کرتی تھی اور وہ بھی اس وقت جب خطیب منبر پر بیٹھ جاتا، تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مبارک دور میں جب مسلمان بہت زیادہ ہو گئے تو خلیفہ وقت نے ضرورت محسوس کی کہ لوگوں کو بروقت مسجد میں جمعہ کے لیے اکٹھا کرنے کے لیے ایک اذان شروع کی جائے۔ اسی ضرورت کے تحت سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اذان کا اضافہ کیا جو کہ مسجد سے باہر بازار میں اونچی جگہ پر دی جاتی تو آج بھی کہیں کسی مقام پر ایسی صورت حال پیدا ہو تو سنت عثمانی پر عمل جائز ہوگا۔ البتہ مسجد کے اندر اور پھر اس ترقی یافتہ دور میں جس میں انسانی آواز کو دور سے دور پہنچانے کے لیے جدید آلات معرض وجود

میں آ چکے ہیں۔اور میلوں دور بآسانی انسانی آواز کو سنا جاسکتا ہے۔ان حالات کے اندر اگر اضافی اذان دی جائے تو سنت عثمانی نہیں ہوگی بلکہ بدعت کے زمرہ میں آئے گی۔

کیونکہ مساجد کے اندر لاؤڈ اسپیکر کا انتظام موجود ہے اور پھر ہر آدمی کے پاس وقت معلوم کرنے کا آلہ بھی موجود ہے۔ یقیناً ایسے حالات میں سنت نبوی پر عمل کرنا ہی افضل ہے۔اضافی اذان بدعت ہی شمار ہوگی۔

جس کی وضاحت مفسر قرآن اور برصغیر کے نامور محدث مولانا عبدالستار محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ترجمۃ القرآن کے حواشی میں بدعت ہی سے کی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ کے حاشیہ میں۔

تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صرف اس وقت اذان ہوتی تھی جب امام منبر پر آجاتا عہد عثمانی میں بوجہ کثرت مسلمانوں کے ایک اذان مسجد سے باہر مقام زوراء (پہاڑی) پر زیادہ کی گئی جمعہ کے دن مسجد میں جمعہ کی دو اذانیں دینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہرگز ثابت نہیں لیکن آج کل جمعہ کی مسجد میں دو اذانیں ہوتی ہیں اس رواج کو ترک کرنا چاہیے۔کیونکہ یہ بدعت ہے۔(فوائد ستاریہ صفحہ 781،دار السلام مسجد برنس روڈ کراچی)

اسی طرح برصغیر کے ممتاز عالم دین مترجم صحیح بخاری شریف مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کی سیدنا حضرت سائب بن یزید والی روائت جس میں یہ الفاظ ہیں۔

((اَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْاَذَانِ الثَّالِثِ فَاُذِّنَ بِهٖ عَلَى الزَّوْرَاءِ فَثَبَتَ الْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ۔ (صحیح بخاری مترجم ص 91، حدیث نمبر 916)

کی شرح پر رقمطراز ہیں:

تیسری اس کو اس لیے کہا کہ تکبیر بھی اذان ہے سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد پھر یہی طریقہ جاری ہو گیا کہ جمعہ میں پہلی اذان ہوتی ہے پھر جب امام منبر پر جاتا ہے تو دوسری اذان دیتے ہیں پھر نماز شروع کرتے وقت تیسری اذان یعنی تکبیر کہتے ہیں۔ گو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فعل بدعت نہیں ہو سکتا اس لیے کہ وہ خلفائے راشدین میں سے ہیں۔ مگر انہوں نے یہ اذان ایک ضرورت سے بڑھائی کہ مدینہ کی آبادی دور دور تک پہنچ گئی تھی اور خطبہ کی اذان سب کے جمع ہونے کے لیے کافی نہ تھی آتے آتے ہی نماز ختم ہو جاتی مگر جہاں یہ ضرورت نہ ہو وہاں بموجب سنت نبوی صرف خطبہ ہی کی اذان دینا چاہیے اور خوب بلند آواز سے نہ کہ جیسے جاہل لوگ خطبہ کے وقت آہستہ آہستہ اذان دیتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نکالا ہے کہ تیسری اذان بدعت ہے یعنی ایک نئی بات ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نہ تھی اب سنت نبوی کو سوائے اہل حدیث کے اور کوئی بجا نہیں لائے جہاں دیکھو سنت کا رواج ہے۔ (مولانا وحید الزماں) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جو اسے بدعت کہا اس کی توجیہ میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

((فَيَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ عَلَى سَبِيْلِ الْاِنْكَارِ وَيَحْتَمِلُ اَنْ يُرِيْدَ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَكُلُّ مَا لَمْ يَكُنْ فِي زَمَنِهِ يُسَمّٰى بِدْعَةً۔))

یعنی احتمال ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کے طور پر ایسا کہا ہو اور یہ احتمال بھی ہے کہ ان کی مراد یہ ہو کہ یہ اذان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک نہ تھی اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ ہو اس کو (لغوی حیثیت سے) بدعت یعنی نئی چیز کہا جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ

((بَلَغَنِيْ اَنَّ اَهْلَ الْمَغْرِبِ الْاَدْنٰى الْاٰنَ لَا تَاْذِيْنَ عِنْدَهُمْ سِوٰى مَرَّةً۔))

یعنی مجھے خبر پہنچی ہے کہ مغرب والوں کا عمل اب بھی صرف سنت نبوی یعنی ایک ہی اذان پر ہے۔

جمہور علمائے اہلحدیث کا مسلک بھی یہی ہے کہ سنت نبوی پر عمل بہتر ہے اور اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ جیسی ضرورت محسوس ہو تو مسجد سے باہر کسی مناسب جگہ پر اذان کہہ دی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(صحیح بخاری مترجم صفحہ 91، حدیث 916، مکتبہ قدوسیہ لاہور)

قرآن کریم میں ہے:

﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ ـ ﴾

(سورہ جمعہ پارہ:28)

"اے ایمان والو جب جمعہ کے دن اذان دی جائے۔"

قرآنی الفاظ کے معانی سے خوب واضح ہو رہا ہے۔ کہ جمعہ کی اذان صرف اور صرف ایک ہی ہے۔

دنیا جہاں کے تراجم قرآن اٹھا کر دیکھ لیں کسی بھی ترجمہ میں یہ نہیں کہ جب اذانیں دی جائیں بلا اختلاف ہر ترجمہ قرآن کے مذکورہ الفاظ کا یہی ترجمہ ہوگا جب جمعۃ المبارک کی اذان دی جائے۔

صاحب وحی علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان نعوذ باللہ کوئی مقابلہ ہے؟ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ جب اذان دی جائے اور آپ دو اذانیں کہتے ہیں اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ایک اذان ہے۔

غور فرمائیں جب قرآن کریم نازل ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی پڑھتے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى﴾ (سورۃ الاعلیٰ آیۃ نمبر 6)

''ہم آپ کو پڑھائیں گے پھر آپ بھولیں گے نہیں۔''

یعنی آپ کو ایسی شریعت سے نوازیں گے جو بالکل آسان معتدل اور سیدھی ہوگی جس میں کسی قسم کی کوئی عسر اور تنگی نہیں ہوگی۔

خالق کائنات جل شانہ کا فرمان ہے:

﴿ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴾

''یہ ذکر ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا آپ اسے کھول کر بیان کردیں شاید کہ وہ غور وفکر کریں۔'' (سورۃ النحل آیۃ نمبر 44، پارہ 14)

فرمان رب جلیل ہے۔

﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ﴾ (سورۃ القیامۃ ایۃ 19،پارہ 29)

''پھر اس کا واضح کردینا ہمارے ذمہ ہے۔'' (یعنی تفسیر)

یعنی اس کے مشکل مقامات کی تشریح اور حلال وحرام کی توضیح یہ بھی ہمارے ذمے ہے اس کا صاف مطلب ہے کہ نبی ﷺ نے قرآن کے مجملات کی جو تفصیل مبہمات کی توضیح اور اس کے عمومات کی جو تخصیص بیان فرمائی ہے۔ جسے حدیث کہا جاتا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی الہام اور سمجھائی ہوئی باتیں ہیں۔ اس لیے انہیں بھی قرآن کی طرح ماننا ضروری ہے۔

زبدۃ الکلام:

سید ولد آدم شاہ مدینہ ﷺ کی حیات مبارکہ قرآن مقدس کی عملی تفسیر ہے یعنی آپ ﷺ دوسرے قرآن ہیں اسی لیے آپ کی پوری زندگی میں اذان جمعہ ایک ہی ہوتی رہی۔ خلیفہ الرسول سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آپ کی اتباع میں ایک ہی اذان کہتے رہے۔

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ۔))

سے بعض حضرات مغالطہ دینے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ دوسری اذان مسجد میں سنت الخلفاء الراشدین ہے حالانکہ یہ صاف اور واضح ہے کہ علیکم بسنتی امام کائنات ﷺ نے اپنی سنت کو مقدم رکھا ہے یہ مغالطہ دینے کی یہ روایت بالکل منشا پوری نہیں کرتی اگر روایت میں علیکم بسنتی کے الفاظ نہ ہوتے تو پھر ان کا مقصد پورا ہوتا اور پھر سنت راشدین مراد ہوتی قابل غور بات ہے کہ جہاں صاحب وحی کی سنت نہ ہو وہاں سنت راشدین حجت ہوگی اسی لیے آپ ﷺ نے علیکم بسنتی پہلے ارشاد فرمایا ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح۔ص:307-308)

حاصل کلام یہ ہے کہ دوسری اذان مسجد میں کہی جائے یہ سنت عثمانی نہیں بلکہ سنت مروانی ہے اگر بیرون مسجد اذان دی جائے بلاشبہ سنت عثمانی ہوگی۔

☆☆☆

خطیب کے لیے چند ہدایات

خطیب کی شان:

خطیب اسلام کا ایک ایسا پیغام رساں ہے جس کے اس مقام میں اس کا کوئی ہمسر نہیں۔تمام انبیاء کرام بنیادی طور پر اپنی امت کے خطیب ہوتے تھے۔لہٰذا ہر خطیب کو اس منصب کا پاس رکھنا چاہیے۔

اسلامی شریعت نے اسے ایک قسم کی تقدیس سے نواز رکھا ہے اس پر یہ واجب ہے کہ ان سامعین کا اس پر حسن ظن قائم رہے جو اس کی طرف جوق در جوق بلا جبر کشاں کشاں آتے رہتے ہیں۔

خطیب کی صفات:

اسے درج ذیل صفات کا حامل ہونا چاہیے۔

① بلند اخلاق اور آداب فاضلہ سے موصوف ہو۔

② علم میں راسخ اور وسیع اسلامی معلومات رکھنے والا ہو۔

③ بہتر سے بہتر موضوع کا چناؤ کرے۔

④ تہمت اور شبہات کے مقامات سے کنارہ کش رہے۔

⑤ سامعین کے احوال و واقعات سے حتی الوسع باخبر ہو۔

⑥ قرآن پاک، احادیث مبارکہ اور دیگر حکمت بھرے اقوال وافر مقدار میں حفظ ہوں۔

⑦ لوگوں میں مذہبی اختلافات بڑھانے سے اجتناب کرے۔

⑧ خطبہ میں سامعین کے شوق و جذبہ کو قائم رکھے ایسا نہ ہو کہ سامعین فرض ادا کرنے کیلئے خطبہ کے آخر میں آنے کی عادت اپنانے پر مجبور ہوں۔

⑨ آواز کا اتار چڑھاؤ تسلسل، وقف کے مقامات سے باخبر ہو۔

⑩ شکل وشباہت، لباس اور جسمانی حرکات پیغام کا مظہر ہوں۔

خطیب دنیا بدل سکتا ہے:

دنیا میں اگر ایسی مساجد جن میں ہفتہ وار خطبہ جمعہ ہوتا ہے شمار کرنے لگیں تو ان کی تعداد لاکھوں میں ہوگی ان میں سامعین کی تعداد کا بھی اندازہ لگائیں کس قدر ہوگی اتنی تعداد میں لوگ کسی بھی اہم سے اہم معاملہ پر جمع نہیں کیے جاسکتے اور نہ کسی وسیلہ سے جمع ہو سکتے ہیں۔

اشاعت کے وسائل تمام اختیاری ہوتے ہیں کسی کو ان سے استفادہ پر مجبور نہیں کیا جاسکتا نہ اخبار پڑھنے پر نہ ریڈیو سننے پر نہ ٹی وی دیکھنے پر جبکہ یہاں لوگ ایک فریضہ کی ادائیگی کے طور پر طوعا حاضر ہوتے ہیں اور ان حاضرین میں عام اجتماعات ومجالس کی نسبت جن میں کہیں صرف سائنس دان ہیں تو کہیں صرف طلبہ اور کہیں صرف ڈاکٹر کہیں صرف سادہ عوام وعلی ہذا القیاس دیگر کانفرنسیں ہوتی ہیں جب کہ اس میں ہر شعبہ اور ہر عمر کے لوگ بیٹھتے ہیں۔

لوگوں کو کسی نتیجہ پر پہنچائیں:

ایک لیکچرار یونیورسٹی یا مدرس سکول وکالج میں اور دیگر تعلیمی درسگاہوں میں حاضر ہوتا ہے تو ایک ذمہ دار بن کر اپنے موضوع کو ہر طرح سے کانٹ چھانٹ کر کے نکھارتا ہے اور ایک نتیجہ تک لے جاتا ہے ایسے ہی خطیب کا فرض ہے کہ وہ وقت سے پہلے سوچے میں کیا مخاطبین کو بیان کرنا چاہتا ہوں کیا جدید ذہن دینے جارہا ہوں اس کے کیا نتائج برآمد ہوں گے پھر دیکھے سامعین نے کیا اچھا تاثر لیا ہے؟

آپ ﷺ سات ایام بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعلیم سے نوازتے رہتے تھے اور لوگ

اپنے تمام تر تربیتی امور آپ ﷺ ہی سے لیتے تھے لیکن بروز جمعہ دیگر ایام کی نسبت کیفیت الگ ہو جاتی تھی اور اسے سامعین بھی نئی صورت میں لیتے۔

خطبہ جمعہ، درس تدریس میں فرق ملحوظ خاطر رکھیں:

درس میں بھی تعلیم خطبہ جمعہ بھی تعلیم ہی ہوتی ہے لیکن خطبہ میں ہمیں آپ ﷺ عام درس سے مختلف نظر آتے ہیں امام ابن القیم رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب "زاد المعاد فی ہدی خیر العباد ﷺ" میں بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے آپ کی آنکھیں مبارک سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی، غضبناک آواز میں آپ ﷺ ایسے ہو جاتے گویا لشکر سے متنبہ فرما رہے ہیں لوگو تم پر صبح یا شام حملہ ہوا چاہتا ہے محتاط ہو جاؤ تیار رہو۔

خطبہ جمعہ میں خطیب سامعین کے خیالات کو نئے جذبات سے ہم آہنگ کر کے انہیں ابھارتا ہے اپنے اشاروں اور بلند آواز سے انہیں اپنے ساتھ ساتھ جدید خیالات میں ڈھل جانے پر اکساتا ہے۔ امید ہے خطیب حضرات ان معروضات کو خاطر میں لاتے ہوئے اپنے خطبات کو مزید موثر بنانے کی جستجو فرمائیں گے۔ واللہ الموفق (بصد شکریہ "ماہنامہ ترجمان القرآن" (جامعہ سلفیہ فیصل آباد)، جنوری تا مارچ 2010ء ص 26-27)

خطبہ جمعہ کے دوران زیادہ حرکات نہ کریں:

تمام سامعین کی نظریں آپ کی طرف ہیں۔ لہٰذا آپ اپنے اوپر ہنسنے کا موقع نہ دیں۔ جذبات پر قابو رکھیں، شدت جذبات سے منہ سے جھاگ نکلنا، عورتوں کی طرح اپنے ہاتھ اور بازوں زور زور سے ہلانا جیسے لڑائی ہو رہی ہو۔ بار بار ایڑھیاں اوپر اٹھانا یہ سب غیر سنجیدہ حرکات ہیں۔ خطبہ جمعہ میں بالخصوص ان سے قطعاً اجتناب برتیں۔ انتہائی پر وقار اور سنجیدگی سے پرسوز اور بارعب آواز میں خطبہ دیں۔ سنت کے مطابق اپنی انگشت شہادت اٹھا کر اشارہ کریں۔

(دیکھیے: جامع ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجآء فی کراھیۃ رفع الایدی علی المنبر، حدیث نمبر: 515)

پرچیوں کا سہارا نہ لیں:

قرآنی آیات، احادیث نبویہ کو خوب یاد کریں۔ اور اپنے سامنے کوئی کتاب، کاپی یا پرچی وغیرہ قطعاً نہ رکھیں۔ اس سے سامعین اچھا تاثر نہیں لیتے۔ اور خطبہ میں بھرپور تسلسل قائم نہیں رہتا۔

اپنے خطبہ کو واقعہ سے مزین کریں:

واقعہ بعض دفعہ وہ اثر دکھاتا ہے جو گھنٹوں کی تقریر سے نہیں ہوتا۔ اس لیے انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات، قرآنی واقعات، حدیث میں وارد شدہ واقعات، قابل قبول اسرائیلی واقعات، سلف صالحین کی مقبول حکایات سے اپنی تقریر کو موثر بنائیں۔ من گھڑت، غیر منقول واقعات سے بالکل اجتناب رکھیں۔

خطبہ جامع اور درمیانہ رکھیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بھی درمیانہ ہوتی اور خطبہ بھی درمیانہ ہوتا۔

(جامع ترمذی، حدیث 507)

اس پر پوری زندگی عمل کریں۔ خطبہ نہ تو اتنا طویل کریں کہ کان ہی پک جائیں اور لوگ جان چھڑانے کیلئے آخر میں پہنچنا شروع کریں۔ اور نہ ہی بالکل مختصر کہ خالی ہاتھ اٹھ جائیں۔ لوگوں کو کچھ دیں لیکن اس انداز سے کہ ان کے اندر مزید سننے کی تڑپ باقی رہ جائے۔

جمعہ والے دن نماز فجر میں مسنون قراءت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ والے دن نماز فجر میں سورۃ الم تنزیل (السجدہ) اور سورۃ ھل اتی علی الانسان (یعنی سورۃ دھر) کی تلاوت

فرمایا کرتے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب الجمعہ، باب مایقرا فی صلاۃ الفجر یوم الجمعۃ، حدیث: 891)

جمعہ والے دن مؤذن اذان کب شروع کرے؟

خطیب جب منبر پر بیٹھ جائے تو مؤذن اذان شروع کرے۔

عہد نبوی ﷺ عہد صدیقی اور عہد فاروقی میں تمام مسلمانوں کا یہی اجتماعی عمل رہا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الجمعہ، باب التاذین عند الخطبۃ، حدیث:916)

منبر کیسا ہونا چاہیے:

نبی کریم ﷺ کا منبر تین سیڑھیوں والا لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ (زادالمعاد ص429، جلد 1)

خطیب بھی منبر پر بیٹھ کر مؤذن کی اذان کا جواب دے اور بعد والی دعا پڑھے:

عموماً خطباء کرام سستی کر جاتے ہیں، نہ موذن کی اذان ہی کا ساتھ ساتھ جواب دیتے ہیں اور نہ بعد والی دعا پڑھتے ہیں، جب کہ یہ خلاف سنت ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں یہ باب قائم کیا ہے۔

((باب یجیب الامام علی المنبر اذا سمع النداء)) منبر پر بیٹھے ہوئے امام اذان سن کر جواب دے۔ اور اس کے تحت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا عمل بیان کیا ہے کہ وہ منبر پر تشریف فرما ہوئے، مؤذن نے اللہ اکبر کہا تو انہوں نے بھی اللہ اکبر کہا، اس طرح اذان کا جواب دیا اور پھر حضرت معاویہ نے فرمایا:

((یـا ایها الناس اِنی سمعتُ رسولَ الله ﷺ علی هذا المجلس حین أَذَّنَ المُؤَذِّنُ یقول ما سمعتم مِنِّی من مقالتی۔))

''اس جگہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مؤذن کی اذان پر وہی کچھ کہتے سنا ہے جو کچھ تم

نے مجھ سے سنا ہے۔'' (صحیح بخاری، کتاب الجمعہ، حدیث نمبر:914)

خطبہ جمعہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے، اور دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا چاہیے:

خطبہ جمعہ کیلئے خطیب کو چاہیے کہ وہ کھڑا ہو کر خطبہ دے۔ سورۃ الجمعہ میں یہ مسئلہ نص قرآنی سے ثابت ہے۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی اپنی سنت مبارکہ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا یہ اجماعی عمل رہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں۔

((كَانَ النبیُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا ثم يقعد ثم يقوم كما تَفْعلونَ الآنَ۔)) (صحیح البخاری، کتاب الجمعہ، باب الخطبة قائما، حدیث:920)

''نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے، پھر بیٹھتے، پھر کھڑے ہو جاتے جیسے کہ اب تم سب کرتے ہو۔''

خطبہ کے وقت خطیب ہاتھ میں کیا پکڑے:

خطبہ کے وقت خطیب کا ہاتھ میں لاٹھی پکڑنا سنت سے ثابت ہے البتہ تلوار، بندوق یا کوئی اسلحہ وغیرہ پکڑنا عام حالات میں ثابت نہیں۔ (زاد المعادص 429، جلد 1)

دو خطبوں کے درمیان قلیل مدت بیٹھنا:

دو خطبوں کے درمیان قلیل مدت بیٹھنا اتنا وقفہ ہو کہ سورۃ الاخلاص بآسانی پڑھی جاسکتی ہو۔ (مسک الختام، نواب صدیق حسن خان، جلد 2، ص 81)

اس جلسہ میں خطیب اعظم ﷺ سے کوئی دعا پڑھنا ثابت نہیں۔

دوران خطبہ جمعہ بارش کیلئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اس دوران ایک صحابی نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ ﷺ: فصلیں تباہ ہو گئیں، جانور ہلاک ہو گئے

اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا فرمادیجئے!

((فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا))

(صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب رفع اليدين في الخطبة، حديث:932)

''نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک بلند فرمائے اور دعا فرمائی۔''

امام بخاری نے درج بالا حدیث سے یہی مسئلہ ثابت کیا ہے۔

دوران خطبہ آنے والے مقتدی سے نیکی کی کوئی بات کہنا:

اگر دوران خطبہ کوئی مقتدی غلط کام کر رہا ہو، یا کسی دینی ضرورت کے پیش نظر کسی مقتدی کو نصیحت کی کوئی بات کہنی پڑے تو خطیب اچھے انداز سے کہہ سکتا ہے۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے لیٹ آنے والے صحابی سے پوچھا تھا:

صَلَّيْتَ ؟ کیا تو نے تحیۃ المسجد ادا کر لیے ہیں۔اس نے کہا نہیں،تو آپ نے ارشاد فرمایا:فَصَلِّ رَكعتين۔ دو رکعت (ہلکی پھلکی) ادا کرلو۔

(صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، حدیث:931,930)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمعہ والے دن منبر پر بیٹھ کر صحابہ سے کہا: سب بیٹھ جاؤ! عبداللہ بن مسعود مسجد کے دروازے پر تھے وہ وہیں بیٹھ گئے، نبی ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا:

((تَعَالَ يَا عَبْدَ الله بن مسعود)) ''عبداللہ آگے آجاؤ۔''

(سنن ابی داؤد، باب الامام یکلم الرجل فی خطبتہ، حدیث:1091)

کسی ایمرجنسی یا ضرورت کے پیش نظر خطبہ روک کر منبر سے نیچے اترنا:

خطیب کیلئے اجازت ہے کہ کسی مجبوری یا فوری شدید ضرورت کے پیش نظر خطبہ روک کر منبر سے نیچے اتر آئے اور ضروری پوری ہونے کے بعد دوبارہ شروع کردے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اس دوران حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما سرخ قمیص پہنے گرتے گراتے آئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے، ان کو پکڑا منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

((إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ))

''تمہارے اموال واولاد محض آزمائش ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((رَأَيْتُ هٰذَيْنِ فَلَمْ أَصْبِرْ))

''میں نے ان دونوں کو دیکھا تو رہ نہ سکا۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ جاری فرمایا:

(سنن ابی داؤد، باب الامام یقطع الخطبۃ للأمر یحدث، حدیث:1109)

جمعہ کی نماز میں مسنون قراءت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ کی رکعات میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھتے تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب الجمعہ، حدیث:878)

''جمعہ کی نماز میں سورۃ جمعہ اور سورۃ منافقون پڑھنا بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ نماز جمعہ پڑھائی اور اس میں سورۃ جمعہ اور سورۃ منافقون تلاوت کی اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کی نماز میں ان سورتوں کو پڑھتے ہوئے سنا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، حدیث:877)

جمعہ کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور الغاشیہ نامکمل پڑھنے کی شرعی حیثیت:

درج بالا حدیث کے پیش نظر ہمارے خطباء کو چاہیے کہ وہ نماز جمعہ میں مسنون قراءت کو معمول بنائیں۔ اور سنت پر تبھی عمل ہوگا جب یہ سورتیں مکمل پڑھی جائیں۔

نامکمل پڑھنے کو ہمیشہ معمول بنالینا اور سمجھنا کہ میں نے سنت پر عمل کیا ہے۔ یقیناً جاہلانہ

طرز عمل ہے۔

البتہ اگر کوئی خطیب کسی وجہ سے ان سورتوں کو نامکمل پڑھتا ہے یا کوئی اور مختصر سورتیں پڑھ لیتا ہے تو اس کے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں تاہم اس صورت میں وہ سنت پر عمل کے ثواب سے محروم رہے گا۔

بالخصوص اہل حدیث خطباء کرام کو عمل بالحدیث کے خصوصی شغف اور اتباع سنت کی بناء پر ان سنتوں کا احیاء کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل سے نوازے۔

جب عید اور جمعہ ایک دن میں اکٹھے آ جائیں:

جب عید، جمعہ کے دن میں آ رہی ہو تو نماز عید امام کے ساتھ ادا کرنے والوں کیلئے جمعہ چھوڑنا جائز ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ امام جمعہ پڑھائے تا کہ جو لوگ جمعہ پڑھنا چاہتے ہیں، پڑھ سکیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے موقع پر ارشاد فرمایا:

((قَدِ اجْتَمَعَ فِي يَوْمِكُمْ هذا عيدان فمن شآء أَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ وَإِنَّا مُجَمِّعُوْنَ۔))

”آج تمہارے اس دن میں دو عیدیں (جمعہ و عید) اکٹھی ہو چکی ہیں۔ جو چاہے اس کیلئے جمعہ کی جگہ نماز عید ہی کافی ہے۔ لیکن ہم جمعہ پڑھیں گے۔“

(سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب اذا وافق یوم الجمعۃ یوم عید، حدیث:1070)

بعض حالات میں امام بھی جمعہ نہ پڑھائے تو یہ صورت بھی جائز ہے۔ بہتر یہی ہے کہ وہ جمعہ پڑھائے۔ (سنن ابی داؤد حدیث:1072)

نوٹ: یاد رہے کہ جمعہ نہ پڑھنے والوں کیلئے نماز ظہر بہرصورت فرض ہے اور ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

خطیب مقتدیوں کو سلام کتنی دفعہ اور کب کہے؟

خطیب و مقتدی جب مسجد میں داخل ہوں تو مسجد میں داخل ہونے کی دعا پڑھیں اور سلام کہیں۔

اس کے علاوہ خطیب خصوصی طور پر دو دفعہ مزید سلام کہے۔

① جب منبر کے قریب پہنچے تو منبر کے پاس بیٹھنے والوں کو سلام کہے۔

② اور جب منبر پر چڑھے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے سے پہلے سلام کہے۔

نبی کریم ﷺ کا یہی طریقہ کار تھا۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

((اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا دَنَا مِنَ الْمِنبَرِ سَلَّمَ عَلَى مَنْ عِنْدَ الْمِنبَرِ ثُمَّ صَعِدَ فَاِذَا اسْتَقْبَلَ النَّاسَ بِوَجْهِهِ سَلَّمَ ثُمَّ قَعَدَ۔))

(السنن الکبری، للبیھقی، 205/3)

جب آپ ﷺ منبر کے قریب تشریف لاتے تو منبر کے پاس والوں کو سلام کہتے اور پھر منبر پر چڑھتے تب لوگوں کی طرف منہ کر کے سلام کہتے اور پھر آپ ﷺ منبر پر بیٹھتے۔

یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ خطیب منبر پر چڑھ کر سامعین کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھنے سے پہلے اور آذان سے پہلے سلام کہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ نے اس پر یہ عنوان قائم کیا ہے۔

((باب الامام یسلم علی الناس اذا صعد المنبر قبل أن یجلس))

"یعنی امام منبر پر چڑھ کر بیٹھنے سے پہلے لوگوں کو سلام کہے۔"

امام ابن قیم الجوزیہ نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے۔ (زاد المعاد، ص 173)

ائمہ حرمین کا بھی یہی عمل ہے:

ہمارے ہاں معمول اس سے قدرے مختلف ہے، عموماً خطباء کرام منبر پر بیٹھ جاتے ہیں، موذن اذان کہتا ہے۔ اذان کے بعد خطیب کھڑا ہو کر سلام کہہ کر خطبہ شروع کرتا ہے۔ میرے علم کے مطابق مذکورہ مروجہ طریقہ سنت سے ثابت نہیں ہے۔

خطیب کے لیے تحیۃ المسجد کا حکم:

مقامی خطیب کے لیے خطبہ سے پہلے تحیہ المسجد پڑھنا سنت سے ثابت نہیں اور البتہ مسافر خطیب کے لیے تحیۃ المسجد پڑھنا جائز ہے۔

عوام الناس مقامی ہوں یا مسافر ان کے لیے تحیۃ المسجد خطبہ سے پہلے اور خطبہ کے دوران پڑھنا سنت سے ثابت ہے۔

خطبہ کا اختتام کن الفاظ کے ساتھ ہو:

خطیب جب خطبہ ختم کرے تو قرآن کریم کی درج ذیل آیت پڑھے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ٥﴾ (سورة النحل آية، 90 پاره 14)

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس آیۃ مبارکہ کو خطبہ میں شامل کیا تھا۔

(تیسیر القرآن از عبدالرحمن کیلانی رحمہ اللہ ص543، جلد2)

☆☆☆

خطبہ مسنونہ

بروایت ابن مسعود:

1۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ داعیِ حق خطیب الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ خطبہ سکھایا۔

((اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ٥﴾ ﴿یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَ بَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا٥﴾ ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا٥ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَ یَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا٥﴾

سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد یہ فرمایا:

اَمَّا بَعْدُ: ((فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھُدٰی ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ۔)) **اور سنن نسائی** میں ہے: (وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ) (صحیح سنن نسائی 1331)

نوٹ: شَرَّ (راء پر زبر کی بجائے) شَرُّ (راء پر پیش) کُلَّ (زبر کی بجائے) کُلُّ (لام پر

پیش) بھی بالکل درست ہے۔ اس صورت میں یہ مبتدا ہوں گے۔

ابن مسعود کی ایک اور روایت:

2۔ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ یَہْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْراً وَنَذِیْراً بَیْنَ یَدِی السَّاعَۃِ مَنْ یُطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَ مَنْ یَعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسِہٖ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئاً۔))

(ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الرجل یخطب علی قوس، حدیث:1097)

امام زہری کی روایت:

3۔ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَہْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْراً وَنَذِیْراً بَیْنَ یَدِی السَّاعَۃِ مَنْ یُطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَ مَنْ یَعْصِھِمَا فقد غوی، وَ نَسْأَلُ اللّٰہَ رَبَّنَا اَنْ یَجْعَلَنَا مِمَّنْ یُطِیْعُہٗ وَ یُطِیْعُ رَسُوْلَہٗ وَیَتَّبِعُ رِضْوَانَہٗ وَیَجْتَنِبُ سَخَطَہٗ اِنَّمَا نَحْنُ بِہٖ وَلَہٗ۔))

((ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الرجل یخطب علی قوس، حدیث:1098))

ایک اور خطبہ نبوی ﷺ:

خطیب اسلام امام الہند حضرت مولانا محمد جونا گڑھی رحمہ اللہ خطبات محمدی جلد سوم کے صفحہ نمبر 56 میں خطبہ اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

4۔ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ

لِلْمُتَّقِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَمَّا بَعْدُ:

يَا اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ قَبْلَ اَنْ تَشْتَغِلُوْا عَنْهَا هَرَمًا نَاغِضاً وَمَوْتًا خَالِصاً وَمَرَضًا حَابِساً وَ تَسْوِيْفاً مُوْلِياً وَصِلُوْا الَّذِيْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ تَسْعَدُوْا وَاَكْثِرُوْا الصَّدَقَةَ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُوْجَرُوْا۔ وَ تُحْمَدُوْا وَتُرْزَقُوْا۔ وَتُنْصَرُوْا وَتُجْبَرُوْا وَاْمُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ تُخْصَبُوْا وَانْهَوْ عَنِ الْمُنْكَرِ تُنْصَرُوْا اَيُّهَا النَّاسُ اَنْ اَكْيَسَكُمْ اَكْثَرُكُمْ ذِكْراً لِلْمَوْتِ وَاَكْرَمَكُمْ اَحْسَنُكُمْ اِسْتِعْدَاداً لَهُ اَلَا وَاِنَّ مِنْ عَلَامَاتِ الْعَقْلِ التَّجَافِيَ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ، وَالْاِنَابَةَ اِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ وَالتَّزَوُّدَ لِلْقُبُوْرِ وَالتَّاَهُّبَ لِيَوْمِ النُّشُوْرِ۔))

’’ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے اور درود کے لائق سید المرسلین کی ذات ہے اور آخرت کا بہتر انجام متقین کے کے لیے اور میری سچے دل گواہی ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میری سچے دل وزبان سے گواہی ہے حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔‘‘

اے اللہ رحمت نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی ال پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ان کی آل پر یقیناً تو تعریف کیا ہوا بزرگی والا ہے۔

لوگو! موت سے پہلے توبہ کرو۔ لوگو کمر توڑ بڑھاپے سے اور خالص موت اور روک دینے والی بیماری اور بے فائدہ افسوس کے موقع سے پہلے ہی پہلے نیکیاں کرلو اللہ تعالیٰ سے اچھے

تعلقات توحید وسنت کی پابندی سے پیدا کرلو تاکہ سعادت سے محروم نہ رہ جاؤ پوشیدگی میں اور بہ ظاہر بھی صدقہ خیرات دیتے رہو تاکہ اجر وثواب بھی ملے ستائش اور تعریف بھی ہو روزی رزق میں بھی کشادگی اور فراوانی ہو دشمنوں کے مقابلے میں اور تمہارے اپنے کاموں میں بھی تمہاری مدد خدا کی طرف سے کی جائے۔لوگو! سب سے دانا وہ ہے جو اپنی موت کو کبھی نہ بھولے سب سے زیادہ بزرگی اور اکرام اس کا ہوگا جو اپنی موت کے لیے موت کے وقت سے پہلے خوب تیاری کرے یعنی نیکیوں کا ذخیرہ جمع کر لے۔لوگو! عقل کی علامتیں یہ ہیں:
کہ انسان اس دھوکے کی ٹٹی ناپائیدار دنیا سے الگ تھلگ رہے اور اللہ تعالیٰ کی ہمیشگی کی نعمتوں والی جنت کا طالب اور اس کی طرف راغب رہے اور قبر کی لمبی رہائش کے لیے توشہ ساتھ لیجائے اور دوبارہ جی اٹھنے کے دن کے لیے رہے یعنی نیکیوں میں مشغول اور برائیوں سے دور رہے۔

خطبہ مسنونہ میں درود شریف کا حکم:

امام ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے درود شریف پڑھنے کے چالیس مواقع ذکر فرمائے ہیں۔

درود پڑھنے کے باقی مواقع بخوف طوالت ترک کیے گئے ہیں جو ان مواقع کا مطالعہ کرنا چاہے ابن قیم کی کتاب الصلاۃ والسلام علی خیر الانام اور ابن کثیر کی طرف رجوع کریں۔

خطبہ میں درود پڑھنے کے بارے میں مندرجہ ذیل عبارت حیطہ تحریر میں لائے ہیں۔
مقامات درود میں سے ایک جگہ خطبے ہیں مثل خطبہ جمعۃ المبارک وعیدین واستسقاء وغیرہ۔

(الصلاۃ والسلام علی خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم ص 225 ادارہ ضیاء الحدیث مدنی روڈ مصطفیٰ آباد لاہور)
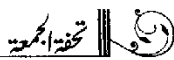
خطبہ میں درود شریف اور خطیب الہند جونا گڑھی کی تحقیق:

برصغیر کے بطل جلیل جناب سیدنا ومولانا محمد جونا گڑھی رحمۃ اللہ علیہ مترجم تفسیر ابن کثیر ودیگر کتب ہائے کثیرہ تفسیر ابن کثیر کے صفحہ 274 جلد 4 درود پڑھنے کے متعدد مواقع ذکر کیے ہیں، آٹھویں نمبر پر یوں تحریر فرمایا ہے۔ کہ

اسی طرح خطیب پر بھی دونوں خطبوں میں درود واجب ہے اس کے بغیر صحیح نہ ہونگے اس لیے کہ یہ عبادت ہے اور اس میں ذکر اللہ واجب ہے پس ذکر رسول بھی واجب ہوگا۔

(ذکر رسول بطور شہادت ہے نہ کہ بطور عبادت کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بطور عبادت کیا جاتا ہے۔ اور عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہی کی جاتی ہے)۔

دو خطبہ جمعۃ المبارک میں درود شریف پڑھنا اور حافظ لکھوی کی تحقیق:

مفسر قرآن مصلح اعظم پنجاب حافظ محمد لکھوی تفسیر محمدی پنجابی ساتویں منزل سورۃ الجمعۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ہر خطبہ حمد اللہ دا پڑھے درود رسول الٰہی
بھی کرے وصیت خود خدادی چھوڑن لوگ تباہی۔

(تفسیر محمدی ص 151، ج، 7، مکتبہ اصحاب الحدیث اردو بازار لاہور)

مفتی اہل حدیث حافظ عبدالستار الحماد کا فتویٰ:

حالیہ تاریخ کے مفتی ومترجم صحیح بخاری شریف حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ فاضل مدینہ یونیورسٹی ایک سوال کے جواب میں رقمطراز ہیں۔

رسول اللہ ﷺ محسن انسانیت ہیں آپ ﷺ کے احسانات کے پیش نظر اہل ایمان کو ہر وقت ہر جگہ پر درود بھیجنے کا حکم ہے سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود بھیجتے رہو تمہارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے۔(مسند احمد)

① بلکہ جس مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائے اور رسول اللہ پر درود نہ پڑھا جائے وہ قیامت کے دن ایسے نقصان کا باعث ہوگی جس کی تلافی نہیں ہو سکے گی حسرت وارمان کے علاوہ وہاں کچھ ہاتھ نہیں آئے گا چنانچہ حدیث میں ہے کہ جو مجلس اللہ تعالیٰ کے ذکر اور رسول اللہ پر درود پڑھے بغیر برخاست ہو جائے وہ قیامت کے دن نقصان کا باعث ہوگی۔

(بیہقی ص 210، ج/3)

ایک روایت میں ہے کہ ایسے لوگ جنت میں داخل ہونے کے باوجود ایسے افسوس سے دوچار ہوں گے کہ اسے فراموش نہیں کر سکیں گے۔(مسند احمد ص 463، جلد/2)

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث کی ثقاہت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ضروری ہے۔

(الاحادیث الصحیحۃ،صفحہ: 162 ، جلد/1)

② جمعہ کے دن بالخصوص حکم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود بھیجنا چاہیے چنانچہ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو کیونکہ جو آدمی جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔(مستدرک حاکم صفحہ، 421، جلد/2)

اس قسم کی ایک روایت حضرت اوس بن اوس سے بھی مروی ہے۔

(سنن ابی داؤد 1047)

جمعۃ المبارک اور عیدین کے خطبات میں درود پڑھنے کے متعلق بعض اسلاف کا عمل ملتا ہے۔چنانچہ عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

کہ ہم مقام خیف میں حضرت عبداللہ بن ابی عتبہ کے ہمراہ تھے اس نے خطبہ میں اللہ

تعالیٰ کی حمد وثناء کی رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھا اور دعائیں مانگیں پھر ہمیں نماز پڑھائی۔

(فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ ص 87 تحقیق البانی)

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف جلاء الافہام میں متعدد مقامات کی نشاندہی کی ہے جہاں رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا چاہیے ان میں سے خطبات جمعہ وعیدین بھی ہیں۔ انہوں نے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل بیان کیا ہے کہ وہ خطبات میں درود پڑھا کرتے تھے چنانچہ عون بن ابی جحیفہ کہتے ہیں کہ میرے والد ابو جحیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خدام میں سے تھے اور منبر کے نیچے بیٹھتے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھا پھر فرمایا کہ اس امت میں رسول اللہ ﷺ کی بعد سب سے بہتر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے اس طرح حضرت عمرو بن عاص اور حضرت ابو موسیٰ اشعری کے متعلق بھی بیان کیا ہے کہ وہ بھی اپنے خطبات میں رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنے کا اہتمام کرتے تھے۔ (جلاء الافہام مترجم صفحہ 269)

ان شواہد کی بنا پر خطبات جمعہ وعیدین میں رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنے میں چنداں حرج نہیں بلکہ ایسا کرنا خیر وبرکت کا باعث ہے اس مقام پر یہ وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ اذان سے قبل فرض نماز کے بعد یا نماز جمعہ کے بعد کھڑے ہو کر بآواز بلند اجتماعی درود پڑھنا سنت سے ثابت نہیں ہے۔ اور نہ ہی قرون اولیٰ میں اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ (بلکہ ایسا کرنا بدعت اور گناہ کبیرہ ہے)۔ (از مرتب)

(فتاویٰ اصحاب الحدیث ص 159، مکتبہ اسلامیہ لاہور)

وہبۃ الزحیلی کی تحقیق:

خطبہ جمعہ کے پانچ ارکان ہیں۔

① اللہ تعالیٰ کی حمد وتعریف ② نبی کریم ﷺ پر درود شریف ③ اور تقویٰ کی وصیت کرنا۔ یہ

تین امور دونوں خطبوں میں واجب ہیں۔ ④ قرآنی آیات کی تلاوت اور ان کا مفہوم ⑤ مومن مردوں اور عورتوں کے لیے دعاء خیر کرنا کہ۔ کہ امام کی دعا پر مقتدی دل میں آمین کہیں۔

جب کسی چیز کو کسی عمل کے رکن کی حیثیت حاصل ہوتی ہے تو اس کا ادا کرنا واجب ہوتا ہے۔ درود شریف چونکہ خطبہ کا رکن ہے لہٰذا اس کا خطبہ جمعہ میں پڑھنا واجب ہے۔

(الفقہ الاسلامی و ادلتہ جلد /2، صفحہ 286)

خطباء سلف اور تابعین کرام ایسے خطبہ کو جس کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے نہ ہو (بتراء) یعنی دم بریدہ اور ایسا خطبہ جو آیات قرآنیہ سے آراستہ اور درود پاک سے مزین نہ ہوتا اسے (شوہاء) یعنی بدنما قرار دیا کرتے تھے۔

اسی طرح سید الاولین والآخرین خطیب اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے فرامین بھی دلالت کرتے ہیں کہ خطبہ میں بھی درود پاک پڑھنا چاہیے۔ جیسا کہ فرمان ہے مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو اور پھر جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھنا بھی ثابت ہے اور خطبہ جمعہ بھی یوم الجمعہ میں داخل ہے۔

((ثُمَّ اِعْلَمْ اَنَّ الْخُطْبَةَ الْمَشْرُوْعَةَ هِيَ مَا كَانَ يَعْتَادَهٗ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ تَرْغِيْبِ النَّاسِ وَتَرْهِيْبِهِمْ فَهٰذَا فِي الْحَقِيْقَةِ رُوْحُ الْخُطْبَةِ الَّذِي لِاَجْلِهٖ شُرِعَتْ وَ اَمَّا اِشْرَاطُ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اَوِ الصَّلَاةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَوْ قِرَاْةِ شَيْئٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَجْمِيْعَةُ خَارِجٌ لِمَنْ مُعَظَّمُ الْمَقْصُوْدِ مِنْ شَرْعِيَّةِ الْخُطْبَةِ۔))

''مشروع خطبہ وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ لوگو کو رغبت دیتے اور ڈراتے پس یہ درحقیقت خطبہ کی جان ہے جس کی خاطر خطبہ کا حکم ہوا اور اللہ تعالیٰ کی

تعریف کی شرط اور رسول اللہ ﷺ پر درود شریف کی شرط اور قرآن مجید پڑھنے کی شرط اصل مقصود سے خارج ہے جب اصل مقصود لوگوں کو وعظ ہے تو مخاطب لوگوں کی زبان کا لحاظ ضروری ہوا۔"

(فتاویٰ اہلحدیث ص 36-37، جلد/2، المرتب ابو السلام مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ آف سرگودھا ادارہ احیاء السنہ سرگودھا)

مجتہد العصر محدث زماں سیدنا حضرت حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ المتوفی اگست 1964ء کے فتویٰ اور سید نواب صدیق الحسن کے فتویٰ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خطبہ جمعہ میں درود شریف پڑھنا شرط ہے۔

((إِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوطُ۔))

مشہور ترین قاعدہ ہے۔ کہ جب شرط فوت ہو جائے تو مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے۔

③ مسند احمد میں ہے: ((مَنْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ مَلَائِكَتُهُ سَبْعِينَ صَلَاةً۔)) (مسند احمد 187/2)

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں فرماتے ہیں کہ جسنے نبی کریم ﷺ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر 70 ستر رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور فرشتے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں۔ (یہ فضیلت جمعۃ المبارک کے ساتھ خاص ہے) (شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو حسن کہا ہے۔) (مشکاۃ البانی، حدیث نمبر 935)

جملہ معترضہ:

درود شریف کے فضائل پر متعدد احادیث وارد ہیں۔

اور اسی طرح جمعۃ المبارک کے دن کثرت درود شریف پڑھنے کی احادیث خصوصاً وارد ہیں تو کیا جمعہ اس میں نہیں آ: آیا خطبہ جمعہ۔ جمعہ کے دن کے علاوہ کسی اور دن میں ہو رہا

ہوتا ہے؟

اب گذارش ہے کہ اکثر فتاویٰ جات بخوف طوالت حذف کیے گے ہیں اور زیادہ تر مترجم کتابوں کے حوالہ جات دیے گئے ہیں تا کہ عوام الناس کو فائدہ پہنچے اور عربی کتب مطولات کے حوالہ جات قصداً ترک کیے گئے ہیں کیونکہ عوام کی ان کتب تک رسائی نہیں نہ پڑھ سکتے ہیں اور نہ ہی سمجھ سکتے ہیں۔

خطبہ جمعہ میں درود شریف کا پڑھنا صحابہ و تابعین جمہور محدثین کا متفق مجمع علیہ مسئلہ ہے۔

هذا ما عندی و الله اعلم بالصواب و علمه اتم و احکم.

☆☆☆

19 46

فضائل درود شریف

① سیدنا حضرت کعب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہر صبح ستر ہزار فرشتے اتر کر قبرِ رسول اللہ ﷺ کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے پر سمیٹ کر حضور سرور کائنات ﷺ کے لیے دعاء رحمت کرتے رہتے ہیں اور ستر ہزار رات کو آتے ہیں یہاں تک کہ قیامت کے دن جب آپ کی قبر مبارک شق ہوگی تو آپ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سرور دو عالم ﷺ، پر درود اور سلام ایک ساتھ بھیجنے چاہئیں، صرف ﷺ نہ کہا جائے قرآن کریم کی اس ایۃ مبارکہ میں بھی اسی بات کا حکم ہے۔

((اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔))

(ابن کثیر اردو ص، 277، جلد4، مشکوٰۃ ص 546، جلد ②، باب وفات النبی ﷺ قدیمی کتب خانہ کراچی)

مذکورہ آیۃ مبارکہ میں صلاۃ کے ساتھ سلام کا بھی حکم ہے اور یہاں کوئی قرینہ صارفہ موجود نہیں۔

صلاۃ سے مراد درود ابراہیمی ہے جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں۔ فرصت مطابق یہ وظیفہ کرنا چاہیے صرف جمعہ کے ساتھ خاص نہیں البتہ جمعہ کے دن کثرت سے یہ وظیفہ کرنا چاہیے۔

سلام کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

((اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔))

لہٰذا صلاۃ کے ساتھ سلام بھی پڑھنا چاہیے یعنی عوام جو (ﷺ) پڑھتے ہیں ساتھ (وسلم) بھی پڑھنا چاہیے۔

④ ((عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ الثَّقَفِی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْهِ قُبِضَ وَفِیْهِ النَّفْخَةُ وَفِیْهِ الصَّعْقَةُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِیْهِ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ قَالُوْا وَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَیْكَ وَ قَدْ أَرِمْتَ؟ اِیْ بَلِیْتَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَلَّ وَ عَلَا حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاکُلَ اَجْسَامَنَا۔))

(ابوداؤد حدیث نمبر 1047، صحیح الترغیب والترہیب حدیث 696، جلد/1مطبع المعارف الریاض)

''سیدنا حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے بہترین ایام میں جمعہ المبارک کا دن ہے۔ اس میں سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن میں ان کی روح قبض کی گئی اور اسی دن میں قیامت کا نفخہ ہوگا اور اسی دن قیامت کا صعقہ یعنی چیخ ہوگی بس تم اس دن میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود پڑھنا مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔''

صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے آقا علیہ السلام آپ تک درود کیسے پہنچایا جائے گا آپ مٹی میں مل چکے ہونگے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے جسم مٹی پر حرام کر دے ہیں۔

③ ((وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِی ﷺ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ مَلَائِکَتَهٗ سَبْعِیْنَ صَلَاةً۔))

(رواہ احمد فی المسند حدیث 187، جلد2)

''سیدنا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ 70 ستر رحمتیں نازل فرماتا ہے اور فرشتے رحمت کی دعائیں

کرتے ہیں۔"

④ ((وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰی دَخَلَ نَخْلًا فَسَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُوْدَ حَتّٰی خَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ تَوَفَّاهُ قَالَ فَجِئْتُ أَنْظُرُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ مَالَكَ فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ قَالَ فَقَالَ إِنَّ جِبْرَئِيْلَ علیہ السلام قَالَ لِيْ أُبَشِّرُكَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ لَكَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلَاةً صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ۔))

(رواه احمد فی المسند 191/1)

"سیدنا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے اور ایک باغ میں تشریف لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا لمبا سجدہ کیا میں ڈر گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی ہے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا تجھے کیا ہوا ہے؟ تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا واقعہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا ہے کہ میں آپ کو خوشخبری نہ دوں؟ (وہ یہ) کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا تو میں اس پر رحمت نازل فرماؤں گا اور جو شخص آپ پر سلام بھیجے گا میں بھی اس کو سلامتی عطا فرماؤں گا۔"

اس فرمان نبوی سے پتہ چلا کہ صلاۃ کے ساتھ سلام بھی پڑھنا چاہیے۔ جیسا کہ اس کی وضاحت پہلے گذر چکی ہے۔

سیدنا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ:

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف کی کنیت ابو محمد ہے اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے سابقین، اولین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ہجرت حبشہ میں بھی شریک تھے تمام غزوات میں سالار اعظم امام المجاہدین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شانہ بشانہ

شامل تھے۔غزوہ احد میں بالخصوص بہادری کے جوہر دیکھائے۔غزوہ تبوک کے موقعہ پر امام الانبیاء ﷺ نے سیدنا عبدالرحمٰن کے پیچھے نماز پڑھی۔سن 32 ہجری میں ان کی وفات ہوئی اس وقت ان کی عمر 75 سال تھی، جنت البقیع میں محو استراحت ہیں۔

تاجر پیشہ آدمی تھے اپنا مال راہ للہ میں بے دریغ خرچ کرتے تھے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی نے روایت کی ہے 65 احادیث کے روای ہیں۔جن میں 2 متفق علیہ ہیں، 5 میں امام بخاری منفرد ہیں۔

برکات، ثمرات درود شریف:

ان فوائداور ثمرات کے بیان میں جو درود بر نبی ﷺ سے حاصل ہوتے ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ وتبارک کی فرمانبرداری اور تعمیل حکم۔

2۔ اللہ عزوجل کے ساتھ درود میں موافقت، گونوعیت میں ہماری صلوٰۃ اور اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ مختلف ہوں۔کیونکہ ہماری صلوٰۃ تو دعا اور سوال ہے اور اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ ثناو تعریف ہے۔

3۔ درودخوانی میں فرشتوں کے ساتھ موافقت۔

4۔ ایک دفعہ درود پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتوں کا ملنا۔

5۔ ایک دفعہ کے درود پر دس درجات کا بلند کیا جانا۔

6۔ ایک بار درود شریف پڑھنے سے دس حسنات کا لکھا جانا۔

7۔ ایک بار درود پڑھنے سے دس سیئات (بدیوں) کا محو کردیا جانا۔

8۔ جب درود دعا سے اول ہو۔تو اس دعا کی قبولیت کی امید ہونا۔کیونکہ درود شریف دعا کو رب العالمین تک لے جاتا ہے۔اور بلا درود کے زمین وآسمان کے اندر ہی دعا روک لی جاتی ہے۔

9۔ درودِ خوانی سبب ہے رسول خدا ﷺ کی شفاعت پانے کا۔ جب درود کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے لیے سوال وسیلہ ہو یا نہ ہو۔

10۔ درود شریف بندہ کے رنج وغم میں اللہ تعالیٰ کے کفایت کرنے کا سبب ہے۔

11۔ درود شریف بندہ کے رنج وغم میں اللہ تعالیٰ کے کفایت کرنے کا سبب ہے۔

12۔ قیامت کے دن رسول خدا ﷺ سے قریب تر ہونے کا سبب ہے۔

13۔ تنگ دست کے لیے درود قائم مقام صدقہ ہے۔

14۔ قضاء حاجات کا وسیلہ ہے۔

15۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں کی دعائے رحمت کے حاصل کرنے کا سبب ہے۔

16۔ درود خواں کے لیے زکوٰۃ وطہارت ہے۔

17۔ موت سے پہلے بندہ کو بشارتِ جنت مل جانے کا سبب ہے۔

18۔ اہوالِ قیامت سے نجات کا سبب۔

19۔ بھولی ہوئی شے درود سے یاد آ جاتی ہے۔

20۔ مجلس درود سے پاکیزہ ہو جاتی ہے۔ اور قیامت کے دن وہ نشست اہل مجلس کے لیے عبرت نہیں بنتی۔

21۔ درود شریف سے فقر وتنگ دستی جاتی رہتی ہے۔

22۔ درود شریف پڑھنے کے طفیل اسم بخل بندہ سے دور ہو جاتا ہے۔

23۔ درود پڑھنے سے رسول اللہ ﷺ کی بددعا رغم انف سے بندہ محفوظ ہو جاتا ہے۔

24۔ درود شریف درود خواں کو طریق جنت پر چلاتا ہے۔ اور جو درود کا تارک ہے وہ راہ بہشت چھوڑ بیٹھا ہے۔

25۔ مجلس کی سڑاندھ سے نجات دیتا ہے۔ کیونکہ جس مجلس میں ذکرِ خدا اور رسول نہ ہو اور باری تعالیٰ کی حمد و ثنا اور محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود نہ ہو وہ سڑاندھ سے پاک نہیں ہوتی۔

26۔ جو کلام حمد خدا و صلوٰۃ بر مصطفیٰ ﷺ سے شروع ہو۔ درود اس کے تمام کا سبب ہے۔

27۔ پل صراط پر بندہ کے لیے نور موفور کا سبب درود شریف ہے۔

28۔ درود پڑھنے سے بندہ جفاء (بر رسول ﷺ) سے نکل جاتا ہے۔

29۔ درود شریف درود خواں کی ثناء حسن اہل زمین و آسمان کے اندر باقی رہنے کا سبب ہے کیونکہ درود خواں کا سوال یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی ثناء و اکرام اور شرف زیادہ فرمائے چونکہ جزاء جنس عمل سے دی جاتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اسی نوع کی جزا اس کو بھی ملے۔

30۔ درود خواں کی ذات خاص اور عمل وعمر و دیگر اسبابِ مصالح میں برکت کا باعث ہے۔ کیونکہ درود خواں کی دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ اور ان کی آل پر برکت فرمائے۔ یہ دعا بہر حال مستجب ہے۔ اور جنس کے موافق جزا دی جاتی ہے۔

31۔ درود اللہ تعالیٰ کی رحمت پانے کا ذریعہ ہے۔ کیونکہ یا تو رحمت ترجمہ ہے صلوٰۃ کا جیسے بعض کا قول ہے۔ یا رحمت صلوٰۃ کے لوازم و موجبات میں سے ہے۔ (یہی قول صحیح ہے) بہر حال اس سے رحمتِ آلہیہ درود خواں پر نازل ہوتی ہے۔

32۔ درود سبب ہے رسول خدا ﷺ کی محبت کے دوام و زیادت و فروانی کا۔ اور یہ صفت مراتب ایمان میں سے ایک مرتبہ ہے۔ جس کے بغیر ایمان کامل اور تمام نہیں ہوتا۔ کیونکہ انسان جس قدر زیادہ محبوب کا ذکر کرے گا۔ محبوب اور اس کی خوبیوں کو یاد رکھے گا۔

اسی قدر اس کی محبت بڑھے گی۔ اور شوق کامل ہوگا۔ حتیٰ کہ تمام دل پر چھا جائے گا۔ لیکن جب ذکر چھوڑ دے اور اس کے محاسن کو دل میں جگہ نہ دے تب محبت کم ہو جاوے گی۔ یہ یاد رکھو کہ جس طرح آنکھ کی ٹھنڈک دیدارِ یار ہے۔ اسی طرح دل کی تسکین اس کی اور اس کے محاسن کی یاد ہے۔ جب یہ صفت دل میں جگہ پکڑ لیتی ہے۔ تو زبان خود بخود مدح وثناء میں جاری ہو جاتی ہے۔ اور محبوب کی تعریف ومحامد برابر بیان کیا کرتی ہے۔ اور صفت میں کمی و بیشی اصل محبت کی کمی وبیشی کے موافق ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ حسِ ومشاہدہ اس پر شاہد ہے۔ اور شعراء نے اس بارہ میں بہت کچھ لکھا ہے:

عجبت لمن یقول ذکرت حبی ☆ وھل انسی نا ذکر من نسیت

یادِ جاناں کیا دلاتے ہو ہمیں! ☆ جو نہیں بھولا ہے اس کی یاد کیا؟

شاعر گویا اس پر تعجب ظاہر کرتا ہے۔ کہ محبوب کی یاد کوئی شخص اسے دلائے۔ وہ کہتا ہے کہ یاد دلانا تو نسیان کے بعد ہوتا ہے۔ اور تکمیل محبت کے بعد نسیان ہو نہیں سکتا۔

دوسرا شاعر کہتا ہے۔

ارید لا نسی ذکرھا فکا نما ☆ تمثل بی لیلی بکل سبیل

نہیں ممکن بھلا دوں یادِ لیلی کو اگر چاہوں کہ ہر کوچہ گلی میں اس کی ہی تصویر پھرتی ہے۔

اس شعر میں شاعر ظاہر کرتا ہے کہ یار کی محبت نسیان کی مانع ہے۔

متنبیؔ کہتا ہے۔ ع

یراد من القلب نسیانکم ☆ و تابی الطباع علی الناقل

بھول جاؤں بظاہر یار کے انداز سب ☆ پر طبیعت اس بناوٹ پر بھلا جمتی ہے؟! کب

اس شعر میں شاعر ظاہر کرتا ہے کہ یار کی محبت اور یاد طبیعت بن گئی۔ اور داخل فطرت ہو گئی ہے۔ اب اگر اس کے خلاف ارادہ بھی کریں تو طبیعت ادھر جانے سے انکار کرے گی۔

ایک مشہور کہاوت ہے جس کو

جو چیز ہوتی ہے پیاری ☆ ذکر رکھتا اُسی کا ہے جاری

رسول خدا حبیب اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی جناب اشرف واعلیٰ تو وہ ہے کہ شعر ذیل آپ کی آستان پر نہایت شایاں ہے۔

ولو شق قلبی نری وسطہ ☆ ذکرك والتوحید فی شطرہ

چیر کر دیکھ لے میرے دل کو ☆ ذکر تیرا ہے اور خدا کا نام ہے۔

میں نے اس سینے کے اندر دل کے دو ٹکڑے کیے نصف خالق کے لیے اور نصف ہے تیرے لیے۔

بے شک مومن کے دل کی یہی صفت ہے۔ کہ اس میں خدا اور رسول ﷺ کا ذکر ایسا لکھا ہوا ہوتا ہے۔ کہ محو وازالہ ممکن نہیں۔ پس جب یہ معلوم ہو گیا کہ کسی چیز کا بکثرت ذکر اس کی دوامِ محبت کا باعث ہے اور عدمِ یادآوری زوال یا ضعفِ الفت کا سبب۔

اور اللہ تعالیٰ بندوں کی جانب سے محبت اور نہایت تعظیم کا مستحق ہے۔ اور شرک جسے خداوند کریم نہ بخشے گا۔ اس کی حقیقت بھی یہی ہے، کہ غیر کو محبت و تعظیم میں باری تعالیٰ کے ساتھ شریک بنایا جاوے۔ یعنی غیر کی محبت اور تعظیم اس قدر کی جاوے جس قدر کہ خاص خداوند کریم کی محبت و تعظیم کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۝﴾

اس میں اللہ تعالیٰ نے بتلایا ہے کہ مشرک ند کے ساتھ وہی محبت رکھتا ہے جو محبت اللہ تعالیٰ سے رکھنی چاہیے۔ اور بتلایا ہے کہ مومن کو اللہ تعالیٰ کی محبت ہر ایک شے سے افزوں اور برتر ہوتی ہے۔ دوزخ کے اندر گر کر دوزخی کہیں گے۔

﴿تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○﴾

''بخدا ہم صریح ضلالت میں تھے۔ جب ہم تم کو رب العالمین کے برابر سمجھتے تھے۔''

اور یہ ظاہر ہے کہ مشرکین کا اپنے معبودں کو اللہ کے برابر سمجھنا محبت و تعشق وعبادت میں تھا۔ ورنہ اس بات کا تو کوئی بھی قائل نہیں۔ کہ بت یا کوئی اور رب العالمین کے صفات و افعال اور زمین و آسمان کی پیدائش میں بلکہ ان بت پرستوں کی پیدائش میں بھی اللہ تعالیٰ کے برابر ہیں!

جمعہ سے پہلے مسائل وآداب

جمعہ کے دن مساجد کی صفائی اور خوشبو:

شریعتِ اسلامیہ کی حدود میں رہ کر جمعہ کے دن مسجد کی صفائی اور زیب وزینت کرنا باعثِ اجروثواب ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ((اِنَّ عُمَرَ یُجَمِّرُ الْمَسْجِدَ فِی کُلِّ جُمُعَةٍ))،

(مصنف ابن ابی شیبہ جزء 120/3)

ترجمہ: سیدنا حضرت عمر ہر جمعہ کے دن مسجد کو خوشبو کی دھونی دیا کرتے تھے۔

اور سیدنا عبداللہ مُجمِرُ سیدنا عمر رضی اللہ عنہم کے منبر پر بیٹھنے کے وقت مسجد میں خوشبو کی دھونی دیا کرتے تھے۔ (التمہید لابن عبدالبر 92، ص415)

لہٰذا جمعہ کے دن مسجد کی صفائی اور اس میں خوشبو کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔

جمعہ کے دن حجامت بنوانا اور ناخن وغیرہ اتروانا:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام الھدی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ اَخَذَ شَارِبَهُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ کَانَ لَهُ بِکُلِّ شَعْرَةٍ تَسْقُطُ مِنْهُ عَشَرَ خَطِیْئَاتٍ۔))(کنزل العمال، حدیث نمبر17025)

''جو شخص جمعہ کے دن اپنی لبوں کو کاٹے تو اس کے ہر بال کے بدلے میں جو کٹ کر گرے گا دس نیکیاں حاصل ہونگی۔''

سیدنا نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:((اِنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ کَانَ یُقَلِّمُ اَظْفَارَهُ وَ یَقُصُّ شَارِبَهُ فِی کُلِّ جُمُعَةٍ۔))

(سنن الکبری للبیهقی جلد 3 صفحه244)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہر جمعہ کے دن ناخن کاٹتے اور لبوں کو صاف کرتے تھے۔''

جمعہ کے دن غسل کرنا افضل ہے:

سیدنا حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ عراق میں کچھ افراد آئے اور انہوں نے مفسر قرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے؟ تو مفسرِ قرآن رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا نہیں۔ لیکن جو آدمی غسل کرلے اس کے لیے بہت ہی بہتر ہے لیکن اس پر غسل کرنا واجب نہیں۔ میں ابھی آپ کو بتاتا ہوں کہ غسل کس وجہ سے مشروع ہوا۔

''ابتداً مزدور پیشہ لوگ تھے اور اُونی کپڑے استعمال کرتے تھے اور اپنی پیٹھوں پر بوجھ اٹھاتے تھے (پلّے داری کرتے تھے) اور مسجد بھی تنگ اور چھت بھی نیچی تھی اور کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی تھی تو ایک دفعہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سخت گرمی کے دن (مسجد) میں تشریف لائے لوگ پسینے میں شرابور تھے پسینہ اور اون کی وجہ سے بو پھیلنے لگی اور لوگ آپس میں بو محسوس کرنے لگے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی محسوس کی تو ارشاد فرمایا لوگو! جب جمعہ کا دن ہو تو غسل کیا کرو تیل اور خوشبو استعمال کیا کرو۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے کشادگی فرمائی اور اون کے علاوہ (یعنی اچھے کپڑے) پہننے لگے اور خود کام کرنے سے بھی رک گے (غلاموں سے کام لینے لگے) اور مسجد بھی وسیع ہوگئی اور وہ جو ایک دوسرے کے پسینے کی وجہ سے تکلیف محسوس کرتے تھے وہ بھی ختم ہوگئی۔ (ابوداؤد ص 57، حدیث نمبر 353)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمران بن حصین خزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ اِغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كُفِّرَتْ ذُنُوْبُهُ وَ خَطَايَاهُ فَإِذَا اَخَذَ فِي الْمَشْيِ كُتِبَتْ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عِشْرُوْنَ حَسَنَةً فَإِذَا انْصَرَفَ مِنَ الصَّلَاةِ أُجِيْزَ بِعَمَلِ مِائَتِي سَنَةٍ۔)) (المعجم الكبير۔ حديث: 14708)

''جس کی نے جمعہ کے دن غسل کیا اس کے گناہ اور غلطیاں مٹا دی جائیں گی اور اگر وہ پیدل چل آئے تو اس کے ہر قدم کے بدلے بیس 20 نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور جب وہ نماز سے فارغ ہوگا تو اس کو دو سال کے اعمال سے نوازا جائے گا۔''

ہادی کائنات ﷺ نے اس طرح ارشاد فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّاءَ فَبِهَا وَنِعِمَتْ وَمَنْ اِغْتَسَلَ فَهُوَ اَفْضَلُ۔))

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا افضل ہے۔

''کہ جس نے وضوء کیا اس نے ٹھیک اور اچھا کیا اور جس نے غسل کیا اس کے لیے افضل ہے مذکورہ بالا حدیث رسول ﷺ سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا غسل فرض نہیں افضل ہے۔''

جمعہ کے دن غسل کا ثواب:

رسالت مآب ﷺ نے جمعہ کے دن غسل کرنے کی ترغیب دی ہے جیسا کہ سیدنا ابی امامۃ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان فرماتے ہیں۔

کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَيَسُلُّ الْخَطَايَا مِنْ أُصُوْلِ الشَّعْرِ اِسْتِلَالًا۔))

(طبرانی ، بحوالہ، المتبحر الرابح مترجم، حافظ عبدالرحمن یوسف راجووال ، ص 210/1 ، حدیث نمبر 412)

''کہ جمعہ کے دن غسل گناہوں کو بالوں کی جڑوں سے کھینچ لیتا ہے۔''

اور اسی طرح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شافع محشر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ اِغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَفَّرَتْ عَنْهُ ذُنُوبَهُ وَ خَطَايَاهُ۔))

(طبرانی، مجمع الزوائد، ہیثمی 174/2 بحوالہ، المتجر الرابح مترجم 210/1 حدیث:413)

''جو شخص جمعہ کے دن غسل کر لیتا ہے اس کے گناہ اور غلطیاں مٹا دی جاتی ہیں۔''

جمعہ کے لیے صاف لباس اور خوشبو استعمال کرنا:

حضرت ابو ہریرہ و حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَبِسَ مِنْ اَحْسَنِ ثِيَابِهِ وَمَسَّ مِنْ طِيبٍ۔ اِنْ كَانَ عِنْدَه ۔ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَلَمْ يَتَخَطَّ أَعْنَاقَ النَّاسِ ثُمَّ صَلَّى مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ ثُمَّ أَنْصَتَ اِذَا خَرَجَ اِمَامُهُ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ جُمُعَتِهِ الَّتِي قَبْلَهَا۔ قَالَ وَيَقُولُ اَبُو هُرَيْرَةَ: زِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَيَقُولُ اِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الطہارت، باب الغسل للجمعۃ، حدیث نمبر 343)

''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، اپنے بہترین کپڑے زیب تن کیے، خوشبو۔ میسر ہوئی تو، استعمال کی، پھر جمعہ میں پہنچا اور لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں، پھر نماز پڑھی جتنی مقدر تھی، پھر خاموش رہا۔ یہاں تک کہ خطیب پہنچ کر نماز سے فارغ ہوا، ایسے شخص کے گزشتہ جمعہ سے اس جمعہ تک کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔''

راوی کہتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلکہ مزید تین دنوں کے بھی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس لیے کہ نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے۔

عورت کے لیے خوشبو استعمال کرنا جائز نہیں:

البتہ عورتوں کو ایسی خوشبو استعمال نہیں کرنی چاہیے جو ماحول کو معطر کرنے والی ہو، اور ایسا لباس بھی استعمال کرنے سے اجتناب کریں جو بھڑکیلا ہو اور مردوں کو مائل کرنے والا ہو۔ بالکل سادہ لباس پہن کر جمعہ کے لیے حاضر ہوں۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَيُّمَا امْرَاءَةٍ اِسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلٰى قَوْمٍ لِيَجِدُوْا مِنْ رِيْحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ۔)) (سنن نسائی حدیث نمبر 4737، سنن ابی داؤد كتاب الترجل، باب فی طیب المرء ة للخروج، حدیث:4173)

یعنی جو عورت خوشبو لگا کر کسی قوم کے پاس سے گزرے تاکہ وہ اس کی خوشبو محسوس کریں تو ایسی عورت بدکار ہے۔

ایسے ہی اگر کوئی عورت خوشبو لگا چکی ہو تو اسے مسجد میں جانے کی قطعاً اجازت نہیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَيُّمَا امْرَاءَةٍ أَصَابَتْ بُخُوْرًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ۔))

(صحیح مسلم حدیث 30-444، سنن ابی داؤد حدیث نمبر 4175، سنن نسائی حدیث نمبر4739)

''یعنی جس عورت نے خوشبو استعمال کی ہو وہ ہمارے ساتھ نماز عشاء میں شریک نہ ہو۔'' (اس لیے کہ اس کی نماز ہی نہیں ہوتی)

سنن ابی داؤد وغیرہ میں روایت ہے جو خاتون اس مسجد میں خوشبو لگا کر آئے اس کی نماز قبول نہیں ہوگی حتیٰ کہ وہ واپس جائے اور اس طرح غسل کرے جس طرح فرضی غسل کیا جاتا ہے۔ (تاکہ خوشبو ختم ہو جائے) (سنن ابی داؤد حدیث نمبر 4174، ابن ماجہ، حدیث

4002،ابن خزیمہ حدیث نمبر 1682)

نوٹ: ماحول کو معطر کرنے والی خوشبو عورت لگا کر مسجد میں نہیں جا سکتی تو ایسی خوشبو لگا کر شادی وغیرہ کے قریب جانے کی کیسے اجازت ہو سکتی ہے۔ یاد رہے کہ ایسی خوشبو کا استعمال مبادیات زنا سے ہے۔ اور ایسے پازیب یا آواز دینے والا کوئی بھی زیور عورت استعمال نہ کرے۔

جمعہ کے لیے عمدہ اور خاص لباس:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

((اَنَّ النَّبِیَّ خَطَبَ النَّاسَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَاٰی عَلَیْهِمْ ثِیَابَ النِّمَارِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا عَلٰی اَحَدِکُمْ اَنْ وَجَدَ سَعَةً اَنْ یَّتَّخِذَ ثَوْبَیْنِ لِجُمُعَتِهٖ سِوٰی ثَوْبَیِ الْمِهْنَتِهٖ۔)) (ابن ماجه حديث 1086، صحيح ابن حبان حديث 2834، صحيح ابن خزيمه حديث 1668، مؤطا امام مالك حديث 223)

"سالار مدینہ ﷺ نے ایک مرتبہ جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیا آپ ﷺ نے لوگوں کے جسم پر میلے کپڑے دیکھے تو ارشاد فرمایا تم میں سے ہر ایک کو اگر وسعت ہو تو دو کپڑے جمعہ کے دن کے لیے مخصوص کر لینے میں کوئی حرج نہیں؟ جو روزمرہ کے کام کاج میں استعمال ہونے والے دو جوڑوں کے علاوہ ہوں۔"

فائدہ:

ثابت ہوا کہ جمعہ کے لیے مخصوص لباس (یعنی صرف جمعہ کا لباس) ہونا چاہیے جو کہ عام استعمال میں نہ ہو، بالخصوص اچھے سے اچھا لباس پہنے نبی ﷺ جمعہ کے مخصوص جبہ پہنا

کرتے تھے۔

جمعہ کے دن مسواک کرنا:

جمعہ کے دن مسواک کرنا مسواک سے مراد کسی درخت کی لکڑی ہے برش ٹوتھ پیسٹ قطعاً مراد نہیں ہے۔ کسی درخت کی جڑ یا شاخ مراد ہے مثلاً کیکر، شیشم یا نیم کی نرم شاخ یا تمہ کی جڑ یا پیلو کی جڑ یا شاخ کی مسواک جو کہ طبی لحاظ سے بہت مفید ہے اور دلپذیر خوشبو والی ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ برش اور ٹوتھ پیسٹ کو بطور علاج یا صفائی استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں البتہ یہ مسواک کا بدل نہیں ہے مسنون عمل مسواک ہی ہوگا۔ مسواک ہر نماز کے لیے ضروری ہے جب کہ جمعہ کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

بوقت جمعہ خرید وفروخت اور کاروبار حرام ہے:

خالق کائنات کا فرمان:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝﴾

(سورة جمعة آية، 9پاره 28)

”اے ایمان والو جمعہ کے دن جب نماز کے لیے اذان ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف جلد نکلو اور تجارت چھوڑ دو اگر تمہیں علم ہو تو یہی تمہارے حق میں سب سے بہتر ہے۔“

جمعہ کے لیے جلدی آنا:

خطبہ سے پہلے مسجد میں آنے والے علی الترتیب اونٹ، گائے، بکرہ، مرغ اور انڈے کے قربان کرنے کا اجر حاصل کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ قَامَ عَلٰی کُلِّ بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِکَةٌ یَکْتُبُوْنَ النَّاسَ اَلْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ فَالْمُهَجِّرُ اِلَی الْجُمُعَةِ کَالْمُهْدِی بَدَنَةً۔ ثُمَّ الَّذِی یَلِیْهِ کَالْمُهْدِی بَقَرَةً، ثُمَّ الَّذِی یَلِیْهِ کَالْمُهْدِی کَبْشًا حَتّٰی ذَکَرَ الدَّجَاجَةَ وَالْبَیْضَةَ، فَاِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ طُوِیَتِ الصُّحُفُ وَاسْتَمَعُوا الْخُطْبَةَ۔)) (صحیح بخاری، حدیث 929، صحیح مسلم، 850)

''جمعہ کے دن مسجد کر ہر دروازے پر فرشتے لوگوں کے نام درج کرتے ہیں، سب سے پہلے آنے والا، پھر آنے والا، جو سب سے پہلے جمعہ کی طرف آتا ہے ایسے ہی ہے جیسے اس نے اونٹ کی قربانی دی، اس کے بعد آنے والے کو گائے کی قربانی، اور اس کے بعد آنے والے کو مینڈھے کی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے مرغی اور انڈے کے ثواب کا بھی ذکر کیا۔ جب امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو فرشتے اپنی فہرستیں لپیٹ دیتے ہیں اور غور سے خطبہ سننے لگتے ہیں۔''

جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہونے کی دعاء:

جب امام وخطیب اور مقتدی مسجد میں تشریف لائیں مسجد میں داخل ہونے کی دعا پڑھیں اور داخل ہوتے وقت السلام علیکم کہیں۔

امام کے آنے پر گفتگو اور مشغولیت ترک کرنا:

((اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ اَنْصِتْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَقَدْ لَغَیْتَ۔)) (صحیح مسلم، حدیث نمبر 851)

''اگر جمعہ کے دن امام کے خطبہ کے دوران تو اپنے ساتھی سے یہ کہے کہ خاموش ہو جا تو تو نے لغو کام کیا۔''

اسی طرح فرمان نبوی ﷺ ہے:

((مَنْ مَسَّ الْحَصٰی فَقَدْ لَغَا وَمَنْ لَغَا فَلَا جُمُعَةَ لَهُ۔)) (سنن ابی داؤد)

”جو کنکریوں کو ہاتھ لگائے اس نے لغو کام کیا اور جو بھی لغو کام کرتا ہے اس کا جمعہ ہی نہیں ہے۔“

خطبہ جمعہ کیلئے منبر کا اہتمام ہونا چاہیے:

دیہات میں بعض لوگ محض سستی و کاہلی کی بنا پر منبر نہیں بنواتے۔ جمعہ والے دن بھاگے بھاگے کرسی لا کر رکھ دیتے ہیں یا بعض یہ تکلف بھی گوارا نہیں کرتے۔

یہ سخت غفلت او کوتاہی ہے۔ خطبہ جمعہ کیلئے منبر نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کے حکم سے آپ کیلئے منبر تیار کیا گیا اور اس کے بعد ساری زندگی آپ ﷺ نے منبر پر ہی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا: (دیکھیے: منبر کی تاریخ و تفصیل کیلئے، صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ باب الخطبۃ علی المنبر ،حدیث:919-918-917)

قبل از خطبہ مقتدی کے لیے نوافل ادا کرنا:

خطبہ جمعہ سے قبل مقتدی جتنے چاہے نوافل ادا کرے اس میں وسعت ہے۔ دو، چار، چھ، آٹھ رکعات کم یا زیادہ۔ سرور کائنات ﷺ کا ارشاد ہے۔

((صَلّٰی مَا قُدِّرَ لَهٗ۔)) (صحیح مسلم،ص857-26)

((ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهٗ۔))

(صحیح بخاری، حدیث نمبر882، مشکاۃ حدیث 381)

((ثُمَّ صَلّٰی مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ ثُمَّ أَنْصَتَ۔)) (ابو داؤد حدیث 343)

”جتنی رکعات اس کے مقدر میں تھی پڑھ لیں۔“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بعض روایات میں منقول ہے کہ وہ جمعہ سے پہلے بارہ نفل پڑھتے۔ (زاد المعاد، ص177)

☆☆☆

دوران خطبہ مسائل وآداب

جمعہ کے لیے بیٹھنے کے آداب:

☆ جمعہ کے لیے پہلے آنے والے سامعین امام کے قریب بیٹھنے کی کوشش کریں۔امام کے قریب جگہ چھوڑ کر بہت پیچھے بیٹھنا خلاف سنت ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

((اُدْنُوا من الامام)) ’امام کے قریب بیٹھا کرو۔‘‘

(سنن ابی داوٗد،حدیث:1108)

☆ بعد میں آنے والے حضرات لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے پہنچنے کی کوشش نہ کریں۔

☆ دول کر بیٹھنے والوں کے درمیان گھسنے کی کوشش نہ کرو۔

☆ کسی دوسرے کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھیں، بلکہ جہاں جگہ مل جائے، وہیں پر بیٹھ جائیں۔

☆ دوران خطبہ جمعہ مکمل طور پر خاموشی اختیار کریں، اپنی زبان پر گویا تالا ہی لگا دیں۔

☆ جسم کے بقیہ اعضاء پر بھی کنٹرول کریں اور بے جا حرکات نہ کرتے رہیں۔

احادیث صحیحہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو اس قدر اہمیت دیتے کہ بعض دفعہ آپ حصول ثواب کو آداب کے ساتھ مشروط فرماتے! مثلاً حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((من اغتسل یومَ الجمعةِ و تَطهَّر بما استطاع من طُهر ثم ادّهن اَو مَسَّ من طيب ثم راحَ فَلَم يُفَرِّقْ بين اثنين ، فصلّىٰ ما كتب له ثم اِذ اخرج

الامام أَنْصَتَ غُفِرله ما بينه و بين الجمعة الاخرى))

''جس نے جمعہ والے دن غسل کیا، صفائی کی، تیل لگایا، خوشبو استعمال کی پھر جمعہ کیلئے ایسے روانہ ہوا کہ وہاں پہنچ کر دو آدمیوں کے درمیان نہ گھسا اور جتنی مقدر میں ہے نماز پڑھی امام کے آنے پر خاموش رہا تو ایسے شخص کے اگلے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔'' (صحیح بخاری، کتاب الجمعہ، باب لا یفرق بین اثنین یوم الجمعۃ، حدیث:910)

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں:

((نهى النبيُّ ﷺ أن يُقيمَ الرجلُ الرجلَ من مَقْعدِه و يجلس فيه، قلت: لنافع الجمعةَ؟ قال الجمعة و غيرها۔)) (صحيح البخارى، كتاب الجمعة، باب لا يقيم الرجل أخاه يوم الجمعة ويقعد مكانه، حديث:146)

''نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھے، راوی ابن جریج کہتے ہیں: میں نے نافع سے پوچھا یہ حکم صرف جمعہ کیلئے ہے؟ انہوں نے فرمایا: جمعہ کیلئے بھی اور دیگر کیلئے بھی یہی حکم ہے۔''

دوران خطبہ تمام مقتدی امام کی طرف منہ کر کے متوجہ ہو کر بیٹھیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ جیسے علماء صحابہ کرام بھی جب جمعہ کیلئے تشریف لاتے تو امام کی طرف منہ کر کے متوجہ ہو کر بیٹھتے۔

(صحیح بخاری، کتاب الجمعہ، باب استقبال الناس الامام اذا خطب)

جب علماء خطبہ سن رہے ہیں ان کیلئے یہ حکم ہے تو عوام الناس کو کس قدر انہماک اور توجہ سے بیٹھنا چاہیے۔

دوران خطبہ، مصافحہ کرنا، حال پوچھنا، یا کوئی بھی بات کرنا فضول حرکت ہے۔

گزشتہ احادیث سے واضح ہو چکا ہے کہ خطبہ جمعہ کے دوران پوری توجہ خطیب کی طرف ہونی چاہیے۔ خطیب کے خطبہ جمعہ کی اس قدر اہمیت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی اپنی فہرست بند کر کے با ادب بغور خطبہ سننے لگ جاتے ہیں۔ علماء صحابہ بھی غور سے خطبہ سنتے۔ جب فرشتے اور علماء اس حد تک پابند ہیں تو عوام الناس کا دوران خطبہ ایک دوسرے سے ہاتھ ملانا کہ اس طرح کی فضول حرکات سے جمعہ کا ثواب ضائع ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سب کو سمجھ عطا فرمائے۔ خطباء کو بھی چاہیے کہ اپنے خطبات کی بھرپور تیاری کریں اور انہیں دلچسپ بنائیں۔

دوران خطبہ جمعہ دونوں گھٹنے پکڑ کر نہ بیٹھیں:

خطبہ جمعہ کے دوران انسان کی تربیت ہو رہی ہوتی ہے۔ شیطان چاہتا ہے کہ اس پر سستی طاری کر دے۔ اس لیے کسی بھی ایسے طریقے سے نہ بیٹھیں جس سے کاہلی و سستی مترشح ہو رہی ہو۔ مثلاً دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر ٹانگیں پھیلا کر بیٹھنا، دونوں گھٹنے پکڑ کر ان کے درمیان سر رکھ محو استراحت ہو جانا، اس سے نیند کا اندیشہ ہوتا ہے نیز خطیب کی دل آزاری بھی ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔

((ان النبی ﷺ نهى عن الحبوة يوم الجمعة والامام يخطب۔))

نبی ﷺ نے جمعہ کے دن دوران خطبہ دونوں ہاتھوں یا کپڑے کے ذریعے گھٹنوں کو باندھ کر بیٹھنے سے منع فرمایا: (جامع ترمذی، کتاب الجمعہ، باب ما جاء فی کراهية الاحتباء والامام یخطب، حدیث: 514، یہ حدیث حسن ہے۔)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے۔ (صحیح سنن الترمذی، 424)

دوران خطبہ جس شخص کو اونگھ آ رہی ہو وہ کیا کرے؟

جس شخص کو خطبہ جمعہ کے دوران اونگھ آ رہی ہے، اسے چاہیے کہ وہ اپنی جگہ تبدیل کر لے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اذا نَعِسَ احدُکم یومَ الجمعةِ فلیتحوّلْ عن مجلسه ذالك))

"جب تم میں سے کسی کو جمعہ کے دن اونگھ غالب آ رہی تو اسے اپنی اس جگہ کو تبدیل کر لینا چاہیے۔"

(جامع ترمذی، کتاب الجمعہ، باب فیمن ینعس یوم الجمعۃ أنہ یتحول من مجلسہ، حدیث:526)

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

خطبہ کے درمیان آنے والے کے لیے دو رکعات کا حکم:

جو بھی خطبہ کے درمیان آئے وہ دو رکعات ضرور ادا کرے کیونکہ شاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

((اِذَا جَاءَ اَحَدُکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ وَلْیَتَجَوَّزْ فِیْهِمَا۔)) (صحیح مسلم، حدیث 59-875)

جب کوئی جمعہ کے دن اس وقت (مسجد) میں آئے جب امام خطبہ دے رہا ہو۔ بس وہ بالکل ہلکی سی دو رکعت پڑھے۔ اوران میں تخفیف سے کام لے۔

دیر سے آنے والا پہلے بیٹھنے والوں کو تکلیف نہ دے:

جو شخص بعد میں آئے اوراس کے آنے سے پہلے لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے ہوں تو ان کی گردنیں پھلانک کر آگے جانے کی کوشش نہ کرے اور نہ ہی دو اکھٹے بیٹھنے والوں کے درمیان بیٹھنے کی کوشش کرے کیونکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایسے کرتے دیکھا تو

ارشاد فرمایا:

((اِجْلِسْ فَقَدْ آذَیْتَ۔)) (ابو داؤد)

''بیٹھ جا تو نے تکلیف دی ہے۔''

اور فرمایا ((وَلَا یُفَرِّقْ بَیْنَ اثْنَیْنِ)) (بخاری)

''دو کے درمیان تفریق نہ ڈال۔''

جمعہ کے دن دعا کرنا:

جمعہ کے دن کثرت سے دعا کرنی چاہیے کیونکہ اس دن میں ایک مبارک گھڑی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔

ہادی امت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

((اِنَّ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ یَسْأَلُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فِیْهَا خَیْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ۔)) (صحیح مسلم، حدیث نمبر 14-852)

''یقیناً جمعہ کے دن ایسی گھڑی ہے جب کوئی مسلمان اس گھڑی میں اپنے رب سے دنیا وآخرت کی بھلائی کی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہی اس کو عطا فرماتا ہے۔''

صحیح العقیدہ ہو اور سنت نبوی کا پابند ہو۔ اور رزق حلال کھانے والا تو اس کی دعا رد نہیں ہوتی۔

جمعہ کے دن دعاء کی قبولیت کی گھڑی کونسی ہے اس بارے میں سیدنا حضرت ابو مسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہ رضی اللہ عنہم ایک جگہ اکٹھے ہو کر جمعہ کے دن کی مبارک گھڑی کے بارہ میں باتیں کرنے لگے وہ بغیر کسی اختلاف کے اٹھ گئے اور ان سب کا یہ فیصلہ تھا کہ جمعہ کے دن کی آخری گھڑی ہی ہے۔

(زاد المعاد ص، 391، ج، 1)

گویا کہ یہ بات اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔

عمران بن مالک رضی اللہ عنہ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

((اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَجَبْتُ دَعْوَتَكَ وَصَلَّیْتُ فَرِیْضَتَكَ وَانْتَشَرْتُ كَمَا اَمَرْتَنِیْ فَارْزُقْنِیْ مِنْ فَضْلِكَ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ۔))

''اے اللہ میں نے تیری آواز پر حاضری دی اور تیری فرض کردہ نماز ادا کی پھر تیرے حکم کے مطابق اس مجمع سے اٹھ کر آ گیا ہوں اب تو مجھے اپنا فضل نصیب فرما۔ تو ہی بہتر روزی رساں ہے۔'' (ابن کثیر اردو 417، ج 5، اشاعت 2003ء مکتبہ قدوسیہ، تفسیر قرطبی 18/108، قبولیت کی گھڑی کے بارہ میں 40 اقوال فتح الباری میں ذکر ہیں بخوف طوالت ترک کیے جاتے ہیں۔)

جمعہ کے بعد مسائل و آداب

جمعہ کے بعد سنتیں:

نماز جمعہ کے بعد حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چار رکعت پڑھنا افضل ہے، البتہ دو رکعت بھی ادا کی جاسکتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اذا صلّی احدُکم الجمعةَ فلیُصَلِّ بعدها أربعا ، وفی روایةٍ: من کان منکم مصلیا بعد الجمعة فلیُصَلِّ أربعا۔))

(صحیح مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجه)

جب تم میں سے کوئی نماز جمعہ پڑھ لے تو اسکے بعد چار رکعت پڑھے۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد گھر میں دو رکعت پڑھتے تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، باب الصلوٰۃ بعد الجمعۃ وقبلها، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

ان احادیث سے واضح پتہ چلتا ہے کہ جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھنا بھی درست ہے اور دو بھی۔

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر مسجد میں پڑھے تو چار رکعتیں اور گھر میں پڑھے تو دو رکعتیں پڑھ لے۔ (دیکھیے زاد المعاد، ابن القیم الجوزیہ)

جمعہ پڑھنے والے کے لیے کھانے کا اہتمام:

جمعہ پڑھنے والے مقامی احباب کی بھی دعوت کی جاسکتی ہے۔ لیکن بالخصوص ایسی مساجد جہاں پر دور دراز سے لوگ جمعہ کیلئے جوق در جوق تشریف لاتے ہوں تو آنے والوں

کیلئے سادہ انداز میں کھانے پینے کا اہتمام ہونا چاہیے۔اس میں بہت سارے دینی وآخروی اور دنیاوی فوائد ہیں۔

① جمعہ والے دن صدقہ کی بڑی فضیلت ہےاور کھانا کھلانا صدقہ کی اہم ترین قسم ہے۔

② باہر سے تشریف لانے والے احباب کی حوصلہ افزائی ہے۔

③ بیرونی مہمانوں کا اکرام اور مہمان نوازی کی اسلامی روایت زندہ ہوتی ہے۔

④ باہمی تعارف، میل جول کا ذریعہ ہےاور یہ بجائے خود اجتماعیت کا مقصود ہے۔

⑤ کئی فقراء ومساکین کا اس سے بھلا ہو جاتا ہے۔

⑥ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ مرغوب سنت ہے۔

⑦ دعوت کرنے والے کیلئے یہ چیز باعث برکت وباعث شفاء ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک خاتون ہمارے لئے مخصوص کھانا پکاتی، بدھ والے دن سے تیاری شروع کرتی اور جمعہ والے دن ہمیں پیش کرتی، ہم نماز جمعہ سے فارغ ہو کر اسے سلام کرنے جاتے، وہ کھانا کھلاتی اور ہم چاٹ چاٹ کر کھاتے۔اس کے بہترین کھانے کی وجہ سے بھی ہم جمعہ کا انتظار کیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری، باب قول اللہ تعالیٰ: فاذا قضیت الصلاۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ، حدیث:938)

جمعہ والے دن دوپہر کا کھانا اور آرام جمعہ کے بعد ہونا چاہیے:

صحابی رسول حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((ما كُنّا نَقِيْلُ و لا نَتَغَدّى الا بعد الجمعة۔))

''ہم لوگ (صحابہ کرام) جمعہ کے بعد ہی دوپہر کا کھانا کھایا کرتے اور قیلولہ کیا کرتے تھے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ''کہ ہم لوگ جمعہ کیلئے جلدی چلے جایا کرتے تھے اور دوپہر کا آرام جمعہ کے بعد کیا کرتے تھے۔'' (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 940)

جس کا جمعہ رہ جائے وہ چار رکعت ادا کرے:

جو شخص امام کے ساتھ نماز جمعہ کی ایک رکعت پالے، مثلاً: وہ دوسری رکعت میں آکر ملا ہے تو اس صورت میں وہ نماز جمعہ ہی ادا کرے گا اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ رکعت مکمل کرلے گا۔

لیکن اگر کوئی شخص دوسری رکعت میں رکوع کے بعد شامل ہوا ہے یا سجدہ کی حالت میں پہنچا ہے، یا تشہد میں آکر ملا ہے تو اس صورت میں وہ نماز جمعہ سے محروم ہو چکا ہے۔ لہٰذا امام کے سلام پھیرنے کے بعد اسے چار رکعت ادا کرنا ہوں گی۔

عظیم صحابی رسول، اتباع سنت میں اپنی مثال آپ جناب سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہی فتویٰ ہے۔ فرماتے ہیں:

((اذا أدرك الرجل يوم الجمعة ركعة صلى اليها ركعة أخرى فان وجدهم جلوسا صلى أربعاً۔))

(مصنف عبدالرزاق، 234/3، حدیث: 5471، مصنف ابن ابی شیبہ، 461/1، حدیث: 5334)

اکثر اہل علم کا یہی فتویٰ ہے اور یہی فتویٰ درست ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں:

اکثر صحابہ و تابعین کا اس پر عمل ہے کہ جو شخص نماز جمعہ کی ایک رکعت پالے وہ دوسری رکعت ملا کر نماز جمعہ ادا کرلے۔ اور جو تشہد میں پہنچے وہ چار رکعت پڑھے، امام سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد، اور امام اسحاق کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

(دیکھیے: جامع ترمذی، کتاب الجمعۃ، باب ماجآء فیمن یدرک من الجمعۃ رکعۃ، حدیث: 524)

قبولیت اعمال کی شرائط

① اخلاص نیت

② صحت عقیدہ

③ اتباع سنت

روح وہ لطیف شئی ہے جو کسی کو نظر تو نہیں آتی لیکن ہر جاندار کی قوت و توانائی اسی روح کے اندر مضمر ہے۔

لہٰذا انسان کے وجود سے روح اگر نکل جائے تو 360 جوڑ ناکارہ اور بے کار ہو جاتے ہیں، صرف لاشہ ہمارے سامنے ہوتا ہے کوئی بھی عضو حرکت نہیں کرتا آنکھیں دیکھتی نہیں زبان بولتی نہیں، کان سنتے، نہیں ہاتھ پکڑتے نہیں، پاؤں چلتے نہیں، کیونکہ روح پرواز کر چکی ہے پس یہی مثال ہے عقیدہ کی۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ اور تمام اعمال صالحہ یہ اعضاء ہیں اور صحیح عقیدہ ان کی روح ہے اگر عقیدہ ہی صحیح نہیں تو تمام اعمال ضائع اور برباد ہو جائیں گے۔

قبولیت اعمال صالحہ کی شرائط

کوئی بھی عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں درج ذیل تین شرائط کے بغیر شرف قبولیت حاصل نہیں کر سکتا:

① نیت خالص ہو۔

② عقیدہ کتاب وسنت اور سلف صالحین کے مطابق ہو۔

③ عمل سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق ہو۔

1. اخلاص نیت

اخلاص نیت کا مفہوم:

اخلاص نیت کے بغیر کوئی بھی عمل صالح قبول نہیں ہوتا۔ نیت کا مرکز انسان کا دل ہے نیت کے الفاظ حدیث شریف میں ثابت نہیں ہیں صرف دل کی توجہ پوری کوشش سے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف کرنی چاہیے۔

یا ارحم الراحمین یہ عمل صرف تیری توفیق سے تیری رضا کے لیے سرانجام دے رہا ہوں۔

(وما توفیقی اِلّا باللہ)

اس عمل کو اپنی توفیقِ خاص سے ذاتی اغراض سے مبرّا فرما اس عمل میں قوم وملک کا کوئی حصہ نہ ہو اور ان مفاسد سے دل کی نیت کو پاک کرتا ہوں۔

چنانچہ فرمانِ رسول مقبول ﷺ میں ہے۔

((عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔))

[صحیح بخاری، حدیث نمبر ٥٤، صحیح مسلم حدیث نمبر: ١٩٠٧، ابو داؤد

حدیث نمبر ۱۹۰۷، سنن ابو داؤد حدیث نمبر ۲۲۰۱، سنن نسائی ۷۶، جامع الترمذی حدیث نمبر ۱٦٤٧]

ترجمہ: ''نیک اعمال کی قبولیت کا انحصار صرف نیتوں پر ہے۔''

راوی کا تعارف: سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو حفص ہے یہ عدوی قریشی ہیں نبوت کے چھٹے سال دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ان سے پہلے چالیس مرد اور گیارہ عورتیں حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ انتہائی دلیر اور بہادر تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی سب سے پہلے خلیفہ ہیں جو امیر المومنین کے لقب سے پکارے گئے۔ آپ سرخی مائل گورے رنگ، لمبے قد کے نوجوان تھے۔

26 ذوالحجہ سن 23 ہجری کو مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولؤلؤ فیروز نے مدینہ طیبہ میں فجر کی نماز کے دوران آپ کو زہر آلود خنجر سے زخمی کر دیا۔ 10 محرم کو 24 ہجری میں جان جانِ آفریں کے سپرد کی صحیح قول کے مطابق آپ کی عمر 63 سال تھی آپ دس سال چھ ماہ مسند خلافت پر جلوہ افروز رہے آپ کی نماز جنازہ سیدنا حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی آپ سے کثیر صحابہ رضی اللہ عنہ اور تابعین سے روایات حاصل کیں ہیں۔ آپ 22 مربعہ میل کے فاتح اور حکمران تھے۔

(فتوحات عمر از تاریخ الخلفاء، مصنف نجیب اکبر آبادی، مختصر حالات دیکھیں، مرعاۃ المفاتیح ج 1/ 32)

یہ حدیث خبر متواتر کا درجہ رکھتی ہے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس کا تذکرہ اڑھائی سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کیا موجودین صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پر اتفاق فرمایا اس حدیث کو بعض آئمہ کرام نے ثلث دین کہا ہے اور بعض نے ربع دین کہا ہے۔

(تفصیلات کے لیے دیکھیں صحیح بخاری مع فتح الباری ص 15 ج 1/ ، مکتبہ دار السلام الریاض، مرعاۃ المفاتیح 21 تا 22 ج 1/ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ 39 تا 47 ج 1/ ، جامع العلوم والحکم، ابن رجب)

اخلاص نیت کے بغیر اعمال کی بربادی:

خالق کائنات کا عظیم الشان فرمان ہے:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴾ (سورۃ ھود:15)

ترجمہ: ''جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا ہو ہم ایسوں کو ان کے کل اعمال (کا بدلہ) انہیں دیتے ہیں۔ یعنی دنیا میں بھر پور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔''

﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ (ھود آیہ ۱۶، پارہ ۱۲)

''ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ انہوں نے دنیا میں بنایا سب اکارت جائے گا اور جو عمل وہ کرتے رہے سب برباد ہوگے۔'' (اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ)

﴿ وَ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴾ (سورۃ القصص،۸۸)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارنا بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اور معبود نہیں ہر چیز فنا ہونے والی ہے مگر اس کا منہ (اور ذات) اسی کے لیے فرمانروائی ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

اس آیت مبارکہ سے اہل اللہ یہ مفہوم بھی نکالتے ہیں کہ جو عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے گا وہی کام آئے گا دوسرا برباد اور ضائع ہو جائے گا۔

اخلاص نیت کے بغیر عالم، سخی اور مجاہد کا عبرتناک انجام:

نیت صالحہ کے بغیر قیمتی جان کے خون کے آخری قطرات، مال و دولت مخیّر حضرات نے ملت اسلامیہ کی ضروریات پر دولت کی بارش برسا دی۔ اہل علم نے علم کی اشاعت کے لیے اپنی جانیں کھپا دیں۔ مذکورہ تینوں عمل ملک وملت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن نیت کے فاسد ہو جانے کی وجہ سے رضائے الٰہی کی بجائے اللہ رحیم و کریم کی ناراضگی کا سبب ٹھہرے۔ (اَللّٰهُمَّ لَاتَجْعَلْنَا مِنْهُمْ)

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى اِسْتَشْهِدْتُ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنْ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُقَالَ جَرِيْءٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَبِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَ رَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ قَرَاءَ الْقُرْآنَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ مَا عَمِلْتَ فِيْهَا فَتَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ وَ قَرَأْتُ فِيْكَ الْقُرْآنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ لِيُقَالَ اِنَّكَ عَالِمٌ وَ قَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَبِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَ رَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ اَنْ يُنْفَقَ فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَّادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ اُلْقِيَ فِي النَّارِ۔)) (رواہ مسلم حدیث نمبر ۱۵۲، ۱۹۵۰، سنن النسائی حدیث نمبر ۳۱۳۷، مسند احمد، ۲/۳۲۲)

"سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

آدمیوں میں سب سے پہلے قیامت کے دن شہید کا فیصلہ کیا جائے گا۔اس کو لایا جائے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں معلوم کرائے گا وہ ان نعمتوں کو پہچانے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ''تو نے ان میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا تیری راہ میں لڑتا رہا یہاں تک کہ میں شہید کیا گیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا ہے تو تو اس لیے لڑ رہا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے، تو وہ تجھے کہا گیا ہے، پھر اس کے لیے حکم کیا جائے گا اور وہ منہ کے بل کھینچا جائے گا یہاں تک کہ اس کو آگ میں پھینک دیا جائے گا اور ایک وہ شخص کہ اس نے خود علم سیکھا اور آگے لوگوں کو سکھلایا اور قرآن پڑھا اس کو لایا جائے گا اللہ رب العزت اس کو اپنی نعمتوں کا تعارف کرائیں گے جب وہ پہنچان جائے گا تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو نے اس میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے علم سیکھا اور اس کو آگے سیکھلایا اور تیرے راستہ میں قرآن پڑھا، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا ہے تو نے علم اس لیے سیکھا تاکہ تجھے عالم کا لقب دیا جائے اور تو نے قرآن اس لیے پڑھا تاکہ تجھے قاری کہا جائے، تجھے ایسے کہا گیا پھر اس کے بارہ میں حکم ہوگا اور اس کو منہ کے بل کھینچا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں ڈالا جائے گا ایک شخص وہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر رزق کو فراخ کیا اور ہر قسم کا مال عطا فرمایا اس کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا وہ ان کو پہنچان جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے اس میں کیا عمل کیا؟ وہ جواب دے گا میں نے کوئی ایسی راہ نہیں چھوڑی کہ جسے تو پسند فرماتا ہو کہ اس میں خرچ کیا جائے مگر میں نے اس میں تیرے لیے خرچ کیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا ہے لیکن تو نے تو اس لیے خرچ کیا تاکہ تجھے سخی کے لقب سے یاد کیا جائے تو تجھے ایسا کہا گیا، پھر اس کے لیے حکم کیا جائے گا کہ اس کو منہ کے بل کھینچا جائے گا یہاں تک کہ اس کو آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

راوی کا تعارف: سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

(سیدنا ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام اور ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے، ان کے نام کے بارے میں 30 اقوال ہیں۔ ابن عبدالبر کا کہنا ہے کہ دو نام ایسے ہیں جن پر دل کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ ہیں عبداللہ یا عبدالرحمٰن بن صخر الدوسی، خیبر کے موقع پر مسلمان ہوئے، ان کا محدثین صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتا ہے، آٹھ سو سے زائد رواۃ نے ان سے حدیث رسول روایت کی ہے آپ ہمیشہ صحبت نبوی میں رہتے خلیفہ ثانی سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مفتی مقرر ہوئے، مدینہ منورہ کے گورنر مقرر ہوئے، سن 59ء میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہیں، سیدنا ابی ہریرہ کی کل مرویات 5374 ہیں۔)

فوائد الحدیث:

حالانکہ جہاد جیسا عظیم عمل جو کہ قوم کی حیات کا سبب ہے مشہور مقولہ ہے شہید کی جو موت ہے قوم کی حیات ہے راہ جہاد میں ایک رات خلوص نیت سے پہرہ دینا جنت میں داخلے کا سبب ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

((وَ عَنِ ابْنِ عَائِذٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ فَلَمَّا وُضِعَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ t لَا تُصَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَإِنَّهُ رَجُلٌ فَاجِرٌ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ رَآهُ أَحَدٌ مِنْكُمْ عَلَى عَمَلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَرَسَ لَيْلَةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ حَثَى عَلَيْهِ التُّرَابَ وَقَالَ أَصْحَابُكَ يَظُنُّوْنَ أَنَّكَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَأَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَقَالَ يَا عُمَرُ إِنَّكَ لَا تُسْأَلُ عَنْ أَعْمَالِ النَّاسِ وَلٰكِنْ تُسْأَلُ عَنِ الْفِطْرَةِ۔))

(رواۃ البیهقی فی شعب الایمان حدیث: ٤٢٩٧، مشکاۃ المصابیح حدیث: ٣٨٦٠)

''سیدنا حضرت ابن عائذ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے جنازہ

میں شریک ہوئے جب جنازہ کو رکھا گیا تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس کی نماز جنازہ آپ نے پڑھائیں کیونکہ یہ فاجر آدمی ہے آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تم میں سے کسی نے اس کو اسلام پر عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ تو ایک آدمی نے عرض کی ہاں یارسول اللہ ﷺ اس نے ایک رات اللہ تعالیٰ کے راستہ میں چوکیداری کی تھی تو اس پر رسول ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی اور اس پر مٹی ڈالی اور ارشاد فرمایا تیرے ساتھی گمان کرتے ہیں کہ تو دوزخیوں میں سے ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تو بہشتیوں میں سے ہے اور فرمایا، اے عمر! تو لوگوں کے اعمال کے بارہ میں سوال نہیں کیا جائے گا لیکن تجھے دین اسلام کے متعلق پوچھا جائے گا۔''

مذکورہ حدیث پر غور فرمائیں اخلاص نیت سے صرف ایک رات کا پہرہ دینے سے جنت کا مستحق ٹھہرا حالانکہ طبعی موت پر فوت ہوا جہاد میں شمولیت بھی نہیں کی غیر مخلص مجاہد نے اپنی پیاری جان کی قربانی دے دی لیکن غیر مخلص ہونے کی وجہ سے جہنم کا مستحق ٹھہرا۔

(اَللّٰهُمَّ أَخْلِصْ نِيَّاتِنَا)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ (آمین)

فضائل علم کے متعلق امام کائنات ﷺ کی سینکڑوں سے متجاوز روایات کتب حدیث میں موجود ہیں اختصاراً چند روایات نظر قارئین کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ ((عَنْ كَثِيْرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِي الدَّرْدَآءِ فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ اِنِّي جِئْتُكَ مِنْ مَدِيْنَةِ الرَّسُوْلِ ﷺ لِحَدِيْثٍ بَلَغَنِي اَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ قَالَ فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ

اَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَاِنَّ الْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ وَالْحِيْتَانِ فِي جَوْفِ الْمَاءِ وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهُ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ۔))

(جامع الترمذی حدیث:٢٦٨٢، سنن ابو داؤد حدیث: ٣٦٤١، سنن ابن ماجہ:٢٢٣، سنن دارمی حدیث، ٣٤٢، مشکاۃ المصابیح حدیث: ٢١٢)

''سیدنا حضرت کثیر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں دمشق میں سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا ان کے پاس ایک شخص آیا اس نے آکر کہا کہ اے ابو درداء رضی اللہ عنہ میں مدینۃ الرسول سے حاضر ہوا ہوں اور صرف ایک حدیث کی خاطر حاضر ہوا ہوں مجھے معلوم ہوا ہے آپ اس حدیث کو رسولِ امین صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ نقل فرماتے ہیں اور میرے آنے کا مقصد بھی صرف اس حدیث کو حاصل کرنا ہے ابو درداء کہنے لگے میں نے رحمۃ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص (صرف) طلب علم کے لیے سفر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستہ پر چلاتے ہیں۔ اور آسمانوں میں رہنے والے فرشتے اس کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں زمین اور آسمانوں میں رہنے والی مخلوقات اس کے لیے بخشش کی دعائیں کرتی ہیں، اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو ستاروں پر اور علماء انبیاء کے وارث ہوا کرتے ہیں اور انبیاء اپنے ورثہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑ کر جاتے وہ ورثہ علم چھوڑ کر جاتے ہیں جس کسی نے علم حاصل کیا اس نے کامل حصہ حاصل کیا۔''

سیدنا کثیر بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ:

سیدنا کثیر بن قیس شامی اوساط التابعین میں ان کا شمار ہوتا ہے ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا۔'' (مرعاۃ المفاتیح: ج/1، 316)

((عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ ذُکِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ رَجُلَانِ اَحَدُھُمَا عَابِدٌ وَالْآخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلَائِکَتَہُ وَاَھْلُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰی النَّمْلَۃَ فِیْ جُحْرِھَا وَحَتّٰی الْحُوْتَ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ))

(جامع الترمذی حدیث: ۲٦۸۵، مشکاۃ المصابیح: ۲۱۳)

''سیدنا حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا تذکرہ کیا گیا ان دونوں میں ایک عالم تھا جب کہ دوسرا عابد تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جیسے محمد ﷺ کو امت کے معمولی آدمی پر پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور آسمان وزمین میں بسنے والے یہاں تک کہ اپنے بلوں میں رہنے والی چیونٹیاں یہاں تک کہ مچھلیاں بھی اس شخص کے لیے دعا گو ہوتی ہیں جو لوگوں علم سکھلاتا ہے۔''

سیدنا ابوامامۃ باہلی رضی اللہ عنہ:

سیدنا ابوامامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ کا نام صدی بن عجلان الباہلی ہے مصر میں قیام پذیر ہوئے بعدازاں حمص میں ہی 86ھ میں وفات پائی، ان کے بہت زیادہ شاگرد ہیں جنہوں نے ان سے روایات حاصل کیں۔ ان کی عمر 91 سال تھی شام کے علاقہ میں سب سے آخری صحابی

فوت ہونے والے سیدنا ابو امامۃ ہی تھے۔

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ۔))

(جامع الترمذی حدیث ٢٦٨١، ابن ماجه حدیث ٢٢٢)

''مفسر قرآن سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک عالم شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

مفسرِ قرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ:

''سیدنا عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب قریشی ہاشمی ہیں نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، ان کی والدہ کا نام ام الفضل لبابۃ الکبریٰ بنت الحارث ہے جو کہ ام المومنین میمونہ کی بہن ہیں، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ ہجرت سے 3 سال پہلے پیدا ہوئے جب سید الانبیاء نے رحلت فرمائی اس وقت ان کی عمر صرف 13 سال تھی۔ بعض نے کہا کہ صرف 15 سال تھی۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے، کثرت علم کی وجہ سے ان کو الحبر اور البحر کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور اسی طرح ترجمان القرآن بھی ان کا لقب ہے، رؤف الرحیم نبی ﷺ کی زبان مبارک سے ان کے لیے ڈھیروں دعائیں نکلیں جیسا کہ حکمت اور تفسیر الدین علم اور تاویل الکتاب کی خصوصی دعائے ہیں۔ سیدنا ابن عباس سیرت وصورت اور گفتار میں بے مثال تھے۔

مفسرِ قرآن رضی اللہ عنہ کی کل مرویات /1660 ہیں جن میں 75 احادیث متفق علیہ ہیں 28 احادیث میں امام بخاری منفرد ہیں اور 39 احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں، ان کے بے شمار شاگرد ہیں۔ طائف میں سن 68ھ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ محمد بن حنفیہ نے

ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔(مرعاۃ المفاتیح ج/1۔70،مکتبہ سلفیہ لاہور)

اہم ترین نوٹ:

فائدہ: مذکورہ تمام روایات کے مطالعہ سے خوب واضح ہوتا ہے کہ اخلاص نیت کے بغیر یہ فضائل نصیب نہیں ہوسکتے تاوقتیکہ دل میں اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کی نیت نہ ہو۔

تقریباً محدثین انما الاعمال بالنیات روایت کو سب سے پہلے ذکر کرتے ہیں تاکہ اساتذہ کرام اور طلباءِ علم اور ان کے ساتھ تعاون کرنے والے رضائے الٰہی کی نیت سے تمام امور انجام دیں تاکہ اصل مقصد حاصل ہوسکے۔

قبولیت اعمال کی دوسری شرط

2۔صحت عقیدہ

قبول اعمال کے لیے صحت عقیدہ ازحد ضروری ہے۔عقیدہ بھی وہ جو تمام انبیاء ورسل علیہم السلام نے پیش فرمایا سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر زمان پیغمبر سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کیونکہ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کا نصاب کلمۃ طیبہ لا الہ الا اللہ تھا انبیاء رسل دنیا بھر کے اساتذہ و مربی تھے جو کہ بدل بدل کر تشریف لاتے رہے اور تبلیغی مراکز بھی تبدیل ہوتے رہے۔ مثلاً کبھی عراق و شام مرکز ہے تو کبھی مدین و مصر اور کبھی اردن انطا کیہ ہے تو کبھی مکہ و مدینہ لیکن نصاب میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی نصاب تمام تبلیغی مراکز میں ایک تھا وہ کلمہ طیبہ کی وضاحت اور تشریح۔ جو کہ صرف ہر مرکز کے مربی و مرشد (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) وحی الٰہی کی روشنی میں کرنے کا پابند اور ذمہ دار تھے۔

مثلاً

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰدَمُ صَفِیُّ اللّٰہِ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُوْسٰی کَلِیْمُ اللّٰہِ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰہِ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ

نصاب کا تعین صرف اللہ تعالیٰ ہی فرماتے ہیں اور وضاحت کے لیے انبیاء و رسل کو مقرر فرماتے یعنی لا الہ الا اللہ کی وضاحت جو وقت کا مربی و مرشد نبی کرے گا وہی صحیح اور درست تسلیم کی جائے گی۔

پاس اور فیل کا متعین کرنے والا بھی خالق حقیقی ہی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ عقیدہ سے مراد انبیاء رسل والا عقیدہ اختیار کرنا ہوگا جس کی تعلیم انبیاء نے بذریعہ وحی الٰہی دی ہے۔ن

عقیدہ اور اعمال کا باہمی تعلق:

قارئین ذی وقار کی ضیافت طبع کے لیے چند امثلہ پیش خدمت ہیں۔ تا کہ ذہن قبول کر لے اور عقیدہ کی اصلاح ممکن ہو۔

﴿وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾

(سورة الحشر، الاية ٢١ پاره ٢٨)

"یہ مثالیں ہیں جو کہ صرف لوگوں کے غور وفکر کے لیے ہم نازل کرتے ہیں۔"

یادر ہے کہ تخلیق انسانی دو چیزوں سے مرکب ہے انسانی وجود میں کل 360 جوڑ ہیں اور اندرون خانہ روح ہے۔ اور روح کا علم صرف اللہ رب العزت کے پاس ہے۔

﴿قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَ مَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔﴾

(سورة الاسراء پاره ١٥، آیت:٨٥)

"آپ کہہ دیں کہ روح تو میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں بہت کم علم دیا گیا ہے۔"

روح وہ لطیف شئی ہے جو کسی کو نظر تو نہیں آتی لیکن ہر جاندار کی قوت وتوانائی اسی روح کے اندر مضمر ہے۔

لہٰذا انسان کے وجود سے روح اگر نکل جائے تو 360 جوڑ ناکارہ اور بے کار ہو جاتے ہیں، صرف لاشہ ہمارے سامنے ہوتا ہے کوئی بھی عضو حرکت نہیں کرتا آنکھیں دیکھتی نہیں زبان بولتی نہیں، کان سنتے نہیں ہاتھ پکڑتے نہیں، پاؤں چلتے نہیں، کیونکہ روح پرواز کر چکی ہے پس یہی مثال ہے عقیدہ کی۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ اور تمام اعمال صالحہ یہ اعضاء ہیں اور صحیح

عقیدہ ان کی روح ہے اگر عقیدہ ہی صحیح نہیں تو تمام اعمال ضائع اور برباد ہو جائیں گے۔

یا آپ ایسے سمجھ لیں جیسے کوئی شخص کسی کاروباری آدمی کو 2 لاکھ روپے جمع کراتا ہے اب وہ اس کے نفع کا امیدوار اور بغیر رقم جمع کرائے وہ نفع کا امیدوار کیسے ہو سکتا ہے۔؟

یا کھجور کی گھٹلی زمین میں دبانے سے کھجور پیدا ہوگی اور اگر گھٹلی زمین میں نہ دبائی جائے تو کھجور کا درخت کیسے پیدا ہوگا۔ آپ اسی پر قیاس کریں اگر بنیادی طور پر عقیدہ کی پونجی اور بیج بویا ہی نہیں تو اعمال صالحہ کا پھل کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اعمال صالحہ کی قبولیت کے لیے دوسری شرط ہے انبیاء و رسل علیہم السلام کا عقیدہ صحیحہ، یہ اپنائے بغیر اعمال کی قبولیت کی امید بے فائدہ و بے کار ہے۔

عقیدہ کا رکن اعظم توحید کا اپنانا اور شرک سے بچنا ہے اعمال میں لچک ہے لیکن عقیدہ صحیحہ میں کوئی لچک نہیں ملاحظہ فرمائیں۔

فرمان رسول مقبول ﷺ ہے:

((عَنْ مُعَاذٍ قَالَ اَوْصَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَشْرِ کَلِمَاتٍ قَالَ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَیْئاً وَ اِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَیْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ وَلَا تَتْرُکَنَّ صَلَاةً مَکْتُوْبَةً مُتَعَمِّداً فَاِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلَاةً مَکْتُوْبَةً مُتَعَمِّداً فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْراً فَاِنَّهٗ رَأْسُ کُلِّ فَاحِشَةٍ وَاِیَّاكَ وَالْمَعْصِیَةَ فَاِنَّ الْمَعْصِیَةَ تُحِلُّ سَخَطَ اللّٰهِ وَاِیَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَاِنْ هَلَكَ النَّاسُ وَاِذَا اَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ اَنْتَ فِیْهِمْ فَاثْبُتْ وَاَنْفِقْ عَلٰی عِیَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ اَدَبًا وَاَخِفْهُمْ فِی اللّٰهِ۔)) (رواۃ احمد ٥/٢٣٨، مشکوٰۃ حدیث ٦١)

''سیدنا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دس باتوں کی

وصیت فرمائی۔"

① اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگر چہ تو قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔

② اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا اگر چہ وہ تجھے اپنے اہل اور مال سے نکلنے کا حکم دے دیں۔

③ فرض نماز کو جان بوجھ کر نہ چھوڑنا کیونکہ جس نے فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ سے بری ہو گیا۔

④ شراب نہ پینا کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

⑤ گناہ سے بچنا کیونکہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے۔

⑥ جہاد سے راہ فرار نہ اختیار کرنا اگر چہ لوگ قتل ہو رہے ہوں۔

⑦ جب لوگ موت کا نوالہ بن رہے ہوں تو ان میں موجود ہو تو ثابت قدم رہنا۔

⑧ اپنے اہل و عیال میں اپنی طاقت مطابق مال خرچ کر۔

⑨ اپنی ادب کی لاٹھی ان پر قائم رکھ۔

⑩ ان کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلاتا رہ۔

نوٹ: اعمال میں لچک ہے مثلاً نماز آدمی کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھ لے یا حج خود کوئی نہیں کر سکتا تو کوئی دوسرا اس کی جگہ کر لے جیسے حج بدل ہے۔

راوی کا تعارف: سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ:

سیدنا معاذ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے سلسلہ نصب معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی الانصاری ہے 18 سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ بدر اور دوسرے غزوات میں شرکت فرمائی۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا شمار علماء وصحابہ میں ہوتا۔

کیونکہ آپؓ حلال و حرام کے مسائل کو خوب جانتے تھے سیدنا عمرؓ کے دور خلافت میں

شام کے حاکم مقرر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے خود سیدنا معاذ کو یمن کی طرف معلم بنا کر بھیجا تھا۔

ان کی کل روایات 157 ہیں جن میں 2 متفق علیہ ہیں تین میں امام بخاریؒ منفرد ہیں۔اور ایک میں امام مسلم منفرد ہیں۔

سن 18 ہجری میں 38 سال کی عمر میں اللہ کو پیارے ہوئے۔(مرعاۃ المفاتیح ص۔۸۸)

فائدہ: عقیدہ کا مادہ عقدۃ ہے جس کا معنی ہے گرہ لگانا یعنی اپنی نجات کے لیے انسان کو عقیدہ کے متعلق پختہ گرہ دل میں لگا لینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں یکتا و واحد لاشریک ہے بلاشرکت غیرے۔

فرمان باری تعالیٰ:

﴿وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا۔﴾ (سورۃ کہف پارہ ۱۶ آیۃ ۔ ۱۱۰)

"اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنا۔"

کسی وقت تنہائی میں معنی پر غور کرتے ہوئے یہ وظیفہ و ذکر دل و زبان سے جاری فرمائیں۔

﴿اَللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا۔﴾

نوٹ: اس وظیفہ کے کرنے سے امکان غالب ہے۔اگر عمل میں کم علمی کی بنا پر کمی رہ گئی ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے۔

یہ یاد رہے کہ مشرک کی قطعاً نجات نہیں اگر بغیر توبہ کیے شرک کی حالت میں فوت ہو جائے۔

خالق ارض و سماء کا فرمان عالی شان ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ مَنْ

يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًاO﴾ (سورة النساء آية ٤٨، پاره نمبر ٥)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا یعنی بڑا سخت ترین گنہگار ہوا۔''

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَO﴾ (سورة الانعام پاره ٧ آية ٨٢)

''جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ آلودہ نہیں کیا انہی کے لیے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔''

ایک حقیر مکھی کی وجہ سے ایک آدمی جنتی جب کہ دوسرا جہنمی:

((عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ دَخَلَ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فِيْ ذُبَابٍ وَ دَخَلَ النَّارَ رَجُلٌ فِيْ ذُبَابٍ قَالُوْا وَ كَيْفَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَرَّ رَجُلَانِ عَلٰى قَوْمٍ لَهُمْ صَنَمٌ لَا يُجَاوِزُهُ اَحَدٌ حَتّٰى يُقَرِّبَ لَهُ شَيْئًا فَقَالُوْا لِاَحَدِهِمَا قَرِّبْ قَالَ لَيْسَ عِنْدِيْ شَيْءٌ اُقَرِّبُ قَالُوْا لَهُ قَرِّبْ وَلَوْ ذُبَابًا فَقَرَّبَ ذُبَابًا فَخَلَّوْا سَبِيْلَهُ فَدَخَلَ النَّارَ وَقَالُوْا لِلْاٰخَرِ قَرِّبْ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِاُقَرِّبَ لِاَحَدٍ شَيْئًا دُوْنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَضَرَبُوْا عُنُقَهُ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) (فتح المجيد ١٢٨، ١٢٩)

سیدنا حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک شخص صرف مکھی کی وجہ سے جنت میں جا پہنچا اور ایک جہنم میں چلا گیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کیسے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو شخص چلتے چلتے ایک قبیلے کے پاس سے گزرے اور اس قبیلے کا ایک بت تھا اس کو

چڑھاوا چڑھائے بغیر وہاں سے کوئی نہ گزر سکتا تھا۔ چنانچہ ان میں سے ایک کو کہا گیا کہ ہمارے بت پر چڑھاوا چڑھاؤ اس نے عذر پیش کیا کہ میرے پاس چڑھاوے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ تو انہوں نے کہا چڑھاوا ضرور چڑھاؤ اگر چہ ایک مکھی ہی کیوں نہ ہو۔ اس نے ایک مکھی چڑھاوا چڑھا دی انہوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ آدمی جہنم رسید ہوا اس کے دوسرے ساتھی سے کہنے لگے تم بھی کسی چیز کا چڑھاوا چڑھاؤ وہ کہنے لگا میں غیر اللہ کے لیے کوئی چڑھاوا نہیں دے سکتا۔ تو انہوں نے اس کو شہید کر دیا اور وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

راوی کا تعارف: سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ:

ابو عبداللہ طارق بن شہاب البجلی صحابی رسول ہیں۔ عالم شباب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے کوفہ میں سکونت اختیار کی۔ سن 83ھ میں وفات پائی۔ سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ کی ملاقات آپ ﷺ سے ثابت ہے لیکن سماع حدیث ثابت نہیں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں 33 جنگوں میں حصہ لیا ہے۔

اقسام شرک:

شرک کی بے شمار اقسام ہیں۔ مثلاً قبر پرستی

اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا اور اس کا ساجھی بنانا ایک ایسا گناہ عظیم ہے جسے اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں فرمائیں گے شرک کے مرتکب کی سزا دائمی جہنم ہے۔ جب کہ دیگر گنہگار اور خطا کار مومن اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کی سزا بھگتنے کے بعد بالآخر جنت میں پہنچ جائیں گے۔ اور ان کے لیے جنت کے دربان جنت کے دروازے کھول دیں گے۔

آنحضرت ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں نہ صرف شرک سے بچنے کی تاکید فرمائی بلکہ

ایسے امور کی بھی ممانعت فرمائی جو شرک کا موجب بنتے ہیں شرک کے اسباب میں ایک سبب قبریں بھی ہیں چنانچہ آنحضرت ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے اور چونا گچ کرنے سے منع فرمایا ہے حضرت علی کی ڈیوٹی لگائی کہ جہاں پر کوئی قبر دیگر قبروں سے اونچی نظر آئے اسے فوراً مسمار کر کے دیگر قبروں کے برابر کر دو۔“

ہمارے ملک میں شرک کی بیماری پھیلنے کی سب سے بڑی وجہ بڑے بڑے قبے، پکی عمارتیں اور مزارات ہیں وہاں پر دن رات شرک ہوتا ہے کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں یہاں تک کہ خود ارباب بست وکشاد ایسے امور میں شرکت کرتے ہیں کبھی کسی بزرگ کی قبر پر کوئی وزیر چادر چڑھاتا ہے کبھی کوئی پھول نچھاور کرتا ہے کوئی وہاں پر شرینی تقسیم کرتا ہے۔اور کوئی ان کو حاجت روا سمجھ کر نہایت ادب واحترام سے ان کے سامنے فریادرسی کی درخواست کرتا ہے حتی کہ بعض اشخاص ایسی قبروں کے سامنے جبین نیاز جھکانے اور ماتھا رگڑنے سے باز نہیں آتے پھر وہاں جو صندوق ہوتا ہے اس میں نذرانے کے طور پر سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں روپے ڈال کر برباد کرتے ہیں۔مشرک کا یقین پختہ نہیں ہوتا وہ وہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا مریض ہوتا ہے ایمانی کمزوری کے باعث وہ اپنے حقیقی خالق سے رشتہ منقطع کر کے معبودان باطلہ سے تعلقات استوار کرتا ہے۔ اور مساجد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سر جھکانے کی بجائے پکی قبروں کی تلاش میں رہتا ہے اور جہاں اسے پکی قبر نظر آتی ہے فوراً وہاں پیشانی رگڑتا ہے اسے بوسہ دیتا ہے۔اس کا طواف کرتا ہے اور اس کے سامنے سرنگوں ہو کر مشرکین کے زمرہ میں پوری طرح داخل ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص ضعیف الاعتقاد، وہم پرست اور ہر بات کو صحیح سمجھتا ہے وہ تدبر وتفکر سے کام لیتا ہے اور نہ تحقیق کی چھلنی میں چھانتا ہے۔ چنانچہ اس ضعیف الاعتقادی سے فائدہ اٹھا کر کچھ چالاک عیار اور شیطان کے چیلوں نے اس کاروبار کو نفع بخش سمجھ کر شروع کر دیا۔اس میں انہیں بڑی کامیابی ہوئی۔

ان کے پاس دولت کے انبار لگ گئے لوگوں نے خود جا کر ان کی جیبوں اور جھولیوں کو نوٹوں سے بھرا۔

ہمارے ملک میں کئی ایک قبریں ایسی ہیں جن میں کسی انسان کی نعش نہیں بلکہ لوگوں نے کمائی کا ذریعہ بنانے کی خاطر لوگوں سے کہہ دیا کہ مجھے خواب میں تین مرتبہ اشارہ ہوا ہے کہ یہاں پر میری پکی قبر بناؤ میں مدت سے یہاں پڑا ہوا ہوں کسی نے میری قبر کی طرف توجہ ہی نہیں کی چنانچہ جو شخص پختہ قبر بناتا ہے وہ لوگوں میں مشہور کرتا ہے کہ یہاں پر ایک بہت بڑے بزرگ کی قبر ہے یہاں پہنچی ہوئی سرکار موجود ہے اس کا کوئی فرضی نام رکھ لیتے ہیں مثلاً بابا چھتری والا بابا، کاں واں والی سرکار، بابا سگ شاہ، بابا بالے شاہ، بابا رڑی شاہ کالے شاہ سرکار وغیرہ۔

جھوٹی قبر کی سچی کہانی:

قارئین ذی وقار کی دلچسپی اور معلومات کے لیے ایک آنکھوں دیکھا صحیح واقعہ پیش خدمت ہے۔(فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلُوا الْاَبْصَارِ)

تقسیم ملک سے تقریباً دو سال قبل کا واقعہ ہے اس وقت میں (محمد یوسف آف راجووال) مدرسہ تقویۃ الاسلام امرتسر المعروف غزنویہ میں زیر تعلیم تھا جو کہ جماعت کا مشہور ترین ادارہ ہے اس دور میں حسب ذیل اساتذہ کرام تھے۔مولانا عبداللہ منطقی بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ منطق اور تاریخ کے کامیاب استاد مانے جاتے تھے۔اور ان کے چھوٹے بھائی مولانا عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ علم ادب کے ماہر تھے اور مولانا محمد حسین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ فن نحو و صرف کے امام تھے۔اور مولانا نیک محمد رحمۃ اللہ علیہ جہلمی مسند حدیث پر رونق افروز تھے۔

امرتسر کے قریب ایک معروف گاؤں بھوجیاں ہے اسی گاؤں کا واقعہ ہے گاؤں کے قریب ایک قبر کھودی گئی جس سے بیل کے اعضاء برآمد ہوئے جس کی تفصیل قارئین کی نذر

کرنا چاہتا ہوں۔

پرانے وقتوں میں کسان پیشہ لوگ بیل بڑے شوق سے پالتے تھے کیونکہ بیلوں کے ذریعہ کھیتی باڑی کی جاتی تھی ہل بھی بیلوں کے ذریعہ چلائے جاتے اور فصلوں کو سیراب کرنے کے لیے بیلوں کے ذریعے کنوؤں سے پانی نکالا جاتا۔ اسی وجہ سے بیل کی بہت قدر وقیمت تھی۔ ایک سکھ نے بڑے شوق سے بیل پالا ہوا تھا۔ اچانک بیل بیمار ہو گیا علاج معالجہ کروایا۔ لیکن بیل صحت یاب نہ ہوا بلکہ بیل مر گیا اب جو بیل کا مالک تھا اس کو بہت غم لاحق ہوا وہ بیل کے پاس بیٹھ کر رونے لگا۔ اور بین کرتا (ہائے او میریا ساویا) آخر اس نے گڑھا کھودا اور بیل کو اس گڑھے میں دبا دیا۔ اور کئی دن اس ڈھیر پر آکر وہ سکھ بیل کے غم میں روتا رہا۔ کچھ مدت کے بعد بیل کا مالک وہ سکھ تو اپنے بیل کو بھول گیا۔ لیکن ایک ملنگ جو موقع کی تلاش میں تھا، اس نے موقع پا کر اس ڈھیری کو باقاعدہ قبر کی شکل دی اور صفائی وغیرہ کرنے کے بعد قبر پر مجاور بن کر بیٹھ گیا۔ اور جھنڈا گاڑ دیا اور نام رکھ دیا ساوے شاہ۔ مصلّٰی لوٹا کا انتظام کر دیا اور تشہیر کرنی شروع کر دی کہ یہ پہنچی ہوئی سرکار ہے۔ بس پھر اس پیٹ کے پجاری ملنگ کی موج لگ گئی اور لوگوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی اور اس بیل کی خوب پوجا شروع ہو گئی۔ گاؤں بھوجیاں میں اہل حدیث افراد کی اکثریت تھی، انہوں نے دیکھا کہ شرک شروع ہو گیا ہے تو گاؤں کے چند اہم افراد نے مل کر تھانہ میں رپورٹ درج کروا دی کہ اس قبر میں آدمی نہیں بلکہ بیل دفن ہے۔ اور ایک شخص مدعی بن گیا اور دعویٰ کر دیا کہ اگر قبر سے آدمی کے اعضاء برآمد ہوں تو میرا قتل معاف، وقت کا افیسر مجبور ہو گیا اور اس نے قبر کھودنے کا حکم جاری کر دیا جب قبر کھودی گئی تو واقعتاً اس سے بیل کے اعضاء برآمد ہوئے۔

عرض کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ بے شمار ایسی قبریں ہیں جو فرضی بنائی گئی ہیں یا پھر ان میں جانور دبائے ہوئے ہیں۔ قبر آخر قبر ہی ہے چاہے وہ کسی بزرگ انسان کی ہو یا

حیوان کی اس کو پوجا گاہ بنانا شرک ہے اور شرک کسی بھی حالت میں معاف نہیں۔

مالک الملک الغفور الرحیم کا ارشاد پاک ہے۔

﴿ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَأْوٰهُ النَّارُ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝﴾ (سورة المائدة آية: ٧٢، پاره ٦)

''یقین مانو وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بناتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کردی ہے۔ اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور مشرکوں کی مدد کرنے والا کوئی بھی نہیں ہوگا۔''

ایک دوسرے مقام پر غفار قہار کا فرمان اس طرح ہے۔

﴿ وَلَقَدْ أُوْحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ۝﴾ (سوره الزمر آية نمبر ٦٥، پاره نمبر ٢٤)

''اور یقیناً تیری طرف بھی اور آپ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے اگر (بالفرض محال) آپ نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔''

یہ فرضی معبود بھی کچھ کام آتا ہے لیکن قبر؟

ہر فرضی معبود کچھ کام آتا ہے مثلاً مجوسی آگ کی پوجا کرتے ہیں تو آگ کئی فائدے دیتی ہے۔ مثلاً ہم آگ پر کھانا پکاتے ہیں چا ہے بناتے ہیں سردی میں تاپتے ہیں اگر کوئی سورج کا پجاری ہے تو سورج بھی کام آتا ہے۔ سورج کی روشنی سے فصلیں تیار ہوتی ہیں اس سے دھوپ حاصل ہوتی ہے پھل پکتے ہیں۔

درخت کی پوجا کی جاتی ہے تو درخت سے بھی کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ پھل حاصل ہوتا ہے سائے کا کام دیتا ہے ایندھن حاصل ہوتا ہے۔

چاند کی پوجا کرنے والے بھی ہیں اور چاند سے متعدد فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

رات کو پر سکون روشنی مہیا کرتا ہے جس سے انسانوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اور فصلوں کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔

ستاروں کو بھی الہ مانا جاتا ہے ان ستاروں کے بھی کئی فائدے ہیں رات کے وقت سمندری سفر کا راستہ معلوم کیا جاتا ہے۔

گائے سے بھی فوائد حاصل ہوتے ہیں دودھ حاصل ہوتا ہے گوشت کے کام آتی ہے اس کی ہڈیاں بھی فائدے سے خالی نہیں ہیں۔

پانی کے بھی بے شمار فوائد ہیں، پینے کے کام آتا ہے غسل کر کے اپنے جسم کو صاف اور پاک کرتے ہیں اور اپنی فصلوں کو بھی سراب کرتے ہیں۔ ان تمام چیزوں سے فوائد حاصل ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ان کی پوجا کی جائے یہ تمام چیزیں الہ العالمین نے بندوں کے فائدے کے لیے پیدا فرمائی ہیں اور انسان ان سے فوائد حاصل کر رہا ہے۔

واعجبا افسوس در افسوس مٹی کے ڈھیر کو پوجنے سے کیا فائدہ حاصل ہوا میرے عزیز بھائی تعصب کی پٹی اتار کر غور کریں مٹی کے ڈھیر پر کتے اور بلیاں پیشاب کر جاتے ہیں۔ صاحب قبران کو روکنے اور ہٹانے کی استطاعت نہیں رکھتا۔

تعجب تو اس بات پر ہے کہ کبھی کسی حیوان نے کسی حیوان کو سجدہ نہیں کیا اور نہ ہی ایک دوسرے کی نذر و نیاز دیتے ہیں انسان اشرف المخلوقات ہو کر بھی انسان انسان کو سجدہ کر رہا ہے اور نذر و نیاز دے رہا ہے۔

کھیر اور شرک اکبر:

عرش عظیم کا مالک آسمان سے بارش نازل فرماتا ہے اور زمین سے کئی فصلیں پیدا ہوتی ہیں اور گائے بھینس اس سے چارہ حاصل کرتی ہیں۔ اور دودھ دیتی ہیں اور چاول زمین سے پیدا ہوتے ہیں ایندھن بھی اس مالک ارض و سماء کی دی ہوئی نعمت ہے دودھ جو اللہ تعالیٰ کی

نعمت ہے چاول بھی اس کی نعمت ہے اور ایندھن بھی اسی کا اب پک کر کھیر تیار ہوگئی جس میں پورا کا پورا مٹریل خالق کائنات کی نعمتوں سے تیار شدہ ہوتا ہے۔اب کھیر پکانے والی برصغیر کی سب سے بڑی مشرکہ اور کافرہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا مرکب کھیر کو مٹی کے ڈھیر قبر پر چڑھاوا چڑھاتی ہے۔

لِلّٰهِ دَرُّ مَنْ قَالَ عَلَى اللّٰهِ اَجْرُهٗ:

لا الہ دے اکھن کارن ہور الہ نہ کوئی
الا اللہ دے اکھن کارن اکو صحیح کیتو ای۔
کلمہ پڑھ کے قبراں پوجے
بیڑا غرق ہو یو ای

قبر پرستی، اک دردمند دل کی پکار:

درج ذیل مضمون مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے 1925ء میں ''کتاب الوسیلہ'' عربی کا اردو ترجمہ کرتے ہوئے مقدمہ میں لکھا تھا ایک دردمند موحد دل کی یہ پکار عبرت کے لیے ھدیہ قارئین کی گئی ہے۔

نصف صدی سے بیشتر یہ حالات تھے آج کے حالات آپ کے سامنے ہیں نام ونہاد مسلمان حکومت شرک کی خود سرپرستی کرتی ہے اور باقاعدہ تنظیم سے شرک کے راستے آسان کر دیئے ہیں اللہ تعالیٰ جملہ اہل اسلام کو فکر، اخلاص، توحید وسنت کی نعمت سے مالا مال فرماتے۔(امین یارب العالمین)

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ بنی امیہ کے زمانہ میں رویا کرتے تھے کہ عہد اول کا دین باقی نہیں رہا اگر ہمارے اس زمانہ کو دیکھتے تو کیا فرماتے! کیا ہمیں مشرک قرار نہ دیتے اور ہم انہیں کوئی برا نام نہ دیتے۔کیونکہ اس وقت اور اس وقت کے اسلام میں اب کوئی مشترک چیز باقی رہ گئی

ہے تو وہ صرف لفظ اسلام ہے یا چند ظاہری و رسمی عبادتیں ہیں اور وہ بھی بدعت کی آمیزش سے پاک نہیں ہے۔

کتاب اللہ جیسے آسمان سے اتری تھی اب تک بے غل وغش ویسی قائم ہے سنت رسول اللہ ﷺ بھی مدون و محفوظ مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود ہے مگر کتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ دونوں مہجور و متروک ہیں طاقوں اور الماریوں کی زینت ہیں۔ یا گنڈوں تعویذوں میں مستعمل ہیں مسلمان اپنی عملی زندگی میں ان سے بالکل آزاد ہیں اور باوجود ادعائے اتباع ان سے مخالف چل رہے ہیں۔

اجمیر کا عرس دیکھنے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ یہ وہی مسلمان ہیں جو حامل قرآن اور علمبردار توحید تھے آنجہانی پنڈت موتی لال نہرو نے اجمیر کی کیفیت دیکھ کر کہا تھا اب تک مجھے شک تھا کہ ہندوستان میں اتحاد ہوسکتا ہے مگر آج یقین ہو گیا ہے کیونکہ ہمارے اور مسلمانوں کے مذہب میں اگر کچھ فرق ہے تو صرف ناموں میں ہے حقیقت دونوں کی ایک ہی ہے اور یہ انہوں نے سچ کہا ہے کیونکہ اس وقت ہندو اور مسلمان کے شرک میں اگر کچھ فرق ہے تو صرف ناموں اور طریقوں ہی کا ہے ورنہ حقیقتاً تقریباً ایک ہے ہندو بتوں کے سامنے جھکتے ہیں تو مسلمان قبروں کے سامنے ہندو رام کرشن کی پوجا کرتے ہیں تو مسلمان جیلانی اور اجمیری کی۔

یہ کہنا کہ پرستش نہیں کرتے انہیں خدا نہیں سمجھتے بے معنی ہے کیونکہ ہندو بھی اللہ واحد کے سوا کسی کو بھی خدا سمجھ کر پرستش نہیں کرتے اور نہ مشرکین عرب کرتے تھے ہاں یہ ضرور ہے کہ تم اپنی پرستش کو پرستش اور عبادت نہیں کہتے کچھ اور نام دیتے ہو مگر ناموں کے اختلاف سے حقیقت تو بدل نہیں سکتی۔

حساس آدمی کے لیے مسلمان مشرکوں کے حالات و خیالات معلوم کرنا ایک ناقابل

برداشت مصیبت ہے اس فرقہ میں عقل ونقل دونوں کا کال ہے ایک طرف تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے سمیع وبصیر ہے آسمانوں اور زمینوں میں ایک ذرہ بھی اس سے اوجھل نہیں اور نہ ہی اس کی مرضی کے بغیر حرکت کرسکتا ہے۔

وہ ہم سے دور نہیں نزدیک ہے اور اتنا نزدیک کہ اس سے زیادہ نزدیکی ممکن نہیں پھر رحمٰن ورحیم ہے غفور وغفار ہے سخی ہے بے حساب دیتا ہے جبار بادشاہ یہ نہیں کہ کسی کو اپنے در پر آنے نہ دے اس کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ اس کا ہاتھ ہر وقت پھیلا ہوا ہے اس کا لنگر ہر وقت جاری ہے یہ سب اور اس سے زیادہ مانتے ہیں مگر.............. مگر.............. کے آگے عقل ودانش کی موت ہے انسانیت اور انسانی شرافت کا ماتم ہے۔ ''مگر'' کے بعد یہ ہے قبروں کے سامنے جھکنا ضروری ہے مردوں کی منتیں ماننا ضروری ہے سفارش وشفاعت کے بغیر اس دربار میں رسائی ناممکن ہے یہ قبر غوث اعظم کی ہے جو مرجانے کے بعد بھی غوث ہی ہے اور ملک الموت سے قبض کی ہوئی روحوں کا تھیلا چھین سکتے ہیں یہ محبوب سبحانی ہیں عاشق جانثار کو ضد کر کے مجبور کر دیتے ہیں یہ غریب نواز ہیں اور مرنے پر بھی مٹھائی بھر بھر دیتے ہیں۔

چنانچہ انسانیت اور اسلام کے یہ مدعی جوق در جوق قبروں پر جاتے ہیں ماتھے گھستے ہیں ناک رگڑتے ہیں اور وہ سب کچھ کرتے ہیں جو کوئی شریف النفس اور خوددار انسان کسی مخلوق کے سامنے کر نہیں سکتا۔

انسان کے پاس سب سے بڑی دولت اس کی اپنی انسانیت ہے اس متاع عزیز کو چونے اور اینٹ کے چبوتروں پر بڑی بے دردی سے قربان کراتے ہیں اگر کہا جائے دیکھو کیا کرتے ہو شریعت نے منع کیا ہے شرک ٹھہرایا ہے جہنم سزا بتائی ہے تو جواب میں اعراض و انکار ہے تاویل وتحریف ہے۔

شریعت وحقیقت ہے ظاہر و باطن ہے وھابی حنفی کا فرق ہے قرآن کی آیت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا مقابلہ حسن بصری، شبلی، جیلانی، چشتی، کے ملفوظات ہیں حالانکہ ان میں سے کسی نے بھی کوئی شرک جائز نہیں رکھا مگر کس سے کہا جائے کان ہوں تو سنیں۔ آنکھیں ہوں تو دیکھیں دل ہو تو سمجھیں۔

﴿لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ۝﴾

(سورۃ الاعراف آیۃ نمبر ۱۷۹، پارہ ۹)

ان کے پاس دل ہیں مگر ان سے سمجھ بوجھ سے کام نہیں لیتے آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھنے کا کام نہیں لیتے کان ہیں مگر ان سے سننے کا کام نہیں لیتے (وہ عقل وحواس کا حواس کھو کر) چارپایوں کی طرح ہو گئے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ کھوئے ہوئے ہیں۔

یہ صرف عوام ہی کا حال نہیں کہ جہالت کی وجہ سے معذور کہے جائیں ان لوگوں کا بھی یہی حال ہے جو اپنے آپ کو منہ پھاڑ پھاڑ کے علمائے امت وارث علوم نبوت اور انبیائے بنی اسرائیل کا مشابہ بتاتے ہیں ایک طرف اسفار شریعت کے حامل دوسری طرف حقیقت کے رازداں ہونے کے مدعی ہیں۔ دراصل یہی لوگ امت محمدیہ کے لیے اصلی فتنہ اور تمام تباہیوں اور بربادیوں کے سبب ہیں یہ علماء اس وقت فقہی و فریسی وصدوقی ہیں ہاروت و ماروت ہیں روس الشیاطین ہیں۔

انہی نے شریعت کی تحریف کی ہے انہی نے کتاب وسنت کا دروازہ مسلمانوں کے لیے بند کیا ہے انہی نے شرک و بدعت کی تاریکی پھیلائی ہے انہی نے اسلام کا نام لے کر اسلام مسلمانوں کے دلوں سے اکھاڑ پھینکا ہے تیرہ چودہ سو برس کی پوری تاریخ ہمارے سامنے کھلی رکھی ہے وہ کون سی مصیبت ہے جو ان کے ہاتھوں نہیں آئی وہ کونسی گمراہی کا جھنڈا

ہے جوانہوں نے اپنے کندھوں پر اٹھایا نہیں۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہہ گئے ہیں۔

((وَهَلْ بَدَّلَ الدِّيْنَ اِلَّا الْمُلُوْكُ وَاَحْبَارُ سُوْءٍ وَرُهْبَانُهَا۔))

الفاظ کچھ سخت ضرور ہیں اور شاید قابل مواخذہ بھی ہیں۔مگر دل وجگر میں گھاؤ پڑے ہیں اور زیادہ ماتم پر مجبور کرتے ہیں۔کون انسان ہے جو کروڑوں انسانوں کی بے دردانہ تباہی دیکھے اور خاموش رہے کون مسلمان ہے جو امت مرحومہ پر یہ قذاقانہ تاخت اپنی آنکھوں سے دیکھے اور چپ رہے کیا اس کے بعد بھی انسان دیوانہ نہ ہو جائے گا کہ دن کو رات بتا تا جاتا ہے،سورج کو کالا ٹکیہ کہتا جاتا ہے حق کو باطل اور باطل کو حق ٹھہرایا جاتا ہے کون مسلمان ہے جس کے دل میں ذرا بھی نور ایمان ہو اور شریعت کو ضلالت،سنت کو بدعت، ایمان کو کفر،توحید کو شرک،اور شرک کو توحید ہوتے دیکھے اور جوش سے اُبل نہ پڑے لہٰذا اس سے دور رہو۔

اشخاص کی تقلید واجب ہے لہٰذا بے چون و چرا ہمارے پیچھے چلے چلو قبریں اونچی بناؤ قبے بناؤ اولیاء سے منتیں مانو خدا تک مخلوق کو وسیلہ بناؤ جو چاہو کرو بخشے جاؤ گے کیونکہ شفیع المذنبین کی امت ہو۔یہی دین ہے یہی شریعت ہے کیا ہم سب سنیں اور خاموش بیٹھے رہیں؟ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ مصلحین امت اٹھیں اور علمائے سوء کے اس شرذمہ مشئومہ کے چہرے سے نقاب الٹ دیں تاکہ مسلمان اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں ان بڑی بڑی پگڑیوں کے نیچے شیطان کو سجدہ کرنے والے سر ہیں اور ان لمبی لمبی گھنی داڑھیوں کی اوٹ میں کفر وریاء کی سیاہی چھپی ہوئی ہے۔کیا مسلمان اپنے عالموں اور راہنماؤں کے اسلام واصلاح کا حال سننا چاہتے ہیں۔عبرت کے ساتھ یہ واقعہ نوٹ کرلیں۔کہ ان کے ایک مستند عالم نے جو صوفی اور شاید پیر بھی ہیں تحریک خلافت کے دوران میں تجویز پیش کی

تھی کہ علماء ومشائخ کا ایک وفد مرتب ہو کر اجمیر شریف جائے اور خواجہ صاحب کو امت کی ایک ایک مصیبت سنا کر فریاد کرے صرف تجویز ہی نہیں بلکہ سنا ہے۔ عملاً یہ مولوی صاحب اپنے ہم مشربوں کے ساتھ شدِ رحال کر کے گئے اور مزار پر خوب روئے پیٹے بھی مگر افسوس وہاں سے کوئی جواب نہ ملا اور بے مراد لوٹے چلے آئے۔

کیا یہی وہ توحید ہے جس کی بنیادیں قرآن نے قائم کی تھیں جس کی حفاظت کے لیے علماء دین مدعی ہیں اور جس کے اتباع وتمسک پر مسلمانوں کو ناز ہے اگر خواجہ صاحب امت محمدیہ کو اس کے مصائب سے نجات دلا سکتے ہیں تو رام وکرشن کی خدائی پر مسلمان کیوں منہ بناتے ہیں اس اجمیری وفد کی تحریک پرائیویٹ نہ تھی اخبارات کے کالموں میں علانیہ کی گئی تھی مگر کسی عالم نے بھی اعلان کرنے والے کی زبان نہ پکڑی کہ یہ شرک ہے بلکہ بہت سے مولویوں نے تو اس کی تحریر پر تائید کی جیسا کہ اخبارات کے پرانے فائل گواہ ہیں۔

کیا یہی وہ حفاظت دین ہے جس کا بیڑا ہمارے علما اٹھائے ہوئے ہیں اور اے کاش! ضلالت و بدعت کی حمایت علماء کے اسی گروہ میں محدود ہوتی جسے بدعتی کہا جاتا ہے اور اس گروہ میں منتقل نہ ہوتی جو اصلاح وتجدد کا مدعی ہے۔

یہ المناک واقعہ انتہائی رنج واندوہ کے ساتھ تاریخ کے حوالہ اور مسلمانوں کے گوش گذار کرتا ہوں کہ ابھی چند روز کی بات ہے کہ ایک جماعت کے ایک تعلیمی مرکز کے شیخ اعظم اور دوسرے مشائخ نے تعزیہ داری جیسی صریح بدعت بلکہ شرک کے خلاف فتویٰ دینے سے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ موجودہ حالات میں ایسا فتویٰ خلاف مصلحت ہے کیا یہی طریقہ شریعت کی حفاظت کا ہے کیا یہی نیابت انبیاء ہے جس کا فرض ہمارے علماء خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ مسلمان آنکھیں کھولیں اپنے مذہبی پیشوائیوں کی حقیقت معلوم کریں دین کی حفاظت اور شرک و بدعت کے ازالہ کے لیے خود

آگے بڑھیں اسلام میں نہ پاپائیت ہے اور نہ روحانی پیشوائیت۔ وقت آگیا ہے کہ یہ خود ساختہ پیشوائی ڈھادی جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کا رشتہ اللہ تعالیٰ کے دین سے براہِ راست استوار ہو جائے۔

(کتاب الوسیلہ اردو مطبوعہ لاہور، 1951ء بار دوم از مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی کلکتہ)

حیوان حیوان کو سجدہ نہیں کرتا لیکن!

بلکہ میں افسوس سے کہتا ہوں آپ دیکھ رہے ہیں کہ حیوان حیوان کو سجدہ نہیں کرتا اور نہ نذر و نیاز مانتا ہے اور نہ اس کی پوجا کرتا ہے انسان اشرف المخلوقات ہو کر انسان انسان کو سجدہ کر رہا ہے اور اس کو پوج رہا ہے بلکہ اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ چومتا ہے۔ ایسے افراد جانوروں سے بھی ابتر ہیں۔

اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

مَنْ كَانَ بَاكِيًا فَلْيَبْكِ عَلَى الْاِسْلَامِ

اس کی تفاصل تو بہت زیادہ ہیں اور اسے پھیلایا جا سکتا ہے مگر اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

حقیقی تنبیہ:

اللہ جل جلالہ، سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، پانچ فقہیں، فقہ ظاہری، فقہ مالکی، فقہ حنبلی، فقہ شافعی، فقہ حنفی، متفق ہیں بلکہ امت محمدیہ کا ہر فرد بلا اختلاف مسلک مانتا ہے۔ اگر مشرک شرک کی حالت میں مرجائے بغیر توبہ کیے تو قطعی جنتی نہیں ہے حضرات اپنے آپکو اور اپنے خویش واقارب ہر مسلم شخص کو شرک سے بچنے اور بچانے کی کوشش کریں۔

وما توفیقی الا باللہ

﴿ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰهُ النَّارُ وَ مَا

لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۝﴾ (سورة المائدة آية ٧٢، پاره٦)

''جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اس کا ٹھکانا آگ ہے اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں۔''

اسلام اور قبر پرستی:

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین تابعین عظام اور اسلاف امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ قبروں اور مزاروں کا طواف کرنا، براہِ راست ان سے مانگنا، ان کی وساطت سے سوال کرنا، ان کے ہاں حاضری دینا، استغاثہ کرنا، انہیں بوسہ دینا، اور متبرک سمجھ کر چھونا یہ سب کام حرام اور ناجائز ہیں۔ چونکہ یہ بھی کام گمراہی اور شرک کا سبب بنتے ہیں۔ اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں اور عیسائیوں کو ملعون ٹھہرایا۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِ هُمْ مَسَاجِدَ۔))

(بخاری، ١٣٣٠، مسلم: ١١٨٤)

''اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہودیوں اور عیسائیوں پر کہ انہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔''

نبی کریم ﷺ نے ان پر اس وجہ سے لعنت فرمائی کہ وہ انبیاء کی قبروں پر نماز کی ادائی کیا کرتے تھے حالانکہ وہ نماز تو اللہ تعالیٰ ہی کیلئے پڑھتے تھے۔ اس لیے جو شخص قبرستان میں نماز پڑھے یا اسے سجدہ گاہ بنائے وہ رحمت خداوندی سے راندھا ہوا اور ملعون ہے۔ کیونکہ یہ سجدہ ان انبیاء واتقیا کی بندگی کے مترادف ہے۔ یہ لعنت یہودیوں اور عیسائیوں کی کسی شخصیت یا کسی خاص زمانہ اور گروہ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ان کے اعمال کی وجہ سے ہے۔ اس لیے جو شخص بھی قبروں پر ان جیسا عمل کرے گا یا ان سے بڑھ کر بزعم خویش نیک

عمل کرے گا وہ لعنت خداوندی کا مستحق ہوگا۔ اسی لیے تو رسول رحمت ﷺ نے اپنی امت کو ان برے اعمال سے اجتناب کی تلقین فرمائی جن کے مرتکب یہود ونصاریٰ ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر قبر نبوی کی پرستش کا اندیشہ نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی قبر مبارک عام قبرستان (جنت البقیع) میں بنائی جاتی مگر رسول اللہ ﷺ کو اس کا اندیشہ لاحق ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نبی کی تدفین اسی مقام پر ہوتی ہے جہاں اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر کے اپنے رفیق اعلیٰ سے جاملتی ہے اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے دلوں میں یہ کھٹکا پیدا ہوا کہ قبر نبوی کی پرستش شروع ہو جائے گی اور لوگ تعظیم اور غلو میں وہ افعال سرانجام دینے شروع کر دیں گے کہ جن سے شریعت اسلامی نے ڈرایا اور منع کیا ہے بلکہ اس کے مرتکب کو ملعون ٹھہرایا ہے اس لیے انہوں نے آپ ﷺ کی قبر مبارک کو کھلے میدان یا عام قبرستان میں نہ بنایا۔ پھر مستزاد یہ کہ آپ ﷺ کی قبر مبارک کی ہیئت اور تکوین میں کوئی امتیازی سلوک روا نہیں رکھا بلکہ عام مسلمانوں کی قبروں کی طرح آپ کی قبر مبارک بنائی گئی۔

بلکہ سنن ابی داؤد میں ہے کہ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کا مشاہدہ کرنے کا تقاضا کیا تو انہوں نے آپ ﷺ کی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبریں دکھلائیں۔

حضرت قاسمؒ فرماتے ہیں کہ وہ نہ تو بہت بلند تھیں اور نہ ہی زمیں سے ملی ہوئی (یعنی بالشت بالشت بھر تھیں) اور میدان کی سرخ کنکریاں ان پر بچھی ہوئی تھی۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی تسویۃ القبر، حدیث: ۳۲۲۰)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کی قبریں اس انداز سے

بنائی گئی تھیں کہ ان میں اور دیگر قبروں میں کوئی امتیاز نہ تھا۔ یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صاحبین کی قبروں پر نہ تو کوئی تسبیحیں لٹکائی گئیں اور نہ ہی کوئی پگڑی وغیرہ سجائی گئی تھی۔ الغرض قبروں کے متعلق جتنی بھی بدعات ایجاد کی گئی ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے دور مسعود میں ان کا کوئی وجود نہ تھا۔ اب اس وضاحت کے بعد جو شخص اس کی مخالفت کرتا ہے اب اس وضاحت کے بعد جو شخص اس کی مخالفت کرتا ہے وہ یہودیوں اور عیسائیوں کے طریقہ پر چلتا ہے جو اس فعل قبیح کی وجہ سے ملعون قرار دیئے جا چکے ہیں۔ اس بارے میں اللہ رب العزت کا واضح بیان ہے۔

﴿ وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الۡہُدٰی وَ یَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصۡلِہٖ جَہَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا ﴾ (النساء، ۱۱۵)

''جو شخص رسول اللہ ﷺ کی مخالفت پر کمربستہ ہوا اور اہل ایمان کی روش کے علاوہ کسی اور روش پر چل نکلا تو ہم اس کو اسی طرف چلائیں گے جس طرف وہ پھر گیا اور ہم اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین جائے پناہ ہے۔''

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے نبی ﷺ کی قبر مبارک کو صرف اسی لئے ظاہر نہیں رہنے دیا کہ کہیں لوگ فتنہ میں نہ پڑ جائیں اور کوئی ایسا کام نہ شروع کر دیں جس کے کرنے کی شریعت مطہرہ میں کوئی گنجائش نہ ہو۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قبر اطہر کے حوالے سے یہ دعا کی کہ۔

((اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ۔)) (مسند احمد ۲/ ۲٤٦)

''اے اللہ! میری قبر کو بت کی طرح نہ بنانا کہ اس کی عبادت کی جائے۔''

واقعتاً اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور اسے سجدہ گاہ بننے سے محفوظ رکھا، بعد میں صحابہ کرام اور تابعین عظام نے بھی بطریق احسن اس ذمہ

داری کو نبھایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں نبی ﷺ کی قبر مبارک حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے حجرہ میں داخل ہوسکتا تھا اور نہ ہی وہاں تک پہنچ پاتا تھا پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو آپ ﷺ کے پہلو میں دفن کیا گیا اور آپ کا سر رسول اللہ ﷺ کے کندھوں کے درمیان تھا اور ان کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی اجازت سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تدفین کا قصہ صحیح بخاری حدیث نمبر: ۱۳۹۲، میں موجود ہے۔ جس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کی قبر مبارک لوگوں کی نظروں سے اوجھل اور پہنچ سے دور تھی۔

حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ کے سابقہ بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ جب کبھی کوئی شخص نبی ﷺ کی قبر مبارک دیکھنا چاہتا تو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت طلب کرتا، آپ اسے اجازت دیتیں اور اس کیلئے گھر کا دروازہ کھولتیں اور اس سے پردے کو ہٹا دیتیں جو انہوں نے حضرت عمرؓ کی تدفین کے بعد قبروں اور اپنے گھر کے درمیان لٹکا رکھا تھا یہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ قبریں انتہائی محفوظ اور لوگوں کی پہنچ سے دور تھیں، لوگ صرف حضرت عائشہؓ کی اجازت ہی سے وہاں تک پہنچ پاتے تھے۔ ہماری اس بات کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جسے امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں ذکر کیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ جب ولید بن عبدالملک کے زمانے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے حجرہ کی دیوار گری تو انہوں نے اس کی جلد از جلد تعمیر شروع کی اور اچانک انہیں ایک پاؤں نظر آیا تو وہ گھبرائے گے تو انہوں سمجھا کہ نبی کریم ﷺ کا پاؤں مبارک ہے اس کی نشان دہی کرنے کیلئے انہیں کوئی آدمی نہ مل سکا یہاں تک کہ حضرت عروہ نے قسم اٹھا کر کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا پاؤں مبارک نہیں بلکہ حضرت عمر فاروقؓ کا پاؤں ہے۔ (صحیح البخاری: ۱۳۹۰)

جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ اور حضرات شیخین کی قبریں یکساں تھیں اور ان میں کوئی نمایاں تمیز نہ تھی۔ اور ان پر آنے جانے کا بھی کوئی باقاعدہ عمل نہ تھا ورنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاؤں سے اشتباہ بڑا عجیب سا معاملہ ہے۔

بلکہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ جو کہ زین العابدین کے لقب سے معروف ہیں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دیوار کے کسی شگاف کے ذریعے سے نبی ﷺ کی قبر مبارک تک پہنچ گیا ہے اور یہ دعا کرنے لگا تو آپ نے اسے منع کیا اور فرمایا کیا میں تجھے وہ حدیث نہ سناؤں جسے میں اپنے باپ اور دادا سے سنا ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا اور نہ ہی اپنے گھروں کو قبرستان بنانا اور تم مجھ پر سلام بھیجنا، تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارا اسلام مجھے پہنچا دیا جائے گا۔'' (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۳۷۵)

غور فرمایئے کہ قبر اطہر تک پہنچے والا شخص دیوار کے شگاف کے ذریعہ سے ہی پہنچا تھا۔ باقاعدہ کوئی دروازہ مقرر نہ تھا۔ مگر اس حرکت کو بھی حضرت زین العابدین نے درست نہیں سمجھا اور سلام کے لیے قبر اطہر پر حاضری کو قبروں پر میلہ گاہ کے مترادف قرار دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے یہ سیکھا کہ دنیا میں شرک پھیلنے کا سب سے بڑا سبب نیک لوگوں کی تعظیم میں غلو ہے۔ جب کہ آپ ﷺ نے بڑی تاکید سے منع فرمایا۔ مرض الموت میں جس قدر آپ ﷺ نے نصیحتیں یا وصیتیں فرمائیں ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ ''اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔'' (صحیح البخاری: ۱۳۳۰، وصحیح مسلم: ۱۱۸۴)

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا ذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَنِيْسَةً وَاَنَّهَا

بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ، فَذَكَرَتْ لَهُ مَارَأَتْ فِيهَا مِنَ الصُّوَرِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أُولٰئِكَ قَوْمٌ إِذَا مَاتَ فِيهِمَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَالرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِداً، صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرِ أُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَاللّٰهِ۔))

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک گرجے کا ذکر کیا جو انہوں نے سرزمین حبشہ میں دیکھا تھا جس کا نام ماریہ تھا۔ حضرت ام سلمہؓ نے اس گرجے کے متعلق بیان کرتے ہوئے اس کے اندر موجود تصویروں کا ذکر بھی کیا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: اس قوم میں جب کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے ہیں۔ اور اس میں تصاویر بناتے، یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بری مخلوق ہیں۔'' (صحیح البخاری:۴۳۴)

صحابہ کرام اور حضرت دانیال کی قبر:

جب مسلمانوں کے لشکروں نے مختلف علاقوں کو فتح کیا تو انہوں نے شرک کی جڑیں اکھاڑ پھینکیں اور ہر وہ ذریعہ جس سے شرک نمودار ہو سکتا تھا اسے بند کر دیا۔

چنانچہ حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ کا لشکر جب ''تستر'' شہر میں گیا تو انہوں نے وہاں دیکھا کہ شہر کے لوگ ایک آدمی کی قبر کی (غلو پر مبنی) تعظیم کرتے ہیں، اور اس کا وسیلہ دے کر تا اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرتے ہیں اور اس آدمی کے بارے میں ان کا کہنا تھا کہ حضرت دانیال ﷺ کی قبر ہے۔ جو بخت نصر کے دور میں بنی اسرائیل کے طرف بھیجے گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ خدشہ لاحق ہوا کہ اگر یہ لوگوں میں اسی طرح باقی رہی تو لوگ اس میں غلو کر کے کہیں فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ لہٰذا اس میں غلو کر کے کہیں فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ لہٰذا انہوں نے اسے چھپا کر لوگوں کی پہنچ سے دور کر دیا اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اس کے آثار بھی ختم

کر دیے اور اس میں کوئی ایسا امتیاز باقی نہ رہنے دیا کہ جس سے یہ اندازہ لگایا جا سکے کہ یہ قبر کسی نبی ﷺ کی ہے یا کسی نیک آدمی کی ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ نے ابو العالیہ کے حوالے سے ایک واقعہ ذکر کیا ہے ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے ''تستر'' شہر کو فتح کیا تو ہرمزان کے گھر سے ہمیں ایک چارپائی ملی جس پر ایک میت تھی اور اس کے سرہانے ایک مصحف رکھا ہوا تھا ہم نے وہ مصحف اٹھا کر حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں بھیج دیا۔ انہوں نے حضرت کعب کو بلوا کر اس کا عربی میں ترجمہ کروایا، ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ میں وہ پہلا شخص تھا جس نے اسے پڑھا اور اس طرح پڑھا جس طرح ہم قرآن پڑھتے ہیں۔ خالد بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو العالیہ سے پوچھا کہ اس میں کیا لکھا ہوا تھا؟ تو انہوں نے کہا کہ اس میں تمہاری سیرت، معاملات، کلام کا لہجہ او جو کچھ اس کے بعد ہونے والا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ اس میت کے ساتھ تو نے کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے دن کی روشنی میں تیرہ (۱۳) قبریں بنائیں اور رات کی تاریکی میں (بحکم فاروقی) اسے دفن کر کے تمام قبروں کو برابر کر دیا تا کہ لوگوں سے چھپا دیا جائے اور لوگ اس کو نکال نہ سکیں۔

پھر میں نے ان سے پوچھا کہ وہ لوگ اس میت سے کیا امید رکھتے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ جب آسمان سے بارش نہ ہوتی تو وہ اس کی چارپائی باہر لے آتے اور بارش ہو جاتی۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ تمہارا۔ کیا خیال ہے کہ وہ کس کی تھی؟ تو کہنے لگے ان لوگوں کا خیال تھا کہ یہ حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر تھی۔

میں نے ابو العالیہ سے پوچھا کہ جب تمہیں وہ میت ملی تو اسے فوت ہوئے کتنا عرصہ بیت چکا تھا؟ کہنے لگے تقریباً تین سو سال۔ میں نے پوچھا کہ اتنا عرصہ بیت جانے کے بعد تم نے اس میں کوئی تبدیلی بھی دیکھی؟ کہنے لگے کہ کوئی تبدیلی نہ تھی ماسوائے گدی کے

بالوں کے ان میں اس قدر بے تغیر واقع ہو چکا تھا اور حضرات انبیاء کرام کے جسموں کو مٹی میلا نہیں کرتی اور نہ انہیں درندے کھاتے ہیں۔ (البدایہ والنہایہ لابن کثیر: ۲/۴۰)

مسجد نبوی کی توسیع: حجرہ نبویہ اور قبر نبوی کی مسجد میں شمولیت!

خلفائے بنو امیہ میں ولید بن عبدالملک ایک مشہور ومعروف خلیفہ ہے، ولید بن عبدالملک عمارتین بنانے میں بے حد شوقین تھا اس بنا پر اسے ''مہندس بنوامیہ'' یعنی بنوامیہ کا انجینئر کہا جاتا ہے۔ بنوامیہ اور آل علیؓ کے مابین چشمک کا پایا جانا بھی ایک تاریخی حقیقت ہے، لہٰذا بنوامیہ کو یہ بات قطعا پسند نہ تھی کہ آل علیؓ کسی طرح بھی ان سے ممتاز ہو، اسی دوران ولید بن عبدالملک نے مسجد نبوی کو اس کے شایان شان بنانے کا مصمم ارادہ کر لیا اور وہ چاہتا تھا کہ اس مبارک مسجد کو اپنی عظیم خلافت کی طرح عظیم اور عالی شان بنائے۔ مسجد نبوی کے مشرقی جانب جو گھر آباد تھے ان گھروں میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر بھی تھا جو آل علیؓ کا مسکن تھا اور یہ گھر آل علی کیلئے ایک علامت شرف بھی تھا، ولید یہ چاہتا تھا کہ مسجد کو چاروں طرف سے وسعت دی جائے۔ اور اس میں امہات المؤمنین، حضرت فاطمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھروں کو بھی مسجد میں شامل کر دیا جائے۔ نیز بعض مؤرخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ توسیع مسجد کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا جس میں آنحضرت رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک بھی تھی جس کی دیواریں مرور زمانہ کی وجہ سے کافی خستہ حال ہو چکی تھیں۔

لہٰذا ولید بن عبدالملک نے توسیع مسجد کے سلسلے میں اپنا حکم نامہ مدینہ کے گورنر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو لکھ بھیجا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فقہاء اور شرفائے مدینہ کو جمع کیا اور انہیں ولید کا حکم نامہ پڑھ کر سنایا تو ان تمام لوگوں نے اسے ناپسند جانتے ہوئے اس کی تردید کی اور یہ خیال ظاہر کیا کہ آپ کے گھروں کو ان کی اصلی حالت پر رکھنا ہی لوگوں کیلئے زیادہ

باعث نصیحت ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ان حالات کی خبر خلیفہ وقت ولید بن عبدالملک کو لکھ بھیجی۔ لیکن وہ اپنی رائے پر مصر رہے اور اپنے گورنر حضرت عمر بن عبدالعزیز کو حکم دیا کہ وہ اس پر عمل کریں، اس موقع پر سیدنا سعید بن مسیّب بھی آڑے آئے اور یہ خدشہ ظاہر کیا کہ اس طرح قبر نبوی کو مسجد (یعنی سجدہ گاہ) بنالیا جائے گا۔ (البدایہ والنہایہ ۹/۷۴)

ولید کے اس اقدام کے سلسلہ میں اس سے بھی زیادہ صریح واقعہ وہ ہے جس سمہودی نے وفاء الوفاء میں ذکر کیا ہے۔

چنانچہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو بڑی سختی سے منع کیا اور کہا کہ قبر نبوی کو مسجد نبوی میں شامل نہ کرو۔ لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ مجھے امیر المومنین کا حکم ہے اور اس پر عمل کرنا میرے لئے لازم ہے۔ (وفاء الوفاء: ۲/ ۵۴۸)

جس بات کی طرف حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے اسے امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں ذکر کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اب لوگوں کی تعداد بڑھ چکی ہے لہٰذا مسجد نبوی کی توسیع کر دی جائے تو انہوں نے امہات المومنین رضوان اللہ عنہن اجمعین کے گھر اور حجرہ عائشہؓ جس میں صاحبین مدفون ہیں کو مسجد نبوی میں شامل کر دیا اور قبر مبارک کے اردگرد اونچی اونچی دیواریں بنادیں تاکہ نہ تو وہ مسجد نبوی میں ظاہر ہو اور نہ ہی عوام اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ سکیں۔ پھر قبر اطہر کے شمالی کناروں سے دو دیواریں بنائیں اور انہیں اس طرز پر موڑ دیا کہ پیچھے جا کر دونوں باہم مل گئیں۔ یہ سب اس لیے کہ کوئی نمازی قبر اطہر کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھ سکے۔"

(شرح مسلم: ۵/۱۲،۱۳)

بلکہ صحیح مسلم میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ((لَوْ لَا ذٰلِكَ لَأُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ أَنَّهُ خَشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا۔)) (صحیح مسلم:۱/۲۰۱)

یہ ایک ایسا کام تھا جسے اہل علم اور حکمران طبقہ نے سرانجام دیا جب انہیں مجبورا (حجرہ عائشہ اور قبر نبوی کو مسجد میں داخل کرنا پڑا) تا کہ قبر مبارک مکمل طور پر مستور اور نظروں سے اوجھل رہے اور کوئی اس طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھ سکے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ انہوں نے احادیث رسول اللہ ﷺ سے یہی سمجھا تھا کہ قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا یا قبروں کو سجدہ گاہ بنانا قطعاً درست نہیں ہے۔

اس ساری بحث سے قبر پرست حضرات کا شبہ دور ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ کی قبر مبارک مسجد میں ہے۔ امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

''دین اسلام میں اس بات کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ مسجد اور قبر ایک جگہ جمع ہوں اور ان میں سے جو پہلے بن جائے وہی برقرار رہے گی دوسری کو وہاں نہیں بنایا جائے گا اور اگر کوئی مسجد اور قبر کو بیک وقت بناتا ہے تو یہ بالکل ممنوع ہے۔'' (زاد المعاد:۳/۵۷۲)

حافظ ابن حجرؒ نے بیعت رضوان والے درخت کو چھپا دینے کی حکمت یوں بیان فرمائی ہے۔

''اس میں حکمت یہ تھی کہ کہیں لوگ فتنے میں مبتلا نہ ہو جائیں، اگر یہ درخت باقی رہتا تو جاہل قسم کے لوگ اس کی تعظیم کرتے اور یہ بھی ممکن تھا کہ اس درخت کے بارے میں نفع و نقصان کا اعتقاد رکھنے لگتے۔ جیسا کہ دور حاضر میں اس سے بھی کم چیزوں کے بارے میں اعتقادات رکھے جاتے ہیں۔'' (فتح الباری:۶/۱۱۸)

حافظ ابن کثیرؒ بتوں کی عبادت کی وجہ اور سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کی عبادت کی اصل وجہ قبروں کے بارے میں غلو ہے، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے قبروں کو

مٹانے (یعنی حد شرعی تک رکھنے) کا حکم دیا ہے اور انسان کی تعظیم کے بارے میں مبالغہ آمیزی کو حرام قرار دیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ: ۲۶۲/۱۰)

اس ساری تفصیل سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ قبروں کی تعظیم میں غلو شرک کا سب سے بڑا سبب ہے۔ اگر اس بارے میں ہم اپنے اسلاف کو دیکھیں تو وہ ہمیں بے حد محتاط نظر آتے ہیں، اسلام جس طرح قبروں کی توہین سے منع کرتا ہے، اسی طرح ان کی تعظیم میں غلو کرنے سے بھی منع کرتا ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو ایسے کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے جس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور شرک کا ارتکاب لازم آتا ہو۔ (بصد شکریہ ہفتہ روزہ اہلحدیث 106 راوی روڈ لاہور 25 دسمبر 2009 شمارہ نمبر 49)

شرک کفر دیاں رسما کر کے حال اسے وچ موئے
جیکر ایہ بہشتاں جاسن تاں پھر دوزخی کیہڑے ہوئے

☆☆☆

قبولیت اعمال کی تیسری شرط

3-اتباع سنت

قبولیت اعمال کی تیسری شرط اتباع سنت ہے یعنی تمام اعمال صالحہ کا سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہونا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

(سورة الاحزاب آية: ٢١، پاره ٢١)

''یقیناً تمہارے لیے اللہ کا رسول بہترین نمونہ ہے۔''

دنیا بھر کے لیے اسوہ حسنہ، عمدہ ترین نمونہ صرف امام الانبیاء سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق اپنی عبادت اور حسن اعمال کے لیے کی ہے۔

فرمان ربی ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ○﴾

(سورة الذاريات آية نمبر ٥٦، پاره ٢٧)

''میں نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔''

اور دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَّهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ○﴾

(سورة الملك آية ٢ پاره ٢٩)

''تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں اچھے اعمال کون کرتا ہے۔''

احسن کا معنی ہیں خوبصورت اور حسن و جمال قرآن کریم نے یہ نہیں فرمایا کہ اعمال کس

کے زیادہ ہیں بلکہ یہ فرمایا ہے عمل خوبصورت کس کے ہیں۔

اعمال میں حسن وخوبصورتی تین شرائط سے پیدا ہوتی ہے۔

اولاً: اخلاص نیت۔

ثانیاً: صحت عقیدہ۔

ثالثاً: اعمال کا سنت کے مطابق ہونا۔

اگر اعمال سنت کے مطابق نہ ہوئے تو انسان قیامت کے دن حسرت اور افسوس کرے گا اور اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا۔

اللہ رحیم وکریم فرماتے ہیں:

﴿ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يَالَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًاO يَاوَيْلَتٰى لَيْتَنِي لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا O لَقَدْ اَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَاءَنِي وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا O وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًاO ﴾

''اور اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا ہائے! کاش کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی راہ اختیار کی ہوتی۔ ہائے افسوس! کاش کہ میں نے فلاں کو دوست بنایا ہوتا۔ اس نے تو مجھے اس کے بعد گمراہ کر دیا کہ قرآن میرے پاس آ پہنچا تھا اور شیطان تو انسان کو دغا دینے والا ہے اور رسول کہے گا کہ اے میرے پروردگار! بے شک میری امت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔'' (سورۃ الفرقان آیۃ ۲۷ تا ۳۰، پارہ ۱۹)

سنت کی اہمیت کو مزید اجاگر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌO ﴾ (سورۃ آل عمران آیۃ ۳۱، پارہ)

''کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر سنت کو اس طرح واضح فرمایا:

﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝﴾ (سورة الحشر ۷ پاره ۲۸)

''اور جو کچھ تمہیں رسول دے اس کو لے لو اور جس سے تمہیں روکے اس سے باز آ جاؤ۔''

معلوم ہوا کہ قبولیت اعمال کے لیے تینوں شرائط کا پایا جانا لازم وملزوم ہے ان تینوں شرطوں میں سے ایک بھی شرط اگر عمل میں نہ پائی جائے تو عمل بے کار ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی معبود نہیں سیدنا حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے اور برحق رسول ہیں۔ اس اقرار کے بعد کوئی چارہ باقی نہیں رہتا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں اس کے رسول ﷺ کی اطاعت نہ کی جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ جو کرتے ہیں وہ آپ ﷺ کی مرضی نہیں ہوتی بلکہ وہ وحی الٰہی ہوتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر نازل فرماتا ہے۔

اس دلیل میں اللہ تعالیٰ کا قرآن ہے:

﴿ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى ۝﴾

(سورة النجم آية: ۳،۴)

''اور نہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں'' ''وہ صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور رسول

اللہ ﷺ کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جو بات رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں رہ کر کی جائے وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے جو عبادت اس کی اطاعت سے باہر رہ کر کی جائے وہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔

ہادی کائنات شافع محشر ﷺ کا فرمان ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔))

(صحیح بخاری، حدیث ۲۶۹۷، صحیح مسلم، ۱۷۱۸ ابو داؤد ۴۶۰۶، ابن ماجہ، ۱۴، مسند احمد، ۶/۲۷۰)

''جو شخص امر دین میں اپنی طرف سے کوئی چیز پیدا کردے وہ مردود ہے۔''

ان حالات میں ہر مسلمان پر فرض ہے کہ عبادت کے ادا کرنے میں رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور آپ کے اسوہ حسنہ کو پیش نظر رکھے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری عبادت اور اعمال قبولیت کا شرف حاصل کریں اور اگر سچی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرے اور گناہوں کو بھی معاف فرمائے اور ہمیں جنت میں اعلیٰ مقام بھی عطا فرمائے۔ تو پھر ایک ہی راستہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو اپنے ماں باپ اپنی اولاد بلکہ تمام دنیا سے عزیز جانیں اور عبادت کا جو طریقہ آپ ﷺ نے بیان فرمایا ہے اس کو تلاش کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں اور اس کو اختیار کرنے میں پوری جدوجہد کریں۔

یاد رہے کہ اگر ہم نے سنت کے راستہ سے سرمو انحراف کیا تو ہمارا کیا ہوا اقرار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ایک بے حقیقت نشان ہوگا۔

جیسا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے یہ بات واضح ہوتی ہے جامع

ترمذی میں امام ترمذیؒ نے بایں الفاظ تبویب قائم فرمائی۔(بَابُ فِي الذِبْحِ بَعْدَ الصَّلَاةِ) اس تبویب کے تحت سیدنا براٗ بن عازبؓ کی روایت نقل فرما کر ثابت کر دیا ہے کہ سنت نبوی کے خلاف اگر کوئی صحابی بھی عمل کرے تو اس کا عمل بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ قبولیت نہیں حاصل کر سکتا ہے۔

((عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ لَا يَذْبَحَنَّ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُصَلِّيَ قَالَ فَقَالَ خَالِي فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا يَوْمٌ اَللَّحْمُ فِيْهِ مَكْرُوْهٌ وَاِنِّي عَجَلْتُ نَسِيْكَتِي لِاُطْعِمَ اَهْلِيْ وَ اَهْلَ دَارِيْ اَوْ جِيْرَانِيْ قَالَ فَأَعِدْ ذَبْحَكَ بِاٰخَرَ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ عَنَاقُ لَبَنٍ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ اَفَاَذْبَحُهَا قَالَ نَعَمْ وَهُوَ خَيْرُ نَسِيْكَتِكَ وَلَا تُجْزِئُ جَذْعَةٌ بَعْدَكَ۔))

(جامع الترمذی مترجم، ٥٤٩، ج/١، (نعمانی کتب خانہ لاھور)

''سیدنا حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ شاہ مدینہ ﷺ نے قربانی کے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ نماز عید سے پہلے کوئی بھی اپنی قربانی ذبح نہ کرے۔سیدنا براء فرماتے ہیں کہ میرے خالو (ابو بردہ بن نیار جن کا نام ہانی ہے) کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ ایسا دن ہے کہ اس دن گوشت سے نفرت ہوتی ہے (یعنی گوشت بہت زیادہ ہوتا ہے) اسی لیے میں نے اپنی قربانی جلدی ذبح کر دی ہے تاکہ اپنے گھر والوں اور اہل محلّہ کو گوشت کھلاؤں تو رحمت دو عالم ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا اس کی جگہ دوسری قربانی ذبح کرو تو میرے خالو کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ اب میرے پاس ایک بکری ہے جس کی عمر ایک سال سے کم ہے جو دودھ والی دو بکریوں سے موٹی ہے کیا میں اس کو ذبح کر سکتا ہوں آپ نے فرمایا ہاں وہ تمہاری قربانیوں سے بہتر ہے اب تیرے بعد کسی کو جذعہ قربانی کرنا ☆ درست نہیں

ہے۔"

(☆ قربانی کھیرے جانور کی ہرگز جائز نہیں۔اگر چہ جانور کتنا بھی خوبصورت اور موٹا تازہ ہو بے شک وہ جنت سے آیا ہو جب تک وہ کھیرا ہے اس کی قربانی نہیں ہوسکتی کیونکہ مہر نبوی اس پر نہیں ہے۔آپ کا فرمان ہے۔(لا تذبحوا الا مسنة) کہ صرف دودانتا جانور ہی ذبح کرو۔)

قابل غور بات یہ ہے کہ صحابی رسول ﷺ جس کا عقیدہ اور نیت بالکل درست ہیں لیکن عمل خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے شاہ امم ﷺ نے دوبارہ قربانی کرنے کا حکم فرمایا اس سے روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے ہر عمل کے لیے جہاں صحت عقیدہ اور صحت نیت ضروری ہے وہاں سنت نبوی کا ہونا بھی اتنا ہی ضروری ہے جیسا کہ تین صحابہ کرام کا قصہ جو کہ صحیحین میں موجود ہے جن تین صحابہ کرام نے سنت نبوی سے ہٹ کر عمل کا ارادہ کیا تھا۔

سیدنا حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ:

"سیدنا حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ دونوں باپ بیٹا صحابی ہیں غزوہ بدر میں ان کی عمر چھوٹی تھی پہلا معرکہ جس میں سیدنا براء نے شرکت کی علی اختلاف روایۃ وہ احد ہے یا خندق، جنگ جمل وصفین میں جناب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ان کی وفات کوفہ میں ہوئی۔)

تین صحابہ کا قصہ جنہوں نے خلاف سنت عمل کرنے کا ارادہ کیا:

((عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى اَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِیِّ ﷺ فَلَمَّا أُخْبِرُوْا بِهَا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَمَّا اَنَا فَأُصَلِّی اللَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ الْآخَرُ اَنَا أَصُوْمُ النَّهَارَ اَبَدًا وَلَا أُفْطِرُ وَقَالَ الْآخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ النَّبِیُّ ﷺ إِلَيْهِمْ
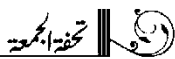
فَقَالَ ''أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟ أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔))

(صحیح البخاری حدیث نمبر ٥٠٦٣، صحیح مسلم حدیث ١٤٠١، مشکاۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ حدیث نمبر ١٤٥)

''سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسوہ کامل نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس تین آدمی آئے اور آپ کی عبادات کے متعلق سوالات کیے جب بتلایا گیا، تو انہوں نے اپنی عبادت کو کم جانا اور کہنے لگے ہم آپ کی عبادت کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام گناہ معاف فرما رکھے ہیں تو ان تینوں میں سے ایک کہنے لگا میں پوری رات نماز ہی پڑھتا رہوں گا دوسرا کہنے لگا میں دن کو ہمیشہ روزہ ہی رکھا کروں گا کبھی افطار نہیں کروگا تیسرا کہنے لگا میں شادی نہیں کرونگا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور فرمایا کہ ایسی ایسی باتیں تم نے کہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی قسم کیا میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا کیا تم سب سے زیادہ متقی نہیں ہوں لیکن اس کے باوجود میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادیاں بھی کر رکھی ہیں۔ یاد رکھو جس نے میری سنت سے بے رغبتی اختیار کی وہ مجھ سے نہیں۔''

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ:

''سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب کچھ اس طرح ہے۔ کہ انس بن مالک بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام الانصاری الخزرجی البخاری ہے شاہ امم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے دس (١٠) سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مصروف رہے، جب سالار اعظم مدینہ منورہ

تشریف لائے اس وقت سیدنا انس دس (10) سال کے تھے۔

ان کی 2286 روایات ہیں ان میں 168 متفق علیہ ہیں۔ 183 احادیث میں امام بخاریؒ منفرد ہیں، اور 91 احادیث میں امام مسلمؒ منفرد ہیں۔ صحابہ میں سب سے زیادہ اولاد سیدنا انس کی تھی۔ آپ ﷺ کی والدہ کے کہنے پر سید الرسل ﷺ نے خصوصی دعا فرمائی تھی۔

((اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِي مَالِهِ وَوَلَدِهِ وَاَطِلْ عُمْرَهُ وَاغْفِرْ ذَنْبَهُ۔))

ان کے 98 بچے تھے ان کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا۔ ان باغیچے میں ایک ریحان کا پودا تھا جس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ ان کی عمر 100 سال سے زیادہ تھی بصرہ میں سب سے آخر میں فوت ہونے والے صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔ مرعاۃ المفاتیح

((عَنْ اَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ عَلِمْتَ اِنَّكَ نَبِيٌّ ﷺ حَتّٰى اِسْتَيْقَنْتَ ؟ فَقَالَ يَا اَبَا ذَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَتَانِي مَلَكَانِ وَاَنَا بِبَعْضِ بَطْحَاءِ مَكَّةَ فَوَقَعَ اَحَدُهُمَا اِلَى الْاَرْضِ كَانَ الْآخَرُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ أَهُوَ هُوَ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَزِنْهُ بِرَجُلٍ فَوُزِنْتُ بِهٖ فَوَزَنْتُهُ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِعَشَرَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِمِائَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِاَلْفٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَنْتَشِرُوْنَ عَلَيَّ مِنْ خِفَّةِ الْمِيْزَانِ قَالَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ لَوْ وَزَنْتَهُ بِاُمَّةٍ لَرَجَحَهَا۔))

(رواه الدارمي حديث نمبر ١٤ مشكاة المصابيح ٥٧٧٤، طبع بيروت)

''سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ نبی ہیں یہاں تک کہ آپ نے یقین کر لیا تو آپ نے

ارشاد فرمایا اے ابوذر ؓ میرے پاس دو فرشتے آئے تھے میں اس وقت مکہ کی کسی ایک وادی میں تھا ان دونوں (فرشتوں) میں سے ایک (فرشتہ) زمین پر اتر آیا جب کہ دوسرا زمین و آسمان کے درمیان میں تھا۔ تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ کیا یہ وھی ہے؟ تو اس نے جواب دیا ہاں وہی ہے تو اس فرشتے نے کہا کہ اس کا وزن ایک آدمی کے ساتھ کر جب وزن کیا گیا تو میرا وزن اس سے زیادہ تھا۔ پھر اس نے کہا کہ دس آدمیوں کے ساتھ وزن کر پھر جب ان کے ساتھ وزن کیا گیا تو بھی میں بھاری رہا، پھر اس نے کہا سو (۱۰۰) آدمیوں کے ساتھ تولو جب وزن کیا گیا تو بھی میں ان پر غالب رہا، پھر اس نے کہا کہ ایک ہزار آدمیوں سے وزن کر جب ان کے ساتھ وزن کیا گیا تو پھر بھی میرا پلڑا بھاری رہا، مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وزن کے ہلکا ہونے کی وجہ سے مجھ پر گر پڑیں گے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے ایک فرشتے نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اگر تو ساری امت کے ساتھ وزن کرے تو آپ ﷺ امت پر بھی غالب آجائیں۔''

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس نبی ﷺ کی ذات پوری امت سے بھاری ہے اس کی بات بھی ساری امت سے بھاری ہے۔

سیدنا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ:

(سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا نام جندب بن جنادہ ہے، قدیم الاسلام ہیں۔ اور کبار صحابہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ مکۃ مکرمہ میں اسلام لانے والے یہ پانچویں شخص ہیں، پھر یہ اپنے علاقہ میں چلے گئے تھے خندق کے بعد مدینہ منورہ منتقل ہو گئے تھے۔

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی کل مرویات 281 ہیں جن میں 12 متفق علیہ ہیں 2 حدیثوں میں امام بخاری منفرد ہیں اور 19 احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔ خلافت عثمانی میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔)

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝﴾ (سورۃ نساء، ٦٥)

”سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ آپ کو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے پھر نہ پاویں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں خوشی سے۔“

خلاصہ تفسیر:

پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ (جو صرف زبانی ایمان ظاہر کرتے پھرتے ہیں عنداللہ) ایمان دار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو، اس میں یہ لوگ آپ ﷺ سے (اور آپ ﷺ نہ ہوں تو آپ ﷺ کی شریعت سے) فیصلہ کرادیں پھر (جب آپ تصفیہ کر دیں تو) اس آپ ﷺ کی تصفیہ سے اپنے دلوں میں (انکار کی) تنگی نہ پاویں اور (اس فیصلہ کو) پورا پورا (ظاہر سے باطن سے) تسلیم کرلیں۔

معارف ومسائل:

رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرنا کفر ہے:

اس آیت میں رسول کریم ﷺ کی عظمت او رعلوِ مرتبت کے اظہار کے ساتھ آپ ﷺ کی اطاعت جو بے شمار آیاتِ قرآنیہ سے ثابت ہے اس کی واضح تشریح بیان فرمائی ہے، اس آیت میں قسم کھا کر حق تعالیٰ شانہ، نے فرمایا کہ کوئی آدمی اس وقت تک مؤمن یا مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک وہ آنحضرت ﷺ کے فیصلہ کو ٹھنڈے دل سے پوری طرح تسلیم نہ کرے کہ اس کے دل میں بھی اس فیصلہ سے کوئی تنگی نہ پائی جائے۔

آنحضرت ﷺ بحیثیت رسول خود امت کے حاکم اور ہر پیش آنے والے جھگڑے کا

فیصلہ کرنے کے ذمہ دار ہیں، آپ ﷺ کی حکومت اور آپ ﷺ کا فیصلہ کسی کے حکم بنانے پر موقوف نہیں، پھر اس آیت میں مسلمانوں کو حکم بنانے کی تلقین اس لیے فرمائی گئی ہے کہ حکومت کے مقرر کردہ حاکم اور اس کے فیصلہ پر تو بہت سے لوگوں کو اطمینان نہیں ہوا کرتا، جیسا اپنے مقرر کردہ ثالث یا حکم پر ہوتا ہے۔ مگر آنحضرت ﷺ صرف حاکم نہیں، بلکہ رسولِ معصوم بھی ہیں۔ رحمۃ للعالمین بھی ہیں، امت کے شفیق و مہربان باپ بھی ہیں۔ اس لئے تعلیم یہ دی گئی کہ جب بھی کسی معاملہ میں یا کسی مسئلہ میں باہم اختلاف کی نوبت آئے تو فریقین کا فرض ہے کہ رسولِ کریم ﷺ کو حکم بنا کر فیصلہ کرائیں۔ اور پھر آپ کے فیصلہ کو دل وجان سے تسلیم کر کے عمل کریں۔

اختلافات میں آپ ﷺ کو حکم بنانا آپ کے عہد مبارک کے ساتھ مخصوص نہیں:

حضرات مفسرین نے فرمایا کہ ارشادِ قرآنی پر عمل آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک کے ساتھ مخصوص نہیں، آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ کا فیصلہ خود آپ ﷺ ہی کا فیصلہ ہے، اس لئے یہ حکم قیامت تک اس طرح جاری ہے کہ آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں خود بلا واسطہ آپ سے رجوع کیا جائے اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی شریعت کی طرف رجوع کیا جائے جو درحقیقت آپ ﷺ ہی کی طرف رجوع ہے۔

چند اہم مسائل:

پہلا مسئلہ: اول یہ کہ وہ شخص مسلمان نہیں جو اپنے ہر جھگڑے اور ہر مقدمہ میں رسول کریم کے فیصلہ پر مطمئن نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے اس شخص کو قتل کر ڈالا جو آنحضرت ﷺ کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا اور پھر معاملہ کو حضرت عمرؓ کے پاس لے گیا، اس مقتول کے اولیاء نے رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں حضرت عمرؓ پر دعویٰ کر دیا کہ انہوں نے ایک مسلمان کو بلا وجہ قتل کر دیا، جب یہ استغاثہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا تو

بیساختہ حضور کی زبان مبارک سے نکلا۔

((مَا كُنْتُ اَظُنَّ اَنَّ عُمَرَ يَجْتَرِءُ عَلٰى قَتْلِ رَجُلٍ مُؤْمِنٍ۔))

''یعنی مجھے یہ گمان نہ تھا کہ عمر کسی مرد مومن کے قتل کے جرأت کریں گے۔''

اس سے ثابت ہوا کہ حاکم اعلیٰ کے پاس اگر کسی ماتحت حاکم کے فیصلہ کی اپیل کی جائے تو اسکو اپنے حاکم ماتحت کی جانب داری کی بجائے انصاف کا فیصلہ کرنا چاہیے، جیسا اس واقعہ میں آیت نازل ہونے سے پہلے آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کے فیصلہ پر اظہار ناراضی فرمایا، پھر جب یہ آیت نازل ہوئی تو حقیقت کھل گئی کہ اس آیت کی رو سے وہ شخص مؤمن ہی نہیں تھا۔

دوسرا مسئلہ:

اس آیت سے یہ نکلا کہ لفظ فیما شجر صرف معاملات اور حقوق کے ساتھ متعلق نہیں، عقائد اور نظریات اور دوسرے نظری مسائل کو بھی حاوی ہے۔(بحر محیط)

اس لیے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جب بھی کسی مسئلہ میں باہم اختلاف کی نوبت آئے تو باہم جھگڑتے رہنے کی بجائے دونوں فریق رسول اللہ ﷺ کی طرف اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی شریعت (یعنی حدیث) کی طرف رجوع کر کے مسئلہ کا حل تلاش کریں۔

تیسرا مسئلہ:

یہ معلوم ہوا کہ جو کام آنحضرت ﷺ سے قولاً یا عملاً ثابت ہو، اس کے کرنے سے دل میں تنگی محسوس کرنا بھی ضعفِ ایمان کی علامت ہے، مثلاً جہاں شریعت نے تیمّم کر کے نماز پڑھنے کی اجازت دی وہاں تیمّم کرنے پر جس شخص کا دل راضی نہ ہو وہ اس کو تقویٰ نہ سمجھے بلکہ اپنے دل کا روگ سمجھے، رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کوئی متقی نہیں ہوسکتا۔ جس صورت میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت دی اور خود بیٹھ کر ادا فرمائی اگر کسی شخص کا دل اس پر راضی نہ ہو اور ناقابل برداشت محنت و مشقت اٹھا کر کھڑے ہو کر ہی نماز ادا کرے، تو وہ سمجھ لے کہ اس کے دل میں روگ ہاں معمولی ضرورت یا تکلیف کے وقت اگر رخصت کو چھوڑ کر عزیمت پر عمل کرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تعلیم کے مطابق درست ہے، مگر مطلقاً شرعی رخصتوں سے تنگدلی محسوس کرنا کوئی تقویٰ نہیں، اس لیے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يُحِبُّ اَنْ تُؤْتٰی رُخَصُهٗ كَمَا يُحِبُّ اَنْ تُؤْتٰی عَزَائِمُهٗ۔))

"یعنی اللہ تعالیٰ جس طرح عزیمتوں پر عمل کرنے سے خوش ہوتے ہیں اسی طرح رخصتوں پر عمل کرنے کو بھی پسند فرماتے ہیں۔"

عام عبادات واذکار واوراد درود وتسبیح میں سب سے بہت طریقہ وہی ہے جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا معمول رہا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا جس پر عمل رہا، مسلمانوں کا فرض ہے کہ حدیث کی مستند روایات سے اس کو معلوم کر کے اس کو اپنا لائحہ علم بنائیں۔

ایک اہم فائدہ:

گزشتہ تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم امت کے صرف مصلح اور اخلاقی رہبر ہی نہیں تھے بلکہ وہ ایک عادل حاکم بھی تھے، پھر حاکم بھی اس شان کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو ایمان کفر کا معیار قرار دیا گیا، جیسا کہ بشرِ منافق کے واقعہ سے ظاہر ہے، اس چیز کی وضاحت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں متعدد مقامات پر اپنی اطاعت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو بھی لازمی قرار دیا ہے، ارشاد ہوتا ہے۔

﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ۔﴾

"یعنی تم اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو۔"

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ "یعنی جو رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت کی۔"

ان آیات میں غور کرنے سے آپ ﷺ کی شانِ حاکمیت بھی نکھر کر سامنے آجاتی ہے، جس کی عملی صورت ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے پاس اپنا قانون بھیجا، تاکہ آپ مقدمات کے فیصلے اسی کے مطابق کرسکیں، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

﴿إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ﴾

"یعنی ہم نے آپ پر کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا، تاکہ آپ لوگوں کے درمیان میں اس طرح فیصلہ کریں جس طرح اللہ آپ کو دکھلائے اور سمجھائے۔"

(معارف القرآن جلد دوم ص ٤٦٠ تا ٤٦٣)

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

(سورة نساء، ٦٥، تفهيم ترجمه مولانا مودودی مرحوم، ٣٦٨)

اے محمد ﷺ تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں۔ بلکہ تسلیم سربسر تسلیم کرلیں۔

حاشیہ نمبر ۹۴:

یعنی خدا کی طرف سے رسول اللہ ﷺ اس لیے نہیں آتا ہے کہ بس اس کی رسالت پر ایمان لے آؤ اور پھر اطاعت جس کی چاہو کرتے رہو بلکہ رسول کے آنے کی غرض ہی یہ ہوتی ہے کہ زندگی کا جو قانون وہ لے کر آیا ہے تمام قوانین کو چھوڑ کر صرف اسی کی پیروی کی

جائے۔ اور خدا کی طرف سے جو احکام وہ دیتا ہے، تمام احکام کو چھوڑ کر صرف انہی پر عمل کیا جائے اگر کسی نے یہی نہ کیا تو پھر اس کا محض رسول کو رسول مان لینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

حاشیہ نمبر ۹۵:

اس آیت کا حکم صرف حضور ﷺ کی زندگی تک محدود نہیں ہے بلکہ قیامت تک کے لیے ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ﷺ لاتے ہیں اور جس طریقہ پر اللہ کی ہدایت و راہنمائی کے تحت آپ نے عمل کیا ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کن سند ہے اور اس سند کو ماننے یا نہ ماننے ہی پر آدمی کے مومن ہونے اور نہ ہونے کا فیصلہ ہے حدیث میں اسی بات کو نبی ﷺ نے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ۔

((لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوٰهُ تَبَعاً لِمَا جِئْتُ بِهٖ۔))

''تم سب سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش نفس اس طریقہ کی تابع نہ ہو جائے جسے میں لے کر آیا ہوں پس قارئین کے لیے آیۂ مبارکہ مکمل لکھی جاتی ہے تاکہ اس آیۂ کریمہ کو بار بار پڑھ کر فرمان باری تعالیٰ کی حقیقت سمجھ میں۔''

بدعت

ہر بدعتی عملاً مدعی نبوت ہوتا ہے جیسا کہ نبی ﷺ اپنے دورِ نبوت میں وحی الٰہی کی روشنی میں امت کو اعمال کی تعلیمات دیتا ہے اسی طرح بدعتی آدمی اپنی طرف سے خانہ ساز شریعت کو رواج دیتا ہے نبی ﷺ کے فرامین کو ناقص سمجھتا ہے تب ہی تو دین میں اضافہ کرتا ہے اسی لیے طبیب اعظم ﷺ اپنے ہر خطبہ میں فرمایا کرتے تھے۔

''کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَکُلُّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ۔''

(رواۃ مسلم، ۹۳، ۸۶۷، مشکاۃ ۱۴۱)

بروز عیدین نماز عید سے پہلے یا نماز عید کے بعد کوئی کسی قسم کی نماز عیدگاہ میں پڑھنی بدعت ہے۔ (اگر کوئی اشراق یا ضحیٰ پڑھنا چاہے تو وہ اپنے گھر میں پڑھ سکتا ہے۔)

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ المتوفی 60ھ فرماتے ہیں۔

((اَنَّ رَجُلًا یَوْمَ الْعِیْدَ اَرَادَ اَنْ یُصَلِّیَ قَبْلَ صَلَاۃِ الْعِیْدِ فَنَهَاهُ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ فَقَالَ رَجُلٌ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنِّی اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَا یُعَذِّبُ عَلَی الصَّلَاۃِ قَالَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ وَاِنِّی اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَا یُثِیْبُ عَلٰی فِعْلٍ حَتّٰی یَفْعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَوْ یَحُثَّ عَلَیْهِ فَتَکُوْنُ صَلٰوتِهِ عَبَثًا وَالْعَبَثُ حَرَامٌ فَلَعَلَّهُ تَعَالٰی یُعَذِّبُكَ بِهِ لِمُخَالَفَتِكَ لِرَسُوْلِهِ کَذٰلِكَ فِی الْجَنَّۃِ۔))

''ایک شخص نے عید کے دن نماز عید قبل نفل نماز پڑھنا چاہی تو سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ نے اس کو روک دیا اس نے کہا امیر المومنین میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے پر سزا نہیں دیں گا۔ سیدنا حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں بالیقین جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کسی فعل پر ثواب نہ دے گا، جب تک کہ اس فعل کو رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا ہو، یا اس کی ترغیب نہ دی ہو۔ بس تیری یہ نماز فعل عبث ہے اور فعل عبث حرام ہے اور شاید کہ تجھے اللہ اپنے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی وجہ سے سزا دے۔''

حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے نماز عید سے قبل یہ نفل ثابت نہیں نہ آپ نے فعلاً ادا کیے اور نہ ہی قولاً اس کی ترغیب دی ہے۔

اسی لیے یہ فعل عبث ہے اور فعل عبث حرام ہے اور ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نماز جیسی اہم اور پسندیدہ عبادت پر محض اس لیے سزا دے کہ اس کے پیارے رسول اللہ ﷺ کے فعل سے ثابت نہیں اور آپ نے اس کی ترغیب بھی نہیں دی آج کل کے مفتی اس وقت ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کیسے کیسے فتوے لگاتے کہ وہ نماز جیسی

عبادت سے منع کرتے ہیں۔

کائنات کے مالک کا فرمان ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهِ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ (سورة النور آية ٦٣، پاره ١٨)

''سنو! جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب (نہ) پہنچے۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے طاؤس تابعی کو عصر کے بعد نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (اس روایت میں تصریح ہے کہ یہ نماز صرف دو رکعت تھی) تو منع کیا انہوں نے عصر کے بعد نماز پڑھنے کی نہی کی روایت پیش کی حضرت ابن عباسؓ نے سخت لہجے میں ارشاد فرمایا۔

((مَا اَدْرِي اَيُعَذَّبُ اَمْ يُؤْجَرُ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَمْرًا اَنْ يَكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةَ۔))

(مستدرك حاكم جلد ١/ ١١٠)

''میں نہیں جانتا کہ اس کو اس نماز پر سزا ہوگی یا اجر ملے گا کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو یہ فرماتے ہیں کہ کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ فرمائیں تو اپنے خیال کو اس میں جگہ دیں۔''

حضرات قارئین آپ نے ملاحظہ کیا کہ سیدنا حضرت ابن عباسؓ نے خلاف سنت نماز پڑھنے پر بھی سیدنا طاؤس رحمہ اللہ کو سزا کا مستوجب گردانا ہے۔

سیدنا حضرت سعید بن میسّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص عصر کی نماز کے بعد اکثر دو رکعت پڑھا کرتا تھا اس نے سعید بن میسّب رحمہ اللہ سے دریافت کیا۔

((يَا اَبَا مُحَمَّدٍ أَيُعَذِّبُ اللّٰهُ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ يُعَذِّبُكَ بِخِلَافِ السُّنَّةِ۔)) (مسند دارمی، ص:٦٢)

''اے ابو محمد کیا اللہ تعالیٰ مجھے نماز پڑھنے کی وجہ سے سزا دے گا حضرت سعید بن مسیبؒ نے فرمایا کہ نہیں لیکن تجھے اللہ تعالیٰ سنت کی مخالفت کی وجہ سے سزا دے گا۔''

(سیدنا سعید بن مسیب یہی کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں اگر چہ نفس نماز پر اللہ تعالیٰ کسی کو سزا نہیں دے گا کیونکہ وہ عبادت ہے مگر ایسی نماز جس میں سنت کی خلاف ورزی ہو اللہ تعالیٰ اس پر ضرور سزا دے گا۔)

سیدنا حضرت سعید بن میّب تابعی رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا سعید بن میّب کی کنیت ابو محمد ہے قریش کے مخزوم قبیلہ سے ان کا تعلق ہے اور مدنی ہیں۔ خلافت عمرؓ میں ان کی ولادت ہوئی کبار تابعین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ سیدنا سعید بن میّب فقہ حدیث زہد وتقویٰ وطہارت کے جامع تھے۔ سیدنا عمرؓ کے تمام فیصلہ جات اور مرویات ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کو حفظ تھیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ ان کی ملاقات ثابت ہے۔ ان کو امام زہری اور دیگر تابعین روایت کا شرف حاصل ہیں۔

(امام مکحول تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سعید بن میّب رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا عالم اور فقیہ روئے زمین پر مجھے نظر نہیں آیا۔ سعید بن میّب کا اپنا قول ہے کہ میں نے چالیس حج کیے ہیں سیدنا سعید بن میّب سن ۹۳ میں فوت ہوئے۔)

سیدنا عثمان بن ابی العاصؓ المتوفی ۵۵ھ کو کسی ختنہ میں دعوت دی گئی تو انہوں نے اس میں شمولیت سے صاف انکار کر دیا جب ان سے انکار کی وجہ دریافت کی گئی تو صاف الفاظ میں یہ جواب ارشاد فرمایا:

((اِنَّ كُنَّا لَا نَأْتِي الْخِتَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَا نُدْعَى لَهٗ۔))

(مسند احمد جلد ٤ صفحہ ٢١٧)

ہم زمانہ رسالت مآب میں ختنوں میں نہیں جایا کرتے تھے اور نہ اس کے لیے ہمیں دعوت دی جاتی تھی۔

کیونکہ سید ولد آدم امام الانبیاء ﷺ کے عہد مبارک میں ختنوں میں بلائے جانے کا دستور نہ تھا۔ اور نہ لوگوں کو دعوتیں موصول ہوتی تھیں۔ اس لیے میں بھی اس میں شریک نہیں ہوتا آپ نے دیکھ لیا کہ سیدنا ابن عباس سیدنا علی سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہم وغیرہم جلیل القدر صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم نے نماز جیسی بہترین عبادت اور ذکر جیسی اعلی قربت وغیرہ کو مخصوص کیفیت اور خاص ہیئت اور پابندی کے ساتھ ادا کرنے سے محض اس لیے منع کیا کہ اس طور و طریقہ سے یہ کام جناب سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا اور نہ ہی اسکی ترغیب دی ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کے عہد مبارک میں ایسا ہوتا تھا۔

اس لیے امور بدعت اور معمولی بدعت بھی بدعت عظمیٰ اور بدعت ظلما ہیں بلکہ ضلالت بھی ہیں اور گمراہی بھی۔ (اعاذنا الله منها)

سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ:

سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو ثقیف سے تھا ان کا شمار بلند مرتبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ یہ طائف کے رہنے والے تھے۔ سن ۹ ہجری میں ۱۶ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ سیدنا حضرت ابو بکر اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم کے شاگردوں میں ہیں۔

طائف میں منصب امارت پر فائز رہے ہیں سن ۱۴ ہجری میں سیدنا عمرؓ نے ان کو بصرہ میں معلم مقرر فرمایا تھا۔

سن ۱۵ ہجری میں عمان اور بحرین کے گورنر مقرر ہوئے اسی سال انہوں نے بحری بیڑا تیار کیا۔ جسے اپنے بھائی حکم رضی اللہ عنہم کی قیادت میں ہندوستان روانہ کیا۔ اسلامی حکومت کا یہ سب سے پہلا بیڑا تھا جو صحابی رضی اللہ عنہ رسول کے حکم سے تیار کیا گیا۔ سن ۵۵ ہجری میں جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔

عمل: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم برحق کے نزدیک وہی مقبول ہوگا جو اخلاص اور اتباع سنت کی کسوٹی پر پورا اترتا ہو اگرچہ مقدار میں کم ہی کیوں نہ ہو اور ایسا عمل بالکل رائیگاں ہوگا جو دیکھنے میں پہاڑ جتنا نظر آئے۔ لیکن اس میں اخلاص اور اتباع سنت کی جان و روح نہ ہو۔

صدیقہ کائنات سیدہ عائشہؓ نے ایک موقعہ پر کیا ہی خوب ارشاد فرمایا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے سیدنا حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی گھر میں کسی بیوی نے کہا اگر عبدالرحمٰن کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو ہم عقیقہ میں ایک اونٹ ذبح کریں گے۔ سیدہ عائشہؓ نے فرمایا:

((اَلسُّنَّةُ اَفْضَلُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَئَتَانِ وَ عَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ۔))

(مستدرك حاكم جلد ٤ صفحه٢٣٨)

''سنت ہی افضل ہے وہ یہ ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے عقیقہ میں ایک ہی بکری کافی ہے۔''

اونٹ اور دو بکریوں کی قیمت اور گوشت کا اگر موازنہ کیا جائے تو نمایاں فرق نظر آئے گا مگر سیدہ عائشہؓ بکریوں کی بجائے اونٹ پر محض اس لیے راضی نہیں۔ کہ یہ سنت کے خلاف ہے اس لیے اگر اس کی قیمت یا گوشت زیادہ ہے تو پھر بھی اس کی چنداں قدر نہیں ہے۔ سنت ہی افضل ہے اور اس کی پابندی لازم ہے۔ (المنہاج الواضح: ص، ۱۳۷)

صدیقہ کائنات سیدہ عائشہ طیبہ مطہرہ رضی اللہ عنہا:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، خلیفہ اول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں ان کی کنیت ام عبداللہ ہے ان کی والدہ کا نام ام رومان بنت عامر بن عویمر ہے۔ اَفقۃ النساء ہیں امہات المؤمنین میں خدیجہ کے علاوہ سب سے افضل ہیں۔ سن ۱۰، نبوت مکہ میں نکاح ہوا نو (۹) سال کی عمر میں رخصتی ہوئی ۹ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں رہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس وقت سیدہ عائشہ کی عمر ۱۸ سال تھی۔ تمام ازواج مطہرات میں سے صرف سیدہ عائشہ باکرہ تھیں۔ صحابہ وتابعین کی ایک بہت بڑی جماعت نے آپ سے روایت حاصل کی ہے۔ سن ۵۷، میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی نماز جنازہ سیدنا ابوہریرہؓ نے پڑھائی سیدہ عائشہ کی وصیت کے مطابق رات کے وقت جنت البقیع میں تدفین عمل میں لائی گئی۔ سیدہ عائشہ کی کل مرویات (۲۲۱۰) ہیں۔ ۱۷۴ متفق علیہ ہیں ۵۴ احادیث میں امام بخاری منفرد ہیں۔ ۶۸ احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔

سیدنا حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ:

سیدنا عبدالرحمٰن سیدنا ابی بکر رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے ہیں ان کی والدہ کا نام ام رومان ہے صلح حدیبیہ والے سال مسلمان ہوئے اور مثالی مسلمان ثابت ہوئے سن ۵۳ ہجری میں وفات ہوئی۔ ان سے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا وسیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں۔

☆☆☆

مسدس حالی سے حضرت شیخ الحدیث کا خصوصی انتخاب

توحید کی تعلیم

کہ ہے ذاتِ واحد عبادت کے لائق
زبان اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اسی پر ہمیشہ بھروسا کرو تم
اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اس کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم
اس کی طلب میں مرو گر مرو تم
مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی

خرد اور ادراک رنجور ہیں واں
مہ و مہر ادنیٰ سے مزدور ہیں واں
جہاندار مغلوب و مقہور ہیں واں
نبی اور صدیق مجبور ہیں واں
نہ پرستش ہے رہبان و احبار کی واں
نہ پروا ہے ابرار و احرار کی واں

تم اوروں کی مانند دھوکا نہ کھانا
کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
مری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا
بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا
سب انسان ہیں واں جس طرح سرفگندہ
اسی طرح ہوں میں بھی اک اس کا بندہ

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم
نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

اسی طرح دل ان کا ایک اک سے توڑا
ہر اک قبلۂ کج سے منہ ان کا موڑا
کہیں ماسویٰ کا علاقہ نہ چھوڑا
خداوند سے رشتہ بندوں کا جوڑا
کبھی کے جو پھرتے تھے مالک سے بھاگے
دیے سر جھکا ان کے مالک کے آگے

☆☆☆

شرک اور توحید

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی ﷺ کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
امام کا رتبہ نبی ﷺ سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے
وہ دیں جس سے توحید پھیلی جہاں میں
ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں
وہ بدلا گیا آ کے ہندوستان میں

☆☆☆

بعثت خاتم النبیین ﷺ

وہ ﷺ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے درگزر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا
قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اتر کر حراء سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

مس خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دیکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی اک آن میں اس کی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا

☆☆☆

1

سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: مالک بن انس بن ابی عامر بن عمرو بن حارث

کنیت: ابوعبداللہ (آپ خالص عربی النسل تھے۔)

ولادت: 93ھ میں پیدا ہوئے۔

وفات: 179ھ میں انتقال ہوا۔

تالیفات: مؤطا امام مالک ان کی مشہور کتاب ہے۔

☆☆☆

2

سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: نام احمد ہے۔ شیبانی۔ ذھلی، بصری، بغدادی، آپ کی نسبتیں ہیں۔

کنیت: ابوعبداللہ۔

لقب: شیخ الاسلام اور امام السنہ ہیں۔

ولادت: 164ھ میں ولادت ہوئی۔

وفات: 241ھ میں انتقال ہوا۔

تالیفات: مسند احمد ان کی مشہور کتاب ہے۔

☆☆☆

3

سیدنا امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن فضل بن بہرام بن عبدالصمد

کنیت: ابومحمد

ولادت: 181ھ سمرقند میں پیدا ہوئے۔

وفات: 255ھ میں انتقال ہوا۔

تالیفات: سنن دارمی ان کی مشہور کتاب ہے۔

☆☆☆

4

سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ۔

کنیت: ابوعبداللہ، لقب امیر امیر المومنین فی الحدیث۔

پیدائش: 13 شوال 194ھ یوم الجمعۃ۔

وفات: 256ھ کو وفات پائی۔

تصنیفات: تاریخ کبیر، تاریخ اوسط، تاریخ صغیر، خلق افعال العباد، جزء رفع الیدین، جزء القراۃ، الادب المفرد، تفسیر کبیر، الجامع الصحیح البخاری، وغیرہم کثیر ماہم۔

☆☆☆

5

سیدنا امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: مسلم بن حجاج بن مسلم بن ورد بن کوشاد

کنیت: ابوالحسن

لقب: عساکرالدین

پیدائش: 206ھ نیشاپور میں پیدا ہوئے۔

وفات: 261ھ

تالیفات: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی چند معروف تالیفات یہ ہیں۔
صحیح مسلم، المسند الکبیر، الاسماء والکنی، الجامع الکبیر، کتاب العلل، کتاب التمیز، کتاب الواحدان وغیرہم کثیر ماھم۔

☆☆☆

6

سیدنا امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: محمد بن یزید بن عبداللہ قذوینی

کنیت: ابوعبداللہ۔

لقب: ابن ماجہ۔

وفات: 22 رمضان المبارک 273ھ میں وفات ہوئی۔

تالیفات: سنن ابن ماجہ ان کی مشہور کتاب ہے۔

☆☆☆

7

سیدنا امام ابوداوٗد السجستانی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو بن عمران۔

کنیت: ابوداوٗد۔

ولادت: 202ھ خراسان کے مشہور شہر سجستان میں پیدا ہوئے۔

وفات: 275ھ کو وفات پائی۔

تالیفات: سنن ابی داوٗد، کتاب الرد علی اہل القدر، الناسخ والمنسوخ، کتاب الراسیل، کتاب المصاحف، وغیرہم کثیر ماھم

☆☆☆

8

سیدنا ابوامام عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: محمد بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک رحمۃ اللہ علیہ

کنیت: ابوعیسیٰ

پیدائش: 209ھ ترمذ شہر میں پیدا ہوئے۔

تالیفات: جامع ترمذی، شمائل ترمذی، اور کتاب العلل ان کی مشہور کتب ہیں۔

وفات: 279ھ میں وفات پائی۔

☆☆☆

9

سیدنا امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار۔

کنیت: ابوعبدالرحمٰن۔

پیدائش: 214یا215ھ کو خراسان کے مشہور شہر نساء میں پیدا ہوئے۔

وفات: 303ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

☆☆☆

10

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: محمد بن حبان بن احمد بن حبان

ولادت: معلوم نہیں ہوسکی۔

وفات: 354ھ سیستان میں انتقال ہوا۔

تالیفات: کتاب الصحابہ، کتاب التابعین، اتباع التبع الفصل بین النقلہ اور صحیح ابن حبان ان کی مشہور کتب ہے۔

☆☆☆

11

سیدنا امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود

کنیت: ابوالحسن

پیدائش: 306ھ میں ہوئی۔

وفات: 385ھ میں وفات ہوئی۔

تالیفات: ان کی مشہور کتاب سنن دارقطنی ہے علل الحدیث اور اسماء الرجال کے ماہر تھے۔

☆☆☆

12

سیدنا امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: احمد بن حسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ کی نسبت سے بیہقی مشہور ہیں۔

کنیت: ابوبکر ہے۔

پیدائش: 384ھ

وفات: 458ھ کو نیشاپور میں انتقال ہوا۔

تالیفات: سنن الکبریٰ اور شعب الایمان ان کی مشہور کتب ہیں۔ اور یہ ان کا بہت بڑا علمی کارنامہ ہے۔

☆☆☆

13

سیدنا امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم

کنیت: ابوعمرو،

لقب: جمالالدین

ولادت: 25ربیع الثانی 368ھ کو قرطبہ شہر میں پیدا ہوئے۔

وفات: 463ھ شاطبیہ شہر میں انتقال ہوا۔

تالیفات: 20 سے زائد کتب کے مصنف تھے جن میں چند مشہور کتب درج ذیل ہیں۔ التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید، کتاب الاستذکار، الاستیعاب، جامع بیان العلم، وغیرہم کثیر ماہم

☆☆☆

14

سیدنا امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: حسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی۔

کنیت: ابو محمد

لقب: محی السنۃ

ولادت: 433ھ کو بغ شہر میں ولادت ہوئی۔

وفات: شوال 510ھ مروالروذ میں وفات پائی۔

مؤلفات: مختلف علوم فنون پر 15 سے زائد کتب ملتی ہیں۔

اربعون حدیث، الانوار فی شمائل النبی المختار، ترجمہ الاحکام فی الفروع التہذیب فی الفقہ، الجمع بین الصحیحین۔ شرح الجامع للترمذی، مصابیح السنہ، شرح السنہ، وغیرھم کثیر ماھم۔

☆☆☆

15

سیدنا امام دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: آپ امام ابومحمد شرف الدین عبدالمومن بن خلف بن ابی الحسن بن شرف الدین تونی دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ، ابن الماجد کے نام سے معروف تھے۔

پیدائش: محدث عصر امام دمیاطی کی پیدائش 613ھ میں ''تنیس'' شہر کے مضافاتی قصبہ ''تونہ'' میں ہوئی۔ انہوں نے مصر کے مشہور سرحدی شہر ''دمیاط'' میں ابتدائی ایام گذارے۔

وفات: امام دمیاطی زندگی بھر تصنیف و تالیف اور تدریس و افتاء میں مصروف رہے۔ حافظ ابن حجر کے بقول ان کی وفات اچانک ہوئی اور وہ اس طرح کے گھر کی چھت پر چڑھتے ہوئے سیڑھی پر بے ہوش ہو گئے جب کہ ابن تغری بردی کا بیان یہ ہے کہ وہ جامع مسجد قاہرہ میں نماز عصر سے فراغت کے بعد بے ہوش ہوئے۔ انہیں گھر لایا گیا تو وہیں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اس طرح علم وعمل کا یہ آفتاب و ماہتاب روئے زمین پر ضوفشانیاں کرتے ہوئے اتوار کے روز ۲۵ ذوالقعدہ ۷۰۵ھ کو غروب ہو گیا۔ اور انہیں قاہرہ میں ''باب النصر'' کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ دمشق میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ بھی ادا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ اس پاکیزہ روح کو اپنی رحمت کی آغوش میں رکھے۔ آمین

امام دمیاطی کے سوانح نگاروں نے ان کی بہت سی تصنیفات ذکر کی ہیں۔ ان میں سے آپ کی مشہور و معروف کتاب (المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح) ہے۔

☆☆☆

16

سیدنا امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد

کنیت: ابوعبداللہ اور شمس الدین لقب تھا۔

ولادت: 691ھ دمشق میں پیدا ہوئے۔

وفات: 751ھ میں انتقال ہوا۔

تالیفات: کئی کتابوں کے مصنف ہیں اور زاد المعاد فی ھدی خیر العباد ان کی مشہور کتاب ہے۔

☆☆☆

17

سیدنا امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: اسمعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن ذرع القیسی البصری الدمشقی ابوالفداء

کنیت: ابوالفداء عماد الدین اور ابن کثیر کے نام سے معروف ہیں۔

ولادت: 700 یا 701ھ ملک شام کے مشہور شہر بصری میں پیدا ہوئے۔

وفات: 26 شعبان 774ھ 20 فروری 1373ء

تالیفات: تفسیر القرآن العظیم المعروف تفسیر ابن کثیر البدایہ والنہایہ التکمیل فی معرفۃ الثقات والضعفاء والمجاہیل۔ الہدی والسنن فی احادیث المسانید والسنن طبقات الشافعیہ وغیرہم وکثیر ماہم۔

☆☆☆

18

حافظ محمد بارک اللہ لکھوی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 1222ھ 1807ء لکھنو کے ضلع فیروز پور میں پیدا ہوئے۔

وفات: 1311ھ 1893ء میں انتقال ہوا۔

تالیفات: تفسیر محمدی آپ کا بہت بڑا عظیم علمی کارنامہ ہے جو کہ فتح البیان کا فارسی نثر پنجابی نظم اور نثر میں ترجمہ ہے کہ آپ کی بہت بڑی علمی خدمت ہے۔ جو سات ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ مولانا معین الدین حفظہ اللہ نے راقم آثم کو بتایا کہ حافظ بارک اللہ لکھوی رحمۃ اللہ علیہ نے سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے فرمایا ایں پسر در پنجاب چراغ است۔ تو شیخ الکل فی الکل سید نذیر حسین محدث نے فرمایا ان شاء اللہ در پنجاب آفتاب خوشد۔ حضرت حافظ صاحب نے تفسیر کے خاتمہ پر تکمیل تفسیر پر اپنے مخصوص انداز سے اظہار فرمایا ہے۔ کہ

میں عاجز کم قوت بڈھا صرف تیری توفیقوں
ختم ہوئی تفسیر محمدی واضح باتحقیقوں
دھاں سالاں وچ ختم ہوئی چھپی بھی نالے
لکھ لکھ شکرانے تے حمداں رب نو جس اے راہ ویکھائے

حافظ محمد رحمۃ اللہ علیہ لکھوی آخری عمر میں سخت ترین کمزور ہو گئے تھے پیٹ میں پتھری تھی اور آنکھوں کی بنائی بھی ختم ہو گئی تھی۔ اس دور میں کتابوں کا ملنا انتہائی مشکل تھا۔ تفسیر مظہری پانی پتی کی تلاش میں سفر کرتے رہے بسیار کوشش کے باوجود تفسیر نہ مل سکی۔ انہی دنوں آپ بلوغ المرام کا ترجمہ انواع محمدی لکھا جو کہ انواع مبارک اللہ کا ناسخ ہے۔ آپ کی تفسیر مکتبہ محمدی لاہور نے 1321ھ 1903ء میں آپ کی زندگی میں چوتھی مرتبہ شائع کی۔

(تفسیر محمدی ساتویں منزل ص:492)

آپ فتح الباری شرح صحیح بخاری کا ترجمہ بھی پنجابی کی شعروں میں کرنا چاہتے تھے۔ لیکن زندگی نے وفا نہ کی۔

میرا حسن ظن ہے کہ حضرت حافظ محمد رحمۃ اللہ علیہ جنتی ہیں۔ کیونکہ واضح نص موجود ہے۔

((من سلبت کریمتیہ عوضت بھما الجنۃ۔))

''کہ جس سے میں اس کی دو محبوب چیزیں سلب کر لیتا ہوں اس کے عوض جنت دیتا ہوں۔ آپ پر یہ حدیث صادق آتی ہے۔''

☆☆☆

19

سید نواب صدیق الحسن خان رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 19 جمادی الاولیٰ 1248ھ بمطابق 13 نومبر 1832 بانس بریلی میں ہفتے کے دن پیدا ہوئے۔

وفات: یکم رجب 1307ھ کو انتقال ہوا۔

تالیفات: 350 سے زائد کتب کے مصنف تھے جن میں عربی، فارسی، اردو اور اسی طرح تفسیر حدیث فقہ پر آپ کی متعدد کتب ہیں۔

☆☆☆

20

مولانا محمد جونا گڑھی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 1890ء میں ہندوستان کے صوبہ گجرات کے شہر جونا گڑھ میں پیدا ہوئے۔

وفات: یکم صفر 1360ھ یکم مارچ 1941ء جونا گڑھ میں وفات پائی۔

تالیفات: خطبات محمدی، دین محمدی، اور تفسیر ابن کثیر ان کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

اعلام الموقعین کا اردو ترجمہ بھی جونا گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جب انہوں نے ترجمہ مکمل کیا تو مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے مبارک باد پیش فرمائی تھی۔

☆☆☆

21

مولانا عبدالرحیم بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: عبدالرحیم بن مولانا فیض اللہ بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ

کنیت: حضرت الاستاذ کی کنیت ابوالعباس تھی۔

ولادت: 1918ء میں پیدا ہوئے۔

وفات: 1947ء کو انتقال ہوا۔

تعلیم وتعلم: ضلع فیروز پور کی مشہور درس گاہ جامعہ محمدیہ میں داخلہ لے کر اپنی تعلیم کو مکمل کیا ابتدائی تعلیم اپنے برداران مولانا عبدالرحمٰن اور مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔

حضرت الاستاذ بڑے فضل وکمال کے مالک تھے۔ راقم اثم کو مولانا عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد ہونے کا اعزاز اور شرف حاصل ہے آپ کامیاب مدرس تھے۔

شہادت: تقسیم ہندوستان کے پر آشوب دور میں اپنی بہادری اور جرأت کے جوہر دیکھائے اور کئی سکھوں کو واصل جہنم کر کے 27 رمضان کو جام شہادت نوش فرمایا۔

☆☆☆

22

حضرت الاستاذ مولانا محمد عبداللہ شہید بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: محمد عبداللہ بن فیض اللہ خان بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: ضلع امرتسر کے گاؤں بھوجیاں میں 1902ء کو پیدا ہوئے۔

وفات: 1947ء کو وفات پائی۔

تعلیم: ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی علوم عقلیہ ونقلیہ پر کامل عبور حاصل تھا۔ ان کا شمار بھی مولانا عطاء لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔ اور مولانا عطاء اللہ لکھوی فرمایا کرتے تھے کہ میرے تمام شاگردوں میں عبداللہ قابل ترین شاگرد ہے۔ حضرت شیخ منطق کے بڑے ماہر تھے اسی لیے ان کو عبداللہ منطقی بھی کہا جاتا تھا۔ آپ بے شمار خوبیوں کے حامل تھے۔ آپ کامیاب مدرس خطیب اور حکیم بھی تھے۔ بندہ عاجز کو ان کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔

شہادت: قیام پاکستان کے موقعہ پر جام شہادت نوش فرمایا اور خلد بریں میں مقام حاصل کیا۔

☆☆☆

23

مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 1896ء کے پس وپیش ملیح آباد میں پیدا ہوئے۔

وفات: 24 جون 1959ء وفات پائی۔

تالیفات: بیان القرآن بعض کتب کے تراجم کیے جیسا کہ ابن تیمیہ کی کتاب الوسیلہ وغیرہ۔

24

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں وہ عالم اسلام کے نامور عالم دین تھے۔وہ عظیم مفکر، مفسر اور سیاستدان تھے۔انہوں نے احیاء الاسلام کے لئے بہت سی خدمات سرانجام دیں۔مغربی افکار کے مقابلے میں اسلامی افکار کی عظمت، آفاقیت اور ثقاہت کو واضح کیا، اور نئی نسل کو یورپ کے مقابلے میں علمی اسلحہ سے لیس کیا۔ متنوع موضوعات پر ان کی قابل قدر کتب کثیرہ موجودہ ہیں۔حقیقی بات یہ ہے کہ وہ پیچیدہ مسائل کو آسان طریقہ سے قارئین کے سامنے پیش کر دیتے تھے۔

مولانا سید مودودی رحمۃ اللہ علیہ 25 ستمبر 1903ء کو حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ان کا تعلق ایک ایسے دین دار گھرانے سے تھا۔جو اصلاح وتقویٰ اور علم سے معروف تھا۔خاندانی ماحول اور نسبی تعلق کا نتیجہ تھا۔مولانا کے دل ودماغ نور ایمان سے منور اور حب علم سے مالا مال تھے۔

مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم مصنف اور صحافی تھے۔روزنامہ الجمعیۃ دہلی کے ایڈیٹر تھے۔آپ نے 23 سال کی عمر میں جہاد کے موضوع پر کتاب لکھی۔اس کے علاوہ مولانا کا عظیم کارنامہ قرآن مجید کی تفسیر ''تفہیم القرآن'' ہے۔جو (6) جلدوں میں اب تک لاکھوں کی مقدار میں شائع ہو چکی ہے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے 26 اگست 1941ء کو لاہور میں جماعت اسلامی کے نام سے ایک جماعت قائم کی۔اس جماعت کا اولین مقصد برصغیر کے مسلمانوں کو ایمان وعمل کی شاہراہ پر گامزن کرنا تھا۔مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ماہانہ رسالہ ''ترجمان القرآن'' کے نام سے حیدر آباد دکن سے جاری کیا جو آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و

کرم سے جاری ہے۔

مولانا سید مودودی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی خدمات کے سلسلہ میں انہیں سعودی عرب کی طرف سے شاہ فیصل ایوارڈ“ سے بھی نوازا گیا۔مولانا نے 22 ستمبر 1979ء کو امریکہ میں وفات پائی اور اپنے مکان واقع اچھرہ لاہور کے صحن کے ایک کونے میں سپرد خاک کیے گئے۔

☆☆☆

25

المحدث الامام شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: محدث العصر شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ بن الحجاج نوح نجاتی

ولادت: 1914ء میں البانیہ کے دارالخلافہ اشقودرہ میں پیدا ہوئے۔

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ عصر حاضر کے محقق عالم دین تھے مدینہ یونیورسٹی میں شیخ الحدیث کی مسند جلیلہ پر فائز رہے۔اور درجنوں کتب کے مصنف تھے۔

وفات: 3 اکتوبر 1999ء علم کا یہ روشن ستارہ اردن میں غروب ہوگیا۔

تصنیفات تعلیقات اور تخریجات:

شیخ کی تالیفات سینکڑوں سے متجاوز ہیں صفۃ صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ،احکام الجنائز،تمام المنۃ فی التعلیق علی کتاب فقہ السنہ،حجاب المراۃ المسلمہ ،سلسلہ احادیث صحیحہ،والضعیفہ والموضوعہ، صحیح وضعیف،سنن اربعہ،صحیح وضعیف الترغیب والترھیب ،مختصر صحیح البخاری،تحقیق مشکاۃ،صحیح جامع الصغیر آپ کی مشہور کتب ہیں۔ حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی معروف کتاب ہے جس کا ترجمہ راقم آثم نے کیا تھا ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث میں 13 قسطوں میں شائع ہوا جن کا عنوان حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار دو عالم کا حج رکھا تھا۔

26

خواجہ الطاف حسین حالی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا حالی رحمۃ اللہ علیہ 1235ھ میں پانی پت میں پیدا ہوئے جو کہ دھلی سے 53 میل کے فاصلہ پر ہے۔ قرآن کریم حفظ کیا، اور علوم دینیہ کے لیے مولانا ابراہیم حسین الانصاری سے ابتدائی کتب پڑھیں۔ اور مولانا نوازش علی دھلوی سے بھی علم حاصل کیا۔

مولانا حالی کی تصنیفات درج ذیل ہیں۔

حیاہ جاوید، حیاہ سعدی، یادگار غالب، مجالس نساء۔ مسدس حالی وغیرہم

وفات: مولانا حالی نے 1333ھ میں وفات پائی۔

☆☆☆

27

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ بن مولانا نور الٰہی

ولادت: 11 نومبر 1923 گوجرانوالہ کے مشہور گاؤں کیلیانوالہ میں ولادت ہوئی۔

وفات: 25 رجب 1416ھ بمطابق 18 دسمبر 1995ء کو انتقال ہوا۔

تالیفات: تیسر القرآن، مترادفات القرآن، آئینہ پرویزیت، عقل پرستی اور انکار معجزات، ان کی مشہور کتب ہیں۔

☆☆☆

28

مفتی اہلحدیث حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ

نام ونسب: حافظ عبدالستار حماد بن مہتاب دین بن جان محمد

ولادت: 16 اپریل 1952 کو چک 129-15 ایل ضلع خانیوال میں پیدا ہوئے۔

تعلیم: حافظ صاحب محترم مدینہ یونیورسٹی کے اولین اور نامور فضلاء میں سے ہیں۔

تالیفات: حافظ محترم کامیاب مدرس، محقق مفتی اور کئی کتابوں کے مصنف ومترجم ہیں۔فتاویٰ اصحاب الحدیث، مختصر صحیح بخاری مترجم، آئینہ جمال نبوت وغیرہ ان کے علمی کارنامے ہیں۔

بین الاقوامی اشاعتی ادارے دارالسلام کی طرف سے صحیح بخاری کی مفصل شرح الحمدللہ تحریر کر چکے ہیں۔عنقریب اللہ کی توفیق سے شائع ہوگی۔اللہ تعالیٰ آسانی فرمائے اور شرف قبولیت بخشے۔(آمین)

☆☆☆

29

پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالرحمٰن یوسف حفظہ اللہ

نام: عبدالرحمٰن یوسف بن محمد یوسف

پیدائش: 1958ء کو پیدا ہوئے۔

تعلیم: فاضل درس نظامی، (دارالحدیث راجووال، جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ، جامعہ سلفیہ فیصل آباد، ایم۔اے عربی، پی، ایچ ڈی (عربی)

میرے لخت جگر حافظ عبدالرحمٰن نے ابتدائی تعلیم دارالحدیث جامعہ کمالیہ راجووال میں حاصل کی۔بعدازاں جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں آخری سالوں میں

علمی رسوخ کیلئے داخلہ لیا۔

جامعہ سلفیہ میں جامعہ بھر سے اول پوزیشن حاصل کی اور اللہ تعالیٰ نے مدینہ یونیورسٹی میں داخلے کا اعزاز بخشا۔

تدریسی خدمات: مدینہ یونیورسٹی سے فراغت کے بعد سعودی حکومت کی طرف سے مکتب الدعوۃ اسلام آباد اور مختلف دینی مدارس میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اس دوران اپنی خداداد صلاحیت سے بطور لیکچرار گورنمنٹ کالج ساہیوال تقرری ہوئی۔ اور پھر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں لیکچرار اور بعد ازیں اسسٹنٹ پروفیسر منتخب ہوئے۔

آج کل ملک کے معروف ادارے "جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی میں استاذ الحدیث کے طور پر اپنی خدمات پیش فرما رہے ہیں۔ نیز مسجد عمر بن عبد العزیز ڈیفنس کراچی میں ایک تحقیقی ادارہ و لائبریری بطریق احسن چلا رہے ہیں۔

تصنیفی خدمات: اللہ تعالیٰ نے میرے اس عزیز القدر بیٹے کو انتہائی اعلیٰ تصنیفی و تحقیقی ذوق بخشا ہے۔ بیسیوں تالیفات ان کے قلم گوہر بار سے منصۂ شہود پر آ چکی ہیں۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

① معجم شیوخ الذہبی — تحقیق وتدوین

② خطۃ الدولۃ الاسلامیہ — مولانا اسماعیل سلفی کی گراں قدر تصنیف

③ اسلامی حکومت کے بنیادی خط وخال — کا عربی ترجمہ

④ المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح — "للدمیاطی" کا اردو ترجمہ

تحقیق کے ساتھ ساتھ ترجمہ میں بطور خاص اللہ تعالیٰ نے مہارت تامہ دی ہے۔ وسعت مطالعہ و کثرت قراءت کی بناء پر عموماً عربی معاجم دیکھنے کی بھی ماشاء اللہ ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اس بیٹے اور باقی اولاد سے بھی زیادہ سے زیادہ کام لے، اوران سب کو امت اسلامیہ کیلئے مفید ترین کارکن، داعی، مبلغ، مدرس، محقق بنائے اور میرے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔آمین

☆☆☆

فہرست مصادر و مراجع

	نام کتاب	مصنف	ولادت	وفات
01	القرآن الکریم	انہ تنزیل من رب العالمین		
02	جامع صحیح البخاری	ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری	194ھ	256ھ
03	صحیح مسلم	ابوالحسین مسلم بن حجاج	206ھ	261ھ
04	سنن ابی داؤد	ابوداؤد سلیمان بن اشعث	202ھ	275ھ
05	سنن نسائی	ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب	214یا215ھ	303ھ
06	جامع الترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن سورہ	209ھ	279ھ
07	سنن ابن ماجہ	ابوعبداللہ محمد بن یزید قذوینی		273ھ
08	سنن دارمی	ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن	181ھ	255ھ
09	موطا امام مالک	ابوعبداللہ مالک بن انس	93ھ	179ھ
10	مسند احمد	ابوعبداللہ احمد بن محمد	164ھ	241ھ
11	سنن دار قطنی	ابوالحسن علی بن عمر	306ھ	385ھ
12	السنن الکبریٰ للبیہقی	ابوبکر احمد بن حسین	384ھ	458ھ
13	زاد المعاد	ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر	691ھ	751ھ
14	صحیح ابن حبان	محمد بن حبان بن احمد بن حبان		354ھ
15	تیسیر القرآن	مولانا عبدالرحمان کیلانی	1923ء	1995ء
16	کتاب الوسیلہ مترجم	مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی	1896ء	1959ء
17	خطبات محمدی	مولانا محمد جونا گڑھی	1890ء	1941ء
18	تفسیر محمدی	حافظ محمد لکھوی	1222ھ	1311ھ

19	تفسیر ابن کثیر	عماد الدین بن کثیر	700 یا 701ھ	774ھ
20	مسک الختام	سید نواب صدیق الحسن خان بھوجیانی	1248ھ	1307ھ
21	فتاوی اصحاب الحدیث	حافظ عبد الستار الحماد	1952ء	حیات حفظہ اللہ تعالیٰ
22	صحیح سنن نسائی	شیخ محمد ناصر الدین البانی	1914ء	1999ء
23	الفقہ الاسلامی وأدلتہ	وہبہ الزحیلی		
24	المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح (مترجم)	پروفیسر ڈاکٹر عبد الرحمٰن یوسف	1958ء	حیات حفظہ اللہ تعالیٰ
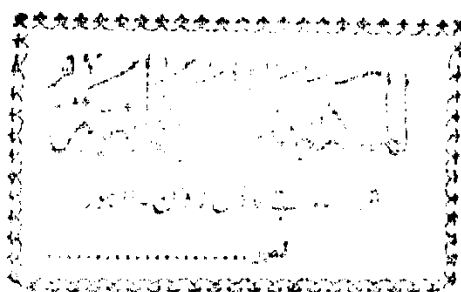
میرا نام دارالحدیث ہے مجھے الجامعۃ الکمالیہ بھی کہتے ہیں

میری رہائش برلب پختہ سڑک 4 کنال رقبہ میں واقع ہے۔ 60 سال سے میری عمر متجاوز ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مسلسل رواں دواں ہوں مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ 1949ء کو میرا سنگ بنیاد حضرت محدث روپڑی رحمہ اللہ اور الامام گوندلوی رحمہ اللہ نے رکھا۔

اور مجھے یہ بھی شرف حاصل ہے میرا سالانہ امتحان محدث روپڑی رحمہ اللہ لیتے رہے۔ ان کے الفاظ سے ہے کہ میرے طلباء اچھے نمبر حاصل کرتے رہے۔ اور ملک کے کونے کونے میں میرے فیض یافتہ دین کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

اور مجھے یہ بھی شرف حاصل ہے کہ میرے ہاں جماعت کے اکابر علماء خطاب فرماتے رہے، دعائیں کرتے رہے ہیں۔ اور توحید وسنت کا نور خوب پھیلا جو یقیناً قبول ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور انہی بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے آج میری ایک پہچان ہے میرے دامن میں تقریباً دوصد مسافر طلباء ہمہ وقت زیر تعلیم اور قیام پذیر رہتے ہیں۔ جن کے طعام اور دیگر اخراجات کی سعادت مجھے حاصل رہتی ہے۔ ان غریب الدیار طلبہ کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔

مقامی طور پر فیض حاصل کرنے والے سینکڑوں حضرات اس کے علاوہ ہیں۔ میں ان کے دلوں میں بستا ہوں اور ان کے آنسوؤں کا امین ہوں۔ کم وبیش بیس (20) اساتذہ و ملازمین میری خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ میں اپنے طلبہ کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ گریجوایشن تک عصری تعلیم بھی فراہم کرتا ہوں، میرا شعبہ حفظ بھی مثالی ہے۔ میری عظیم الشان لائبریری میرا طرہ امتیاز ہے۔ میرے خلاف اور میری طرز کے دوسرے دینی مراکز کے خلاف طاغوتی قوتیں اپنے پروپیگنڈے اور طرح طرح کے جال بن رہی ہیں۔ لہٰذا آپ مجھے اپنی پرخلوص دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔ شکریہ ﴿جزاکم اللہ خیرا﴾

دارالحدیث راجووال ایک نظر میں
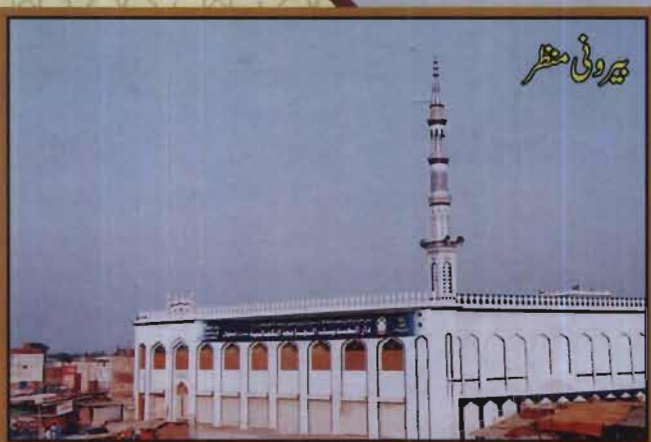
بیرونی منظر

لائبریری

کلاس رومز

برائے رابطہ
پروفیسر عبیدالرحمن محسن بن شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ مہتمم دارالحدیث راجووال (اوکاڑہ)
موبائل نمبر: 0300-6972721